تذکرہ

علماءِ اہلسنّت

تیرھویں صدی ہجری سے موجودہ دور تک کے مشاہیر علماء اہلسنت
ہندو پاک کے احوال و فضائل و خدمات پر پہلی کتاب

نوشتہ

محمود احمد قادری

استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم - کانپور

ناشر

سُنی دار الاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

تذکرہ

علماءِ اہلسنّت

مصنّف

محمود احمد قادری

استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم۔ کانپور

ناشر

سنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ

فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب ــــــــــــ	تذکرہ علمائے اہلسنت
مؤلف ــــــــــــ	مولانا شاہ محمود احمد قادری
مطبع ــــــــــــ	علیہ پریس
طباعت ــــــــــــ	بار اول کانپور انڈیا ۱۹۷۲ء بار دوم ۱۹۹۲ء سنی دار الاشاعت فیصل آباد
قیمت ــــــــــــ	۴۵/۰ روپے

ملنے کے پتے

شبیر برادرز ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور

مکتبہ حامدیہ داتا گنج بخش روڈ۔ لاہور

شرفِ عنوان

علماء و مشائخ اہل سنت کا یہ تذکرہ خدمتِ دین کے جذبہ کے تحت خاکسار کے قلم سے چھپ کر شائع ہو رہا ہے حصول برکت اور قبولیت کے لئے اس دینی خدمت کو اپنے محسن و مربی، استاذ و شیخ، برہان الاصفیاء، بدر الکاملین، سلطان المتکلمین، شرف الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین دامت برکاتہم امین شریعت صوبہ بہار و مفتی اعظم کان پور کے نام نامی سے معنون و منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

جن کے فیضان کرم سے دین کی نعمت اور اس سے لگاؤ اور علماء و مشائخ اہل سنت سے عقیدت و نیاز مندی کی دولت سرمدی ملی۔

لا خیل عندک تہدیہا ولا مال ۔۔۔ فلیسعد النطق ان لم یسعد الحال

اور

شمس الاسلام قدوۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی مدظلہ العالی، حضرت العلامہ محمد علاء الدین مدنی مدظلہ (فندق طیبہ) اور خان بہادر الحاج شاہ مصطفےٰ علی خاں مدظلہ میسوری مدنی (بانی رباط جماعت منزل) (جنھیں ہر وقت سرور کائنات روحی فداہ ابی و امی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بارگاہ بیکس پناہ میں حضوری کا شرف حاصل ہے) کی خدمت میں اس عرض و التجا کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ یہ حضرات خاکسار کو اپنی مخصوص دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

بندہ گنہگار

محمود احمد قادری اصلح اللہ

فہرست تذکرہ علماء اہل سنت

حواشی کتاب

نوٹ: بہت سے حواشی قلت صفحات کی وجہ سے شامل کتاب نہ کئے جا سکے۔ مؤلف

پیش لفظ

از رازہ: عالم با عمل حضرت العلامہ محمد ابراہیم فریدی تلمیذ شیخ المحدثین جامعہ شمس العلوم ومفتی بدایوں

بسم اللہ ۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً

اُحِبُّ الصَّالحین ولستُ منھم لعلّ اللہ یرزقنی صلاحا

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری محدث ہروی قدس اللہ روحہ نے ذکر کیا ہے "عند ذکر الصالحین ینزل الرحمۃ (نکوکاروں کے تذکرہ میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے)"

بلاشبہ جن تذکروں میں رب تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو وہ تذکرے روحانی سکون اور قلب کے اطمینان کا باعث اور قرب خداوندی کے اسباب ہوتے ہیں، علمائے کرام جو دین کے حامل، شریعت کے ناشر اور اسلام کے داعی ہیں، خود دین پر چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں، مخلوق کو شیطان کے مکائد اور جال سے بچاتے ہیں وہ کلمات خداوندی وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (پارہ ۲۴) کے زمرہ کے افراد ہیں اور حدیث شریف لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالک (مشکوٰۃ شریف) کے مصداق ہیں، ان کے ذکر کی محفلیں اور ان کے تذکرے کی کتابیں رحمت خداوندی کے نزول اور اطمینان قلب کے حصول کا سبب بلکہ تاریخ کا اہم باب ہوتی ہیں، چونکہ ایسے داعیان اسلام میں وہ نفوس بھی شامل ہیں، جو جہاد بالقلم، جہاد باللسان، اور جہاد نفس کے محاسن سے آراستہ اور علوم دینیہ۔ معارف قرآنیہ، نکات حدیثیہ کے صرف عالم ہی نہیں ناشر و مبلغ بھی ہیں، ان کے تذکرے اور نقوش حیات میں تربیت تبلیغ، اشاعت دین، اشاعت علوم کے لازمی طور پر بہترین طرق و ذخیرے ہیں، جن سے ہم عبرت، اصلاح، اخلاق کی پاکیزگی، نیت کی ستھرائی، عمل میں جد و جہد کے سامان فراہم کر سکتے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے مصلحین اور صاحبان تبلیغ کے حالات میں کتابوں کا قحط ہے، چند ہیں تو وہ بھی کمیاب، خدا بخشے مولانا مولوی رحمٰن علی صاحب مرحوم کو انھوں نے "تذکرہ علمائے ہند" کے نام سے فارسی زبان میں

کتاب لکھی، جس میں کچھ مذکورہ صفات بزرگوں کے حالات تھے، مگر وہ کتاب بھی ایک عرصہ سے ناپید ہے، ابھی حال میں پاکستان کراچی سے اس کا اُردو ترجمہ چھپ کر شائع ہوا ہے۔

اس سلسلہ میں مولوی فقیر محمد جہلمی تلمیذ حضرت مولانا مفتی صدرالدین آزردہ کی تالیف "حدیقۃ الحنفیہ" قابل ذکر کتاب ہے۔

زمانہ کروٹیں لیتا ہے، حال کو ماضی بناتا ہے اور ماضی کو تاریخ کا مقام دیتا ہے، ماضی کو یاد رکھنے والے اور ان کو صفحات پر نقش کرنے والے "تاریخ داں" "تاریخ نویس" کہلاتے ہیں، دنیا اس فن کو عظیم رُتبہ دیتی ہے اور اس کے جاننے والے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس کے نقوش کو بڑی اہمیت دیتی ہے، ہمارے دیکھتے دیکھتے نہ معلوم کتنے اہل سنت کے علماء اہل تدریس، اور صاحب فتویٰ وارشاد، خطباء ومناظرین جوار رحمت میں پہونچ گئے، لیکن نہ کوئی ان کی تدریسی مہارت علمی قابلیت، فقہی شان اور حاضر جوابی کو بیان کرتا، اور نہ اُن کی سِیَر، تاریخ ووفات اور مدت عمر کے نقوش اوراق کے صفحات پر پائے جاتے ہیں، جن سے آنے والی نسلوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور ماضی کے علماء سے واقفیت ہو۔ افسوس۔ ع:۔ مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے۔

بڑی مسرت کا مقام ہے کہ عزیزی مولانا محمود احمد قادری، مظفر پوری سلمہ تعالیٰ نے زمانہ کے مٹتے ہوئے نقوش کا احساس کیا، اور ماضی وحال کے علماء اہل سنت کے حالات قلمبند کرنے کی سعی کی، اور اس کے جمع وترتیب میں کافی جدوجہد کی، راقم الحروف نے بھی عزیزی موصوف کا تعاون کیا اور ہمت افزائی کی۔

دعا ہے کہ رب تعالیٰ کتاب کو قبول عام عطا فرمائے۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وصحبہ وجمیع امتہ وسلم

محمد ابراہیم فریدی (سمستی پوری)
سعد اللہ اعمالہ وغفر ذنوبہ
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم ومفتی بدایوں
محلہ کنان گران بدایوں۔ یوپی۔ جمعرات ۲۸ رجب ۱۳۹۰ھ، یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء

تاریخ طبع تصنیف



حضرت علامہ ابوالظفر سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی مدظلہ سجادہ نشین ساہن پال شریف
(پاکستان غربی)

بحمد اللہ کہ از افضال باری شدہ از اہلِ سنت فیض جاری
بسعی حضرتِ محمود احمد کہ در علمِ شریعت ہست امجد
سر و سر حلقۂ اربابِ تحقیق زہے آں قدوۂ اصحابِ تدقیق
بہ ہمعصران خود مرے است ممتاز ز علمِ دین حق گشتہ سرافراز
ز احوال بزرگاں کرد تصنیف بذکرِ فاضلانِ دہر تالیف
بیاں کرد ست فقہائے زماں را کہ در علمِ احادیث اند یکتا
بتفسیر و تصوف مشتہر اند بتعلیماتِ شرعی مفتخر اند
شرافت بہر سالش گشت شیدا ز حالات مشائخ۔ شد ہویدا
دگر بارہ چوں جستم از جبلت
ندا شد ز آسماں۔ فضلائے ملت
۱۳۹۱ھ

تقریب

حضرات علماء و مشائخ ہند و پاک کے تراجم میں شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ کی تالیف اخبار الاخیار، محمد غوثی کی گلزار ابرار، اور علامہ میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی ۱۲۰۰ھ کی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان اور مآثر الکرام مقبول ترین تذکرے ہیں ـــــــ یہ تذکرے اس زمانہ میں تالیف کئے گئے جبکہ ہندوستانی مسلمان خوش عقیدگی کے دور سے گذر رہا تھا، ان تینوں کتابوں کے بعد مولوی عبد الشکور رحمان علی المتوفی ۱۳۲۵ھ نے تذکرہ علمائے ہند اور مولوی فقیر محمد جہلمی المتوفی ۱۳۳۴ھ نے حدائق الحنفیہ لکھی، مگر ان دونوں کتابوں میں علماء حق کے علاوہ فرقہ باطلہ کے علماء کے احوال بھی مذکور ہیں، حکیم عبد الحی رائے بریلوی کا تذکرہ عربی "نزھۃ الخواطر" آٹھ جلدوں میں مذکورہ تذکروں سے زیادہ جامع ہے، حکیم عبد الحی پیشوائے دیوبندیت سید احمد رائے بریلوی کے خاندان سے تھے اور ان کی تحریک سے گہری وابستگی رکھتے تھے، اس بنا پر انھوں نے اس تحریک پر تعریض و تنقید کرنے والے علمائے اہل سنت پر الزامات عائد کئے ہیں، اور ان کے بارے میں شدید المعارضہ، شدید الاعجاب بنفسہ وعلمہ، قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر، متوسعاً و سارعاً فی التکفیر، جیسے رکیک جملے استعمال کئے ہیں، جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے،

دیوبند سے تعلق رکھنے والے اہل قلم نے چند برس قبل علمائے ہند کا شاندار ماضی، علمائے حق، تذکرہ مشائخ دیوبند نام کی کتابیں لکھ کر شائع کیں، غیر مقلد علما کے احوال میں ابو امام یحییٰ خاں نے "تراجم علمائے حدیث ہند" لکھ کر شائع کی، ان تینوں کتابوں کے مؤلفین نے علماء اہل سنت کے علمی فضل و کمال اور ذاتی اوصاف و محاسن کو بے حد بے توقیر کرنے کی ناکام کوشش کی، طرح طرح کے الزامات تراشے ـــــــ دوسری طرف اہل سنت کی بے اعتنائی کا یہ حال تھا، کہ انھوں نے اپنی عظیم تاریخ اور نادرۂ روزگار علماء و مشائخ اہل سنت کی علمی و عرفانی

علمی و مسلکی خدمات پر مختصر سی بھی کوئی کتاب شائع نہیں کرائی،

خاکسار نے اس کمی کو شدت سے محسوس کیا، اور ابتدائے تیرھویں صدی ہجری سے تراجم لکھنے کی ابتدا کی، (کہ اسی صدی کی تیسری دہائی میں امکان کذب باری تعالیٰ و امکان نظیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر اسلامی عقیدہ پیدا ہوا، اور یہیں سے اہل سنت، وہابی کا امتیازی فرق ظاہر ہوا) اور کوشش کر کے موجودہ دور تک کے اکابر علماء، مشائخ، متکلمین، ارباب فتاویٰ اور اہل تدریس و تصنیف کے قدرے واجب احوال قلم بند کئے، بہت سے علماء ایسے ہیں جن کا تذکرہ لکھنا ضروری تھا مگر ان کے احوال کے حصول کے لئے کوئی ذریعہ حاصل نہ ہو سکا، انشاء اللہ تعالیٰ جلد ثانی میں ان کے احوال پیش کئے جائینگے اس تذکرہ کی تالیف کے درمیان میں علماء و مشائخ کی روحانیت کے طفیل میں خداوند قدوس نے اپنے اس گنہگار بندے پر فضل عظیم فرمایا، اپنے گھر کا دیدار اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری کا شرف عطا فرمایا ـــــــ مکہ مکرمہ میں حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہٗ بریلی شریف نے اپنے احوال لکھائے، اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، حضرت شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی کے حالات حاصل ہوئے، مدینہ منورہ میں حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی قطب مدینہ نے اپنے حالات تحریر کرائے، مولانا علاء الدین القادری نے اپنے دادا مولانا اعظم حسین خیر آبادی کی عربی قلمی سوانح حیات دیکھنے کو دی، اور اپنے والد کی سوانح تاریخ فرد الافراد (مطبوعہ) کی ایک جلد عنایت کی،

تذکرہ کے چند ابتدائی مطبوعہ اجزاء کی تصحیح زیر کعبہ و مواجہہ اقدس نبوی میں انجام پائی، اور خاکسار نے دونوں دربار میں اس کو پیش کر کے مقبولیت کے لئے دعائیں مانگیں،

یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ ترتیب میں حروف تہجی کا لحاظ کیا گیا ہے، مگر اسماء کی تقدیم و تاخیر میں مقام و مرتبہ کی کوئی رعایت نہیں کی گئی ہے، ایسا کرنے میں دشواریاں اور مشکلات تھیں ـــــــ

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے پیش نظر مخدوم و معظم عالم باعمل حضرت العلامہ مولانا شاہ محمد ابراہیم فریدی ہمستی پوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ شمس العلوم و مفتی بدایوں کے نام نامی کا اظہار ضروری ہے کہ آپ نے ازراہ کرم حالات کی فراہمی

میں تعاون فرمایا، اور پیش لفظ لکھ کر مرتب کی حوصلہ افزائی فرمائی،

علم و فضل اور خلوص و محبت کے پیکر، اور اہلِ علم کے قدر دان حکیم ابن حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ (لاہور) نے پاکستانی علماء کے احوال کی فراہمی میں غیر معمولی حصہ لیا، اس کرم فرمائی پر خاکسار اُن کا ممنون ہے،

حکیم صاحب کے توجہ دلانے پر حضرت مولانا عبد الحکیم شرف لاہوری صدر المدرسین دار العلوم رحمانیہ اسلامیہ ہری پور، ضلع ہزارہ نے صوبہ سرحد کے علماء کے احوال ارسال فرمائے۔ احقر ان کا بھی شکر گذار ہے، حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی قادری سجادہ نشین ساہن پال شریف ضلع گجرات (پاکستان) کا بھی مرتب ممنون ہے کہ آپ نے قطعۂ تاریخ طباعت ارسال فرمایا ——— برادر مکرم جناب مشتاق احمد صاحب (النسر ضلع مظفر پور) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کہ انھوں نے کاپیوں کی تصحیح میں تعاون فرمایا۔

خاکسار مرتب کو اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا کھلے دل سے اعتراف ہے، ہو سکتا ہے، کہ علماء و مشائخ کے حالات تحریر کرنے میں ادب و احترام کا رشتہ ہاتھوں سے چھوٹ گیا ہو، اور غلطیاں راہ پا گئی ہوں، اس لئے اہلِ نظر سے درخواست ہے کہ کرم فرما کر فروگذاشتوں سے باخبر کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ جب دوبارہ کتاب کی طباعت و اشاعت کی نوبت آئے گی ممنونیت کے ساتھ اسے قبول کیا جائے گا۔

آخر میں مرتب گنہ گار بارگاہِ الٰہی میں بطفیل حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم عرض گذار ہے کہ خدایا! یہ تیرے دین کے خادم و مخدوم علماء جن کے احوال لکھنے کی تو نے توفیق عطا فرمائی، انھیں کے زمرہ میں حشر فرما، اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ و تابعین کے کامل اتباع کا جذبۂ حسن عطا فرما، اور سیہ کار کے والدین، اساتذہ، مشائخ، احباب، متعلقین کو دارین میں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے نواز، آمین یا رب العالمین

بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ التحیۃ والتسلیم

۱۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۹۰ھ

بندۂ گنہگار

خانقاہ قادریہ اشرفیہ سیوانی پور ضلع مظفر پور بہار۔ محمود احمد قادری اصلح اللہ حالہٗ

حضرت شاہ آلِ احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی دادی صاحبہ نے حضرت برہان الواصلین، قطب العارفین حضرت شاہ محمد برکت اللہ[1] عشقی کے فرمان کے بموجب "آلِ احمد" نام "اچھے میاں" عرف رکھا، ۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ حمزہ، حضرت آلِ محمد ابن صاحب البرکات کے بڑے صاحبزادے تھے، علوم ظاہر و باطن کی تعلیم اپنے والد حضرت شاہ حمزہ قدس سرہ سے کی،

---

[1] برہان الواصلین حضرت شاہ برکت اللہ، عہد اکبری کے مشہور بزرگ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی المتوفی سنہ ۱۰۱۷ھ کے پوتے حضرت شاہ اویس کے بڑے لڑکے تھے سنہ ۱۰۷۰ھ میں مارہرہ میں پیدا ہوئے، والد بزرگوار سے تحصیل علم کے بعد بیعت ہوئے، سلاسل خاندانی میں اجازت و خلافت عطا ہوئی، میر طیب بلگرامی المتوفی سنہ ۱۰۶۶ھ ابن حضرت میر عبد الواحد کے پوتے حضرت سید مزمل اور حضرت شاہ لطف اللہ (قدست اسرارہم) سے تعلیمات باطنی اور اجازت و خلافت حاصل کرکے بمقام کالپی حضرت شاہ فضل اللہ المتوفی سنہ ۱۱۱۱ھ کی خدمت میں حاضر ہوئے .... آئینہ احمدی میں ہے کہ جب حضرت کالپی پہنچے تو حضرت شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ نے اٹھ کر معانقہ فرمایا اور اپنے کلیجے سے لپٹا کر تمھیں بار دریا بلطف پیوست فرمایا۔ حضرت صاحب تصنیف و شاعر تھے، فارسی میں عشقی اور ہندی میں پیمی تخلص فرماتے تھے، ایک دیوان مجمع البرکات اور مثنوی ریاض عشق، رسالہ چہار انواع، عوارف ہندی مشہور تصانیف ہیں، دسویں محرم سنہ ۱۱۴۲ھ سال وفات ہے، حضرت میر آزاد بلگرامی نے "صاحب برکات واصل منزل قدس" مصرعہ تاریخ کہا

۱ ھ ۲۴

جدہ مرید ہوئے خلافت واجازت عطا ہوئی، حضرت بڑے باکمال عالم وعارف تھے، ایک شخص نے حضرت نقیب الاشراف بغداد کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر مسئلہ وحدۃ الوجود سمجھنا چاہا حضرت نے ہندوستان کے سفر کی ہدایت فرمائی، وہ صاحب علماء ومشائخ سے ملتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث کی خدمت میں پہونچے، عرض مدعا کیا، مگر تشفی نہ ہوئی، حضرت محدّث دہلوی نے فرمایا، آپ مارہرہ حضرت اچھے میاں کی خدمت میں جائیے، وہ آپ کی تسکینِ خاطر فرمادیں گے، ملفوظاتِ عزیزی میں

بقیہ حاشیہ گذشتہ: ۲؎ قطب الکاملین حضرت شاہ حمزہ چودھویں ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو پیدا ہوئے، والد ماجد سے تعلیم ظاہری وباطنی پائی، مطالعہ کا خاص ذوق تھا، صدہا کتابیں نقل کرکے داخلِ کتب خانہ کیں، منقول ہے کہ متفرق علوم وفنون کی سولہ ہزار قلمی کتب آپ کے کتب خانے میں تھیں، آپ کی تصانیف میں "کاشف الاستار" "فص الکلمات" مشہور ومتداول ہے، بہت عمدہ ذوقِ سخن گوئی تھا، اردو وفارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے، "سہ غوثِ اعظم بہ من بے سروساماں مددے" آپ ہی کی مشہور منقبتی نظم ہے، عینی تخلص تھا، حضرت کی شخصیت ملکی مہمات میں سلاطین ونوابین کی پُشت پناہ تھی، نوابینِ بنگش اور شاہانِ اودھ کی تاریخ میں حضرت کا ذکر بطور خصوص ملتا ہے، تفصیل کے لئے تاریخِ اودھ اور عہدِ بنگش کی تاریخ دیکھی جائے، چودھویں محرم ۱۱۹۸ھ سالِ وفات ہے۔

۳؎ حضرت ابوالبرکات شاہ آلِ محمد قدس سرہ ۱۱۱۱ھ میں بلگرام میں پیدا ہوئے، والد ماجد سے تربیتِ باطنی حاصل کرکے خرقۂ خلافت پہنا، حضرت سید العارفین میر شاہ لطف اللہ لدعا نے بھی شالِ خلافت عطا فرمائی۔۔ مآثر الکرام میں ہے کہ حضرت شاہ آلِ محمد، امراضِ قلبی کے ازالہ میں شانِ مسیحائی رکھتے تھے، بیشتر وقت کتبِ تصوّف خصوصاً والد بزرگوار کی مصنّفات کے مطالعہ میں صرف فرماتے تھے ۱۱۶۴ھ میں وفات ہوئی، حضرت میر آزاد نے قطعۂ تاریخ کہا ؎

چراغِ آلِ عبا، شمعِ دُودمانِ علا — فزود جلوۂ او، رونقِ حریمِ بہشت
افادہ کرد بہ من سالِ رحلتش ہاتف — نصیبِ آلِ محمد بود، نعیمِ بہشت

۱۱ ھ ۶۲

بلند کلمات میں حضرت اچھے میاں کا ذکر موجود ہے، ۱۶ محرم ۱۱۹۸ھ میں والد ماجد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے، آپ کی ذاتِ والا سے سلسلۂ برکاتیہ کو کافی فروغ ہوا، ۲۷ سال تک سجادۂ برکاتیہ کو رونق دی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ میں واصل بحق ہوئے۔ تصانیف میں آئینِ احمدی علوم ومعارف اور اسرار ودقائق کا گنجینہ ہے، مولانا غلام شبر بدایونی المتوفی ۱۲۶۳ھ نے نوردائے حضور میں ۹۷ اجل خلفاء کے نام لکھے ہیں، جن میں سے اکثر کا ذکر زیرِ نظر کتاب میں ملے گا۔

(خاندانِ برکات، برکاتِ مارہرہ)

حضرت شاہ ابوسعید مجدّدی رام پوری قدس سرہ

زبدۃ الابرار حضرت خواجہ سیف الدین فرزندِ خامس حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے (حضرت شاہ صفی القدرہ کے فرزند ارجمند، دوسری ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ کو رام پور میں ولادت ہوئی، گیارہ برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے، حضرت مولانا شرف الدین مفتیٔ عدالت رام پور اور مولانا شاہ رفیع الدین سے اخذِ علوم کیا، حضرت شاہ عبدالعزیز سے سندِ حدیث حاصل کی، طالبِ علمی ہی میں والد ماجد سے طریقہ آبائی میں مرید ہوئے، والد ماجد کے ایماء سے حضرت شاہ درگاہی محبوبِ الٰہی سے طریقہ قادریہ میں بیعت کی اور بارہ سال مسلسل حاضرِ خدمت رہے اور خلافت وخرقہ پایا، ۱۲۲۵ھ میں دہلی حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی مجددِ مائۃ اثنا عشر کی خدمت میں حاضر ہوئے چند ماہ تکمیلِ سلوکِ مجدّدی کرکے خلافت پائی، جب کبھی آپ سفر سے واپس آتے حضرت شاہ غلام علی استقبال کے لئے باہر نکلتے، شاہ غلام علی جب بیمار ہوئے تو آپ کو لکھنؤ سے بُلاکر خدمتِ منصب سپرد کی، ۱۲۴۹ھ میں حج کے لئے گئے تو اپنے صاحبزادہ حضرت شاہ احمد سعید کو جانشین کرگئے، مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ سراج مفتی حنفیہ، شیخ عمر مفتی شافعیہ وغیرہ علماء کبار سے ملاقات آئے، بعدہٗ مدینہ منورہ حاضر ہوئے، واپسی میں ۲۲ رمضان کو ریاست ٹونک میں علیل ہوئے، صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالغنی محدّثِ شہیر ہمراہ تھے، سکراتِ موت شروع ہوئی تو ان کو وصیت فرمائی کہ اتباعِ سنّت کرنا، اور اہلِ دنیا سے پرہیز کرنا، اگر دنیاداروں کے پاس

جاؤگے ذلیل وخوار ہوگے، ورنہ دُنیادار کُتّوں کی طرح تمہارے دروازے پر لوٹیں گے پھر حافظ سے سورہ یٰسین کی تلاوت کے لئے فرمایا، تین بار شکر فرمایا، اب نہ پڑھو بہت تھوڑی مدّت باقی ہے، عید الفطر یوم یکشنبہ سنہ ۱۲۵۰ھ کو عصر ومغرب کے درمیان انگشتِ شہادت کو حرکت دیتے ہوئے وصال بہ الٰہی فرمایا، لاش تابوت میں رکھ کر دہلی لائی گئی، چالیس روز بعد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن کئے گئے، اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل دیا گیا ہے، روئی سے خوشبو آتی رہتی، جسے لوگ بطور تبرک لے گئے،

محبوبانِ بارگاہ کے ساتھ یہی سُنّتِ الٰہی ہے، یہ قطعہ تاریخ ہے۔

امام ومرشدنا، شاہ ابوسعید سعید — بہ عیدِ فطر چو شُد واصلِ جنابِ خدا
دلِ شکستہ ومغموم گُفت تاریخش — ستونِ محکمِ دینِ نبی فتاد زپا

۱۲ ھ ۵۰

حضرت شاہ احمد سعید وحضرت شاہ عبد الغنی دونوں فرزند علوم ظاہر وباطن سے آراستہ ہوکر امام ومقتدیٰ ہوئے، اِن کے احوال اسی تذکرہ علمائے اہلِ سُنّت میں ملیں گے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اجمل الہ آبادی قدس سرّہٗ

حضرت شاہ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ خوب اللہ المتوفی سنہ ۱۱۴۴ھ برادرزادہ وجانشین حضرت شاہ محمد افضل قدس سرّہما کے پوتے اور مشہور محدّث حضرت مولانا شاہ محمد فاخر زائر تخلص المتوفی سنہ ۱۱۶۴ھ کے بھتیجے، حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنہ ۱۱۶۰ھ شب پنجشنبہ بعد نصف شب ۱۱ر شوال المکرم کو پیدا ہوئے، دوسال آٹھ ماہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد ناصر افضلی نے وقت مغرب بروز بدھ ۲۱ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۶۳ھ کو داغِ یتیمی دیا، اسی دن والد نے آپ کو اپنا مُرید بھی کیا تھا، والدہ ماجدہ کے زیر سایہ مکتب کی تعلیم پائی، اور حفظِ قرآنِ پاک کیا، دس برس کے ہوئے تو والدہ نے بھی انتقال کیا، بعدہٗ حضرت ناصرؔ کے صاحبزادے مولانا شاہ غلام قطب الدین مصیب المتوفی سنہ ۱۱۸۰ھ کے زیر تربیت آئے اور تکمیل علوم کے بعد

سلوک طے کیا، اور خلافت کی سند واجازت پائی، نہایت فیاض، سخی تھے، صبح سے شام تک حاجت مندوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا، آپ کی طبیعت بہت نفاست پسند واقع ہوئی تھی، تعمیرات کا خاص شوق تھا، دائرہ کا پھاٹک آپ کے ذوقِ تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے علم وفضل میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا، شاہ وگدا سبھی آپ کے عقیدت مند تھے، شاہ عالم شاہ دہلی اور نواب آصف الدولہ کو خصوصی عقیدت تھی، حضرت سراج الہند شاہ عبد العزیز محدّث سے آپ کی خط وکتابت رہتی تھی، شاہ صاحب آپ کو جامع کمالات ظاہری وباطنی اور ھادی لِکُلِّ مُھْتَدِیْ وَ قُدْوَۃٌ لِکُلِّ مُقْتَدِیْ تحریر فرماتے تھے، علّامہ تفضل حسین خاں کشمیری خاں علامہ آپ کے بے حد مداح تھے، بحر العلوم قدس سرہٗ ارکاٹ، صوبہ مدراس سے آپ کے وفور علم کا شہرہ سُن کر آپ کی ملاقات کے لئے پہونچے، آپ فارسی وریختہ کے بلند پایہ شاعر بھی تھے، حضرت معتقیب سے استفادہ سخن کیا، فارسی کے مشہور شعراء آپ کے خصوصی قدرداں تھے، پچھتر سال دوماہ کی عمر میں غرّہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۶ھ قبل ظہر بروز جمعرات انتقال کیا، حسب وصیت حضرت شیخ محمد افضل کے روضہ میں داہنی جانب دفن کئے گئے، مؤلف خازن الشعراء نے "کان الشیخ قطب الاقطاب" تاریخِ وفات کہی حضرت شاہ ابو المعالی آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔

حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرّہٗ

حضرت مخدوم شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرّہٗ تیرھویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ سے تھے سنہ ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، اپنے بڑے چچا حضرت اچھے میاں اور والد ماجد حضرت شاہ آلِ برکات ستھرے میاں قدس سرہما کی آغوشِ شفقت ومحبت میں تربیت اور نشو ونما پائی، حضرت عین الحق شاہ عبد المجید بدایونی، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرّہما سے خانقاہ برکاتی میں ابتدائی درسیات پڑھ کر فرنگی محل کے علماء حضرت مُلّا نور صاحب، مولانا عبد الواسع صاحب سے تکمیل کی، سنہ ۱۲۲۰ھ میں مخدوم شیخ العالم عبد الحق

رُدولوی المتوفی [illegible]ھ کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علماء و مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی، اسی سنہ میں حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے بموجب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے، صحاح ستہ کا دَور کرنے کے بعد سلاسلِ حدیث و طریقت کی سندیں مرحمت ہوئیں، واپسی میں متوسلین کی خواہش والتجا پر بریلی تشریف لے گئے، حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی المتوفی ۱۲۵۰ھ کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی، ملاقات کا ارادہ فرمایا، مگر آپ پیش قدمی فرما کر خانقاہِ نیازیہ پہونچے، اور ملاقات فرمائی، حضرت نیاز ادب و احترام سے پیش آئے، تعظیم دی، کچھ دیر گفتگو کے بعد حضرت فرودگاہ واپس تشریف لے گئے، حضرت کو اجازت و خلافت حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی، والد ماجد نے بھی اجازت مرحمت فرمائی تھی، مگر مرید حضرت اچھے میاں کے سلسلے میں فرماتے تھے، حضرت مخدوم شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ تیرھویں صدی کی وہ عظیم شخصیت تھے جن کے فیض یافتوں کی مساعی و کوشش سے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار سنبھل گئی، اور اُسے پھر سے قوت و استحکام مل گیا، حضرت کے دور میں بھی سلسلۂ برکاتیہ کی کافی اشاعت ہوئی، قطب العالم شیخ المشائخ شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ شریف مجدد مأتہ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا بریلوی، حضرت تاج العارفین شاہ ابوالحسن نوری نبیرہ و سجادہ نشین جیسے یگانۂ روزگار عارف آپ کے خلیفہ تھے، ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں حضرت نے انتقال فرمایا۔

(برکات مارہرہ)

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی قدس سرّہ

حضرت شاہ ابوسعید مجددی رام پوری المتوفی ۱۲۵۰ھ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی غرّہ ربیع الاول ۱۲۱۷ھ بمقام رام پور پیدا ہوئے "مظہر یزداں" تاریخ ہے، آپ کے نانا حضرت شاہ محمد صدیقی جو صاحب کشف تھے انھوں نے بمکاشفۂ باطن آپ کا نام غلام غوث رکھا، حفظِ قرآن کرکے دس برس کی عمر میں دہلی جاکر والد کے پر ارشاد حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے اور کتب تصوف پڑھیں، مشکوٰۃ شریف کا درس

بھی شاہ صاحب سے لیا، بعدہٗ مولانا فضل امام خیرآبادی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، مولانا نور فرنگی محلی قدست اسرارہم سے درسیات پڑھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہٗ سے حدیث کا دَور کیا، آپ حضرت شاہ غلام علی کے خلیفہ اور موردِ الطاف خاص تھے حضرت شاہ غلام علی آپ کو علو استعداد میں آپ کے والد شاہ ابوسعید مجددی سے افضل فرماتے تھے ۱۲۵۰ھ میں والد کی جگہ پر خانقاہ شاہ غلام علی کے سجادہ نشین ہوئے، مُریدوں کے حال پر بہت شفیق تھے، بعد فجر، ظہر، مغرب تین وقت حلقہ مراقبہ قائم فرماتے، اس کے بعد حدیث و تفسیر و فقہ کا درس دیتے، فتاویٰ بھی لکھا کرتے تھے، فرماتے تھے فتویٰ نویسی میرا کام نہیں، مگر کیا کروں جاہل عالم بن گئے ہیں، ستاون برس کی عمر ہوئی تھی کہ ۱۲۷۳ھ میں غدر کا بگل بج گیا، حفاظت کے خیال سے اہل و عیال کو شہر سے باہر بھیج دیا، اور خود خانقاہ ہی میں مقیم رہے، لوگوں نے چلنے کے لئے عرض کیا، فرمایا جب تک بزرگوں کا حکم نہ ہوگا نہیں جاؤں گا، ایک شب بعد تہجد فرمایا، اب نکلنے کی اجازت ہوگئی ہے، خانقاہ کا انتظام حاجی دوست محمد قندھاری کو سپرد کرکے سواری تلاش کرائی، مگر نہ ملی، پیدل ہی قطب صاحب میں آئے، یہاں پر اہل و عیال پہلے ہی سے مقیم تھے، یہیں پر بیوی صاحبہ کا انتقال ہوا، حضرت سید محمد نور بدایونی قدس سرہ کے پہلو میں دفن کرکے مریدین کی جمعیت کو ہمرکاب لے کر بارادۂ ہجرت آخر شوال میں جدہ پہونچے، حج کا شرف حاصل کیا، چار ماہ بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، خالد پاشا محافظ مدینہ منورہ داخلِ سلسلہ ہوگئے، اور ایک مکان کرایہ پر لے کر رہائش کے لئے پیش کیا، رجب کے مہینے میں اہل و عیال کو مکہ مکرمہ سے بلا کر اس مکان میں مقیم ہوگئے، —— دردِ سر اور تپ دق میں بروز سہ شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ انتقال ہوا، اور حسب وصیت حضرت سیدنا امیرالمومنین و امام المسلمین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے، آپ نے وہابیوں کے رد میں مشہور کتاب حق المبین فی رد علی الوھابیین تصنیف فرمائی، حضرت کے اکثر خلفاء تھے جو افغانستان بخارا وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے، اور جن کا ذکر اسی کتاب میں حسب موقع ہے، مولوی رشید احمد گنگوہی

نے آپ سے اکتساب علم کیا تھا مگر بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے آپ کا تذکرہ اہانت آمیز کرتے تھے، "تذکرۃ الرشید دیکھئے،، (تذکرہ کاملان رامپور)

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین فاروقی مجددی قدس سرہٗ رام پور کے بزرگ ترین عالم، شیخ اور مصلح تھے، حضرت خواجہ محمد یحییٰ خلف اصغر، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے نسبی علاقہ تھا، ۱۴ر صفر ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے، علمائے رام پور و لکھنؤ سے پڑھ کر حضرت مولانا محمد نواب خاں مجددی سے تکمیل کی ——— دہلی جا کر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی سے مُرید ہوئے، اور محبوبیت و مُرادیت کا مقام بلند پایا، اجازت و خلافت سے سرفراز کئے گئے، حالات کی ابتری اور ملک پر انگریزی اقتدار و غلبہ کی وجہ سے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ کو رام پور جانے کا حکم دیا، کچھ عرصہ بعد مولانا اپنے خادم محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر پیادہ پا حج کے لئے روانہ ہوگئے، آٹھ ماہ میں یہ سفر طے ہوا، مدینہ منورہ حاضر ہو کر شیخ کی زیارت سے شادکام ہوئے، ایک سال کامل مدینہ طیبہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل سلوک کیا، اور انھیں کے حکم سے پھر رام پور واپس تشریف لائے، اور حضرت مُلّا اخوند فقیر قدس سرہٗ قادری کی خانقاہ کی مسجد میں قیام کیا، یہیں پر حفظ قرآن کیا، اور بہ اتباعِ سُنّتِ نبوی، کٹے بازخاں کے گھیر میں ایک بیوہ سے عقد کیا،

نواب کلب علی خاں خلد آشیاں، والیٔ رام پور سے زمانہ طالب علمی سے محبت و مودت تھی، انھوں نے والیٔ تخت و تاج ہونے کے بعد بحد اعزاز و اکرام بڑھایا، امور سلطنت میں آپ سے مشورے لیتے ——— اوراد و وظائف، حلقۂ ذکر، اور درس و تدریس سے آپ کے اوقات معمور رہتے، ہر جمعہ کو اپنی مسجد میں وعظ فرماتے، ذوق و شوق اور گریہ و بکا سے مجلس نمونۂ حشر معلوم ہوتی، دوشنبہ کے دن پندرھویں جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ میں واصل بحق ہوئے، اپنی مسجد میں جانب شرق مدفون ہیں، خاکسار راقم الحروف نے بارہا حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی عزت و برکت

حاصل کر کے روحانی مسرتوں سے شاد ہوا، قد میانہ، سینہ فراخ اور علوم و معارف کا گنجینہ، پیشانی کشادہ، سر پُرشکوہ، داڑھی گھنی، آنکھیں سیاہ مائل بسرخی، بھنویں لمبی اور ایک دوسرے سے جُدا، گویا قبلہ مُراد سائل، ناک معتدل، چہرہ کا رنگ گندمی اور گول ——— ہم عقیدہ مسلمانوں پر غایت شفقت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت برتتے تھے، نواب قطب الدین خاں دہلوی کے رسالہ مناقب امام اعظم کے رد میں دین غیر مقلدیت کے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی نے معیار حق کے نام سے ایک کتاب لکھ کر امام الائمہ پر زبان طعن و سب و شتم دراز کی تو آپ نے حمایت حق کے لئے انتصار الحق لکھا، جس کو مولوی محمد احسن نانوتوی مقیم بریلی نے اپنے مطبع صدیقی بریلی سے چھاپ کر شائع کیا

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری، حضرت شمس العلماء علامہ ظہور الحسین رام پوری، مولانا عبد الغفار خاں رام پوری، مولانا شاہ عنایت اللہ خاں رام پوری وغیرہ آپ کے نامور تلمیذ و کبار علما و اہل سنّت میں سے تھے، اوّل الذکر کے علاوہ سب کو طریقۂ نقشبندیہ میں آپ سے بیعت کا شرف حاصل تھا، مشہور معتزلی عالم "شبلی نعمانی،، نے رام پور میں آپ سے فقہ کا درس لیا، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مائۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کے بڑے مداح تھے۔ (مقامات ارشادیہ)

حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری قدس سرہٗ العزیز

اُستاذِ زمن حضرتِ مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وطن موضع بڑلانہ، ضلع حصار پنجاب میں صدیقی گھرانے میں پیدا ہوئے، استاذ العلماء حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے کانپور اور علی گڑھ میں اخذ علوم کیا، اولاً مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں مدرس دوم مقرر ہوئے، اس کے بعد کانپور کے مشہور زمانہ مدرسہ فیض عام میں مسندِ صدارت کو زینت دی، متعدد علوم و فنون کی ۵۰ کتابوں کا روزانہ پوری قوت و توجہ سے درس دیتے تھے، کاشغر، شام، موصل، حلب، بخارا، افغانستان، سرحد وغیرہ کے بکثرت علماء نے آپ سے درس لیا، درس و تدریس میں آپ اپنے زمانہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، آپ کے استاذ حضرت مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے آپ کی تالیف "تنزیہ الرحمٰن،، کی تقریظ و تصدیق میں آپ کو

مالک الازمۃ التحقیقات الشرعیۃ والتدقیقات الفلسفیۃ النحریر الکامل البحر الفاضل الذی یفتخر بوجودہ الزمن المولوی احمد حسن کے گراں قدر خطابات سے یاد کیا، آپ بہایت قوی الحفظ، اور رسا ذہن کے مالک تھے، ساٹھ متون آپ کو ازبر یاد تھے، اسی بنا پر آپ کو "ملا ستون" کہا جاتا تھا

آپ ہی کی صدارتِ مدرسہ فیضِ عام کے زمانے میں اصلاح نصاب کے لئے مجلس ندوۃ العلماء قائم ہوئی، اگلے سال کے جلسہ میں تاج الفحول اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر فاضل بدایونی اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی نے بھی شرکت کی، بلکہ مؤخر الذکر نے اپنے مقالہ میں آپ کی بے حد تعریف کی آپ حق پسند تھے اظہارِ حق کے بعد اپنے خیال سے فوراً رجوع کرتے تھے سنہ ۱۳۱۲ھ کے اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت کے لئے آپ بریلی پہونچے تو امام اہلسنت نے آپ کی دعوت کی اور مفاسدِ ندوہ پر ایک مختصر سی گفتگو کی جس سے آپ پر حق واضح ہوگیا، اس کے بعد آپ نے ناظم ندوۃ العلماء محمد علی کان پوری، مونگیری کو اُن کی غلط روی اور فریب دہی پر غیظ آمیز خط لکھ کر بھیجدیا، اور کانپور واپس چلے آئے ——— سنہ ۱۳۰۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم نے مسئلہ امکان کذبِ باری سے متعلق آپ سے استفسار کیا، آپ نے اس کے جواب میں ایک مبسوط رسالہ تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان لکھ کر بھیج دیا، اور مناظرۂ ریاست بھاولپور کے دیوبندی استدلالات پر بھی کلام کیا اس کے جواب میں مولانا محمود حسن صدر دیوبند نے جہد المقل لکھا، صدر دیوبند کے رسالہ کا جواب مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی نے بنام رسالہ عجالہ تحریر کیا،

آپ نے تین بار حج وزیارت کا سفر کیا، اور ہر بار سال دو سال حرمین شریفین میں قیام کیا، حج سنہ ۱۲۹۲ھ میں مولانا قاسم نانوتوی بھی شریک سفر تھے، جن سے بعد میں اعتقادی اختلاف کی بنا پر آپ نے علیحدگی اختیار کرلی، وہیں شیخ المشائخ محبوب اللہ شاہ امداد اللہ قدس سرہٗ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی، اور انھیں کے پاس رہ کر ان کے حکم کے مطابق مثنوی مولانائے روم کی شرح لکھی، مشہور غیر مقلد عالم میاں نذیر حسین دہلوی کی گرفتاری کے موقع پر آپ وہاں حاضر تھے، یہ سنہ ۱۳۰۰ھ کا واقعہ ہے.

تصانیف:۔ قرآن مجید کی بے نظیر تفسیر، جس کا قلمی نسخہ عرصہ تک راقم سطور کے استاذ، امام العصر مولانا الحاج غلام جیلانی مدظلہٗ شارح بخاری وصدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ کے پاس رہا، اس کے بعد استاذ العلماء علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے پاس رہا، تیسری کتاب شرح حمد اللہ، چوتھی کتاب افادات احمدیہ، پانچویں کتاب ترمذی کی مبسوط شرح قلمی ہے.

۳ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۲ھ میں آپ کا وصال ہوا، وصیت کے مطابق رئیس الاتقیاء حضرت مولانا شاہ محمد عادل کانپوری قدس سرہٗ نے نماز جنازہ کی امامت کی، بساطی قبرستان کانپور میں ایک قبہ کے آپ کی قبر ہے حضرتِ شمس العلماء، زبدۃ الکملاء مولانا سید شاہ ابوسعید رحمانی ایرایانی نے قطعہ تاریخ وفات لکھی ؎

احمد و حسنی ہادیٔ راہ	طالبِ دیں را پشت پناہ
رفع بہ نصب وجر بہ سکوں	جملہ گذشتش فونی فناہ
داد جہاں را درس بجاں	فقرِ قبائش، عشق کلاہ،
رفت بمکہ با سر و چشم	بوسہ بدادش سنگ دو تاہ
ختم رسل را دید چناں	کز سر و پائش ریخت گناہ
صاحب جنہم بود و لیک	داشتم اورا ہمچو نگاہ،
لا بزباں الا اللہ بجاں	روح رو انش رودہ راہ
رفت ز دنیا سوئے جناں	دست بدست امداد الہ
اندوہِ ہجرش باز مپرس	خون شدہ ماہی ماہ سیاہ
پاکی اورا آمدہ ہاں	روضۂ پاکش پاک گواہ
رحمتِ ایزد بادبراں	ہر دم و ہر گہ شام و پگاہ
از پے سالش بود تمام	مغزِ تفکر خوار و تباہ
گفت سنیش ہاتفِ غیب	صوفی، عالم، حافظ آہ
	۱۳۲۲
مظہرِ لطف اللہ و مصدرِ امدادِ حق	روضۂ اقدس جناب حضرت احمد حسن
فضلِ رحمانی بگو، یا لطفِ امدادِ الٰہ	مرقد النفس جناب حضرت احمد حسن

حضرت مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ

حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ابن شاہ ظہور حسن ابن حضرت شاہ آل رسول ۱۹ر شوال مطابق ۲۰ر دسمبر ۱۸۳۹ء بروز جمعرات پیدا ہوئے "مظہر علی" تاریخی نام تجویز ہوا، ابھی آپ ڈھائی برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ نے انتقال کیا، ۱۲۶۶ھ میں والد ماجد نے وفات پائی، تمام تر تربیت و پرورشس نانی صاحبہ اور دادا بزرگوار کے دامن کرم و آغوش عطوفت میں ہوئی حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ ہر وقت پیش نظر رکھتے تھے، مدرسین خانقاہ برکاتی سے علوم و فنون پڑھا، مولانا شاہ محمد سعید بدایونی المتوفی ۱۲۷۷ھ مولانا فضل اللہ جالیسری المتوفی ۱۲۸۲ھ، مولانا نور احمد بدایونی المتوفی ۱۳۰۱ھ، مولانا ہدایت علی بریلوی المتوفی ۱۳۲۲ھ آپ کے استادوں میں مشہور علماء تھے، ۱۲ر ربیع الاول ۱۲۶۶ھ میں دادا بزرگوار سے بیعت ہوئے اور اجازت مطلقہ سے مشرف کئے گئے، آپ اپنے زمانے کے نامی گرامی شیخ طریقت تھے، آپ کا حلقہ بیعت و ارشاد بہت وسیع تھا حضرت میاں صاحب اصلاح باطن سے پہلے اصلاح ظاہر کا اور خصوصاً عقیدہ کی صحت کا خاص خیال فرماتے تھے، آپ کا وہی مسلک و مشرب تھا جس پر حضرت تاج الفحول اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہما تھے، شیعت، تفضیلیت اور نیچریت کا تحریری رد فرمایا، اور ان کے انسداد میں کوشش بلیغ فرمائی۔ تذکرۂ نوری میں آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ ہیں، جو حال ہی میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں وصال ہوا "خاتم اکابر بند" مادہ تاریخ وفات ہے۔ تصانیف میں "النور والبہاء" اور دوسری کتابیں چھپ چکی ہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی آپ کے خلیفہ اعظم تھے۔ (برکات مارہرہ)

حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی قدس سرہٗ

حضرت مولانا انوار اللہ خاں ۴ر ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا عبد الحلیم رزاق فرنگی محلی اور ان کے نامور صاحبزادہ مولانا عبد الحئی سے علوم کی تحصیل کی اور مدارج کمال کو پہونچے، ساری عمر خدمت و اشاعت دین میں بسر کی، ۱۲۸۵ھ میں نظام کے استاد مقرر ہوئے، ۱۳۳۲ھ میں محکمہ احتساب

سپرد ہوا، ۱۳۳۳ھ میں فضیلت جنگ کا خطاب ملا، اور وزیر اوقاف مقرر ہوئے، مولانا کی زندگی عبادت و ریاضت سے پُر نور تھی، درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کی طرف خاص توجہ تھی، قادیانیت کی شورش اور فتنہ انگیزی کے انسداد میں "افادۃ الافہام" تالیف فرمائی، ۱۳۳۵ھ میں وفات ہوئی، آپ کے حالات و خدمات میں "انوار الحق" مفصل کتاب ہے۔ (دکن میں اردو)

حضرت مولانا شاہ اسماعیل حسن مارہروی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل حسن ابن حضرت شاہ محمد صادق ابن حضرت شاہ اولاد رسول ابن حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں ابن حضرت شاہ حمزہ، ۱۲۷۲ھ میں مارہرہ مقدسہ میں پیدا ہوئے حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے بسم اللہ پڑھائی اور اپنے نانا شاہ غلام محی الدین سے مرید ہوئے حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی سے کسب علوم کیا، اپنے والد حضرت شاہ محمد صادق صاحب اور حضرت نوری میاں سے خلافت و اجازت حاصل کی، تصلب فی الدین میں بزرگان مارہرہ کے قدم بہ قدم تھے۔

۱۳۳۰ھ میں مختصر علالت کے بعد آپ کا وصال ہوا، آپ کے صاحبزادہ مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں نے آپ کے حالات و تذکرہ میں "مرشد پاک کی مختصر سوانح عمری" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔

(برکات مارہرہ۔ خاندان برکات)

حضرت مولانا سید اخلاص حسین پھپھوندوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ اخلاص حسین ابن سید انوار حسین کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۲۸۱ھ میں اپنے آبائی مکان سید واڑہ سہسوان ضلع بدایوں میں ہوئی، مولانا سید خواجہ عبد الصمد ابدال پھپھوندوی قدس سرہٗ آپ کے برادر عم زاد نے ولادت سے پیشتر اخلاص حسین نام رکھا، اور اپنا کرتہ آپ کے لئے اپنی چچی کو پیش کیا، چار برس کے ہوئے تو حضرت مولانا عبد الصمد صاحب آپ کو اپنے ہمراہ پھپھوند لے آئے اور علوم نقلیہ و عقلیہ، و تصوف کی تعلیم دی طب کا درس مولانا حکیم مومن سجادہ نے دیا، اکیس ۲۱ برس کے ہوئے تو مولانا سید عبد الصمد علیہ الرحمۃ نے اپنی بڑی صاحبزادی سے عقد کر دیا، ——— آپ بہت پختہ استعداد فاضل

خوش خط، اور اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے، آپ کے مجاہدات و ریاضات کے واقعات سن کر متقدمین صوفیاء کی یاد آتی ہے، بڑے حلیم و بردبار اور وسیع الاخلاق تھے، چڑیاں بھی مانوس تھیں، شانوں پر، ہاتھوں پر آکر بیٹھ جاتیں، لوگ متعجبانہ پوچھتے کہ حضرت یہ خوب ہل گئی ہیں، ہنس کر فرماتے، کہ میری آدمیت غائب ہوگئی ہے، جانور ہوگیا ہوں، اس لئے آجاتی ہیں، ______ بیعت و خلافت اپنے بھائی اور خسر حضرت مولانا خواجہ عبد الصمد قدس سرہٗ سے تھی، سفر و حضر میں مرشد کی خدمت میں رہتے، ۱۶ر شوال ۱۳۳۴ھ کو گھر سے روانہ ہو کر بمبئی پہونچے، اور ۱۲ر ذی قعدہ کو حج کے لئے روانہ ہوئے، حج کے بعد مدینہ طیبہ میں معتکف ہوگئے نہایت ہی صابر و قانع تھے، ۷ر رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ کو انتقال ہوا، بقیع شریف میں حضرت عثمان بن مظعون اور سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کئے گئے۔

(ملفوظ مصابیح القلوب)

حضرت مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی قدس سرہٗ

عالم ربانی، عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف قدس سرہٗ مشہور آفاق بزرگ اعلیٰ حضرت محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۵۵ھ کے بڑے صاحبزادے تھے، ۱۴ر شوال بروز جمعہ ۱۲۸۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، "مولانا ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف" مادۂ تاریخ ولادت ہے، ابتدائی تعلیم اساتذہ کچھوچھہ سے پائی، مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے درسیات کی تکمیل کی، عالم رؤیا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی، اس لئے آپ نے اس کے بعد دستار بندی نہیں کرائی، پورے فاضل تھے، باطن سے آراستہ اور غوث زمانہ والد کے جانشین تھے، بیعت و اجازت والد ماجد سے تھی، حضرت کا وعظ پُر تاثیر ہوتا تھا، والد ماجد اعلیٰ حضرت کچھوچھوی کی حیات طیبہ ہی میں طاعون کے مرض میں ۱۳۴۳ھ میں رحلت فرماگئے، حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف مدظلہ العالی سجادہ نشین سرکار کلاں بزرگ صاحبزادے آپ کی یادگار ہیں، حضرت شیخ المشائخ سجادہ نشین مدظلہ سید شاہ محمد اشرفی قدس سرہٗ کے واسطہ سے لاکھوں سالکان طریقت آپ کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ (وظائف اشرفی، تحائف اشرفی)

حضرت مولانا شاہ ابو الحسن فرد پھلواروی علیہ الرحمۃ

ابو الحسن نام، فرد تخلص حضرت شاہ نعمت اللہ پھلواروی قدس سرہٗ کے صاحبزادے، مشہور عالم، صوفی شاعر، دسویں رجب ۱۱۹۱ھ کو پیدا ہوئے، حضرت مولانا احمدی پھلواروی سے درسیات پڑھیں اور ۱۲۱۱ھ میں فارغ ہوئے، بیعت و اجازت و خلافت سب کچھ والد ماجد سے تھی، نہایت مرتاض، باخدا، صاحب اوقات بزرگ تھے، اعلیٰ درجہ کا شعر کہتے تھے، راسخ عظیم آبادی نے آپ سے مشورہ سخن کیا، آپ کو مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے متبعین سے شدید نفرت تھی، سخاوت مرزا صاحب نے "بصائر" سہ ماہی کراچی کے شمارہ اکتوبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۸۹ پر لکھا ہے کہ سید احمد رائے بریلوی، مولوی اسمٰعیل، مولوی عبد الحئی سے شاہ ابو الحسن فرد کا ۱۲۳۹ھ میں پھلواری میں مناظرہ ہوا، ______ حضرت شاہ ابو الحسن فرد قدس سرہٗ کا یہ حال تھا، مگر آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ علی حبیب نصر کے بعد خانقاہ مجیبیہ کے جانشینوں نے آپ کے مسلک حق پختہ اعتقاد سے انحراف و گریز کیا، اور اس انحراف و گریز کا نقطۂ عروج مولوی محی الدین پھلواروی کا دور سجادگی تھا، رسالہ "تقبیل الاظفار در اذان"، اور دیوان فرد مطبوعہ ہے، ۲۴ر محرم ۱۲۶۵ھ میں انتقال ہوا،

(آثارات پھلواری)

حضرت مولانا شاہ امداد حسین رامپوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین قدس سرہٗ کے بڑے بھائی، ۱۲۴۴ھ سال ولادت، بھائی سے تکمیل و تحصیل علم کیا، حضرت شاہ ولی النبی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے مرید ہوئے، اجازت و خلافت بھائی سے پائی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شیوہ خاص تھا، درس بھی دیتے تھے، بھائی کے وصال کے بعد جانشین ہوئے، ان کی متابعت میں آپ بعد جمعہ وعظ فرماتے، ۲۷ر صفر ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا قبر مولانا شاہ ارشاد حسین کے روضہ کے باہر جانب مشرق ہے۔

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا شاہ انوار الحق فرنگی محلی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ احمد انوار الحق حضرت مولانا شاہ احمد عبد الحق المتوفی ۱۲۶۷ھ کے منجھلے فرزند، فرنگی محل میں پیدا ہوئے، پلے بڑھے، حضرت مولانا احمد حسین ابن مولانا محمد رضا ابن ملا قطب الدین شہید اور حضرت مولانا محمد حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا محمد اسعد بن حضرت مولانا قطب الدین سے درسیات پڑھی، تکمیل حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی سے کی ——— فقر و عرفان کی طرف میلان کے باعث تکمیل کے بعد علوم عقلیہ سے کلی احتراز کر لیا، مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد کے تھے، فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کے پردادا حافظ شاہ کاظم علی خاں آپ ہی کے مرید و خلیفہ تھے ———۔

۸ شعبان المعظم ۱۲۳۶ھ بروز سہ شنبہ آپ کا وصال ہوا، رئیس العلماء زبدۃ المشائخ حضرت مولانا انوار الحق، آپ کے بلند اقبال، صاحب عرفان و مقام صاحبزادے تھے، جن کے شاگرد حضرت شاہ آل رسول مارہروی (پیر و مرشد مولانا شاہ احمد رضا) اور سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی اور مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی تھے ——— راقم سطور نے اپنے دو عزیز شاگرد مولوی حافظ مرزان علی شاہ، اجتیاپوری اور مولوی صوفی محمد رفیق مدھو پوری کے ساتھ ۹ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ موافق ۱۳ جون ۱۹۷۰ء بروز دو شنبہ ۱۲ بج کر ۵ منٹ بوقت دوپہر آپ کے مزار باغ مولانا انوار میں حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا، (فتاویٰ رضویہ دوم، تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی علیہ الرحمۃ

محلہ شاہ کھان میرٹھ میں، ۷ محرم الحرام ۱۲۹۴ھ کو پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبد الحکیم صدیقی نے احمد مختار، اور دادی صاحبہ نے امام الدین نام تجویز کیا، پانچ برس کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے، اور قرآن مجید ختم کیا، فارسی و عربی کے مبادیات والد ماجد سے پڑھیں، اور تکمیل مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ میں کی، ۱۳۱۰ھ میں ۱۶ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، ۱۳۲۱ھ میں مکہ معظمہ میں حضرت مولانا شاہ عبد الحق شیخ الدلائل الٰہ آبادی سے حدیث کی کتابوں کا درس لیا، ۱۳۲۲ھ میں

ایک سال مدینہ منورہ میں حاضر رہ کر حضرت شیخ رضوان وغیرہ سے تحصیل علم کر کے سندیں حاصل کیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے مرید ہوئے اور کسب باطن کیا، تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت پائی اور مخصوصین کی صف میں جگہ پائی، قطب عالم حضرت حاجی سید وارث علی شاہ سرکار دیوہ شریف کی بھی آپ پر خاص نظر عنایت تھی ——— سلسلۂ عالیہ اشرفیہ اور اس کے اشغال و اذکار کی اجازت اعلیٰ حضرت قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین سرکار کچھوچھہ شریف نے عنایت فرمائی۔ ——— آپ نے پہلے مدرسہ قومی میرٹھ میں فارسی کی مدرسی کی، پھر اسلامیہ کالج اٹاوہ میں ہیڈ مولوی ہوئے، بعدہٗ امراؤ جہاں بیگم کے اسلامی مدرسہ بھوپال میں مدرس اول ہو کر گئے، سامرود، اور دمن میں بھی آپ نے درس دیا، برما کا سفر کیا تو وہاں ایک اسکول قائم کیا، مانڈلے میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی، ڈربن میں عورتوں کو تعلیم کے لئے متوجہ کیا، ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء میں افریقہ سے "الاسلام" نامی گجراتی اخبار جاری کیا، قومی اور ملی معاملات سے آپ کو خصوصی دلچسپی تھی، ۱۹۲۰ء میں خلافت کی تحریک میں پرجوش حصہ لیا، آپ نے اور آپ کے دونوں چھوٹے بھائیوں مولانا نذیر احمد خجندی اور مولانا شاہ عبد العلیم نے ۱۹۲۱ء میں مرکزی خلافت فنڈ میں تین لاکھ کا چندہ جمع کیا، ۱۹۲۲ء میں جیل بھی گئے۔

حجاز مقدس میں سعودی خاندان نے برسر اقتدار آنے کے بعد مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ میں جنۃ البقیع اور جنۃ المعلیٰ میں ازواج مطہرات، صحابہ کرام کے مقابر متبرکہ کے توڑ پھوڑ کا سلسلہ شروع کیا تو عالم اسلامی میں نجدیوں کے اس اقدام کے خلاف ہلچل مچ گئی، ۱۹۲۳ء میں مسلمانان بمبئی نے سلطان سعود اول کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لئے آپ کی قیادت میں ایک وفد بھیجا، حضرت سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" لاہور، اور مولانا فضل اللہ خاں مالک "علیہ بک ڈپو بمبئی" آپ کے رفقاء وفد تھے۔

آپ کو یتیموں اور مسکینوں سے بہت شفقت و محبت تھی، ۱۹۱۸ء میں میرٹھ میں اور ۱۹۳۵ء میں ڈربن میں یتیم خانے قائم فرمائے، آپ نے کافی تعداد میں ہندوؤں اور نام نہاد عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، اور رسوم بد اور شراب نوشی کے انسداد کے لئے آپ نے کافی کوشش کی بہت سے شرابیوں نے آپ کے ہاتھ

پر توبہ کی، ——— آپ کی شادی مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے خاندان میں ہوئی، ——— ۶۳ برس کی عمر میں پیر کی رات میں بعد مغرب ۱۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۵۷ھ موافق ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۳۸ء کو دکن (پرتگیز) میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت مولانا سید اصغر علی شاہ خیرآبادی علیہ الرحمۃ

آپ فخر الاصفیاء حضرت مولانا سید محمد علی خیرآبادی قدس سرہٗ کے چھوٹے بھائی تھے، حضرت مولانا غلام امام نبیرہ حضرت شاہ صفت اللہ محدث سے سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے اور خلیفہ بھی تھے، اپنے مرشد کے مرشد حضرت شاہ قدرت اللہ قدس سرہٗ سے بھی اجازت پائی تھی، آپ بڑے متقی، متورع اور متبحر عالم و بزرگ تھے، ۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۰ھ میں آپ کا وصال ہوا، حضرت مولانا شاہ محمد اسلم خیرآبادی جیسے نامور اور بزرگ عالم و عارف آپ کے صاحبزادے تھے۔ (خیرآباد کی ایک جھلک)

حضرت مولانا شاہ اعظم حسین مدنی قدس سرہٗ

محلہ رکاب گنج خیرآباد میں سنہ ۱۲۶۲ھ میں ولادت ہوئی، آپ کے والد لطف حسین صدیقی فوجی قیادت اور امور ریاست کے ماہر تھے، اور بھوپال میں ملازم تھے، ۲۲ یا ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ میں وہ بھوپال ہی میں فوت ہوئے، لطف حسین صدیقی کے والد حضرت حسین ابن محمد پناہ اپنے وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے، اور سلسلۂ قادریہ کے مشہور مرشد اور عبداللہ ابن عتیق محمد ابن عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم کی اولاد میں تھے، یہ وہ شجرۂ نسب ہے جس کو آپ کے فرزند حضرت فرد افراد مولانا محمد علی حسین علیہ الرحمۃ نے "سیرت محمد اعظم حسین" میں نقل فرمایا ہے ——— "تذکرہ شعراء حجاز اردو" میں امداد صابری دہلوی صاحب نے مؤلف تذکرہ آثار الشعراء کے حوالے سے حضرت حسین صدیقی کا نام حکیم خادم حسین اور بحوالہ مؤلف تاریخ تاج الاقبال حضرت حسین کے والد حضرت محمد پناہ کا نام منشی بقاء اللہ لکھا ہے، اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، ——— راقم سطور نے حضرت مولانا

شاہ محمد علاء الدین القادری المدنی ابن فرد الافراد مولانا محمد علی حسین سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر بزرگوں کے ناموں اور مولانا اشرف علی تھانوی کی بیعت میں مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے آپ کی بیعت کی تصدیق چاہی تو مولانا نے سختی سے اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ بیعت، اور آثار الشعراء اور تاج الاقبال تذکرہ شعراء حجاز اُردو، کی مرقومہ عبارتوں کی تغلیط تذکرہ میں ضرور شائع کریں، مولانا نے مولانا تھانوی سے بنیادی اختلاف کا بھی ذکر فرمایا ——— آپ نے میر قطبی تک حضرت مولانا سید نبی بخش المتوفی سنہ ۱۲۹۱ھ ابن مولانا عبدالوالی عرف پیر بخش المتوفی سنہ ۱۲۵۲ھ ابن حضرت مولانا سید غلام صدیق المتوفی سنہ ۱۱۸۵ھ نبیرہ حضرت محدث کبیر سید صفت اللہ خیرآبادی المتوفی سنہ ۱۱۵۵ھ) سے پڑھا، سنہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے آپ کے والد ماجد روپوش تھے، اس لئے آپ کی والدہ کی اجازت سے مجدد علوم عقلیہ شمس العلماء علامہ عبدالحق خیرآبادی علیہ الرحمۃ آپ کو اپنے ہمراہ رام پور لے گئے، اور سات برس ساتھ رکھ کر درسیات کا درس دیا، اور صحیح مسلم تک پڑھایا، تکمیل علوم کے بعد آپ ایک عرصہ تک کلکتہ میں عبداللطیف خاں کے فارسی رسالہ کے مدیر رہے، اس کے بعد بھوپال گئے اور ریاست میں ملازمت کی، پہلے نائب مہتمم سائر کل ہوئے، اس کے بعد ضلع جنوب بھوپال کے محال مروانی پور کے تحصیلدار مقرر ہوئے، ——— نواب صدیق حسن خاں قنوجی سے آپ کے بہت اچھے تعلقات تھے، ان دنوں تک وہ ترک تقلید اور اساطین اسلام کی بارگاہوں میں سوء ادبی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے، آپ نے صدیق حسن خاں کی تعریف میں اردو فارسی قصائد بھی کہے، جسے امداد صابری نے "تذکرہ شعراء حجاز" میں نقل کیا ہے، مولانا علی حسین نے آپ کے احوال میں لکھا ہے، کہ آپ کو محفل میلاد شریف سے غایت عشق تھا، ہر ہفتہ اپنے گھر میں مجلس میلاد منعقد کرتے تھے، جب نواب صدیق خاں برسر اقتدار آئے اور روش اسلاف سے گریز کر کے غیر مقلدیت کے فروغ میں کوشاں ہوئے تو آپ بھی ان کی زد میں آگئے عین مجلس میلاد میں سپاہی پہونچ گئے اور آپ کو پکڑ کر لے گئے، آپ فرماتے تھے کہ اس دن سے زیادہ سخت دن مجھ پر نہیں گزرا، صاحب مجلس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے مختصر گفتگو کے بعد آپ چھوڑ دیئے گئے، اس کے بعد بھی آپ کے معمول میں تو کوئی فرق نہیں آیا، مگر صدیق حسن خاں کا زوال شروع

ہوگیا، یہاں تک کہ مدارالمہامی سے الگ کر دیئے گئے، ان کے بعد نواب عبداللطیف کلکتوی مدارالمہام مقرر ہوئے تو انھوں نے آپ کو میرمنشی کا عہدہ سپرد کیا، نواب عبداللطیف حضرت شاہ صاحب خیرآبادی کی دیانت داری اور راست بازی کے بے حد مداح و معترف تھے، آپ ریاست بھوپال کے متبحر اور نامور عالم و مصلح مانے جاتے تھے، والیٔ ریاست نواب سلطان جہاں بیگم نے اپنی روانگیٔ حج سے پہلے ۱۳۲۱ھ میں آپ پر غایت اعتماد اور اعتراف تقدس کی بنا پر آپ کو مدینہ منورہ تحائف وغیرہ دے کر روانہ کیا، تاکہ آپ رمضان المبارک میں والیہ ریاست کے قیام کا بندوبست کریں، سلطان جہاں بیگم کو آپ سے تلمذ کا شرف حاصل تھا،

۱۳۲۶ھ میں استعفےٰ دے کر مدینہ منورہ جا بسے حرم شریف نبوی میں حدیث شریف کا درس دیتے اور باقی کتابیں گھر پر پڑھاتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ بیعت و ارشاد مدینہ، شام، دمشق وغیرہ میں کافی وسیع تھا، ۱۳۳۷ھ میں آپ کا وصال ہوا، جنۃ البقیع میں سیدنا ابراہیم جگر گوشۂ عالم ماکان و مایکون (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار میں دفن کئے گئے۔ —— احقر نے آپ سے غایت غائبانہ عقیدت کی بنا پر اپنی حاضریٔ مدینہ منورہ کے موقع پر ۲ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ کو اندازاً آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا، (سیرت شیخ اعظم حسینی، تاریخ فرد افراد، نزہۃ الخواطر)

حضرت مولانا شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جد امجد حضرت مولانا شاہ احمد سعید قدس سرہٗ نے محی الدین نام رکھا اور آپ کے دادا شاہ محمد عمر نے عبداللہ ابوالخیر تجویز کیا، اور آپ عبداللہ ابوالخیر دستخطوں میں تحریر کرتے تھے۔

۲۷ ربیع الاول ۱۲۷۲ھ کو خانقاہ حضرت شاہ غلام علی مجدد مائۃ ثالث عشر قدس سرہٗ دہلی میں آپ کی ولادت ہوئی، چھوٹی سی عمر میں والد کے ہمراہ مدینہ منورہ چلے گئے، چار برس کی عمر تھی جب آپ کے والد نے حرم نبوی میں اپنے والد ماجد سے آپ کو مرید کرادیا، سات سال کے تھے کہ حافظ قرآن ہو گئے علوم کی تکمیل و تحصیل مکہ معظمہ میں شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان قدس سرہٗ سے کی، ربیع الاول ۱۲۹۶ھ میں کلکتہ کے میمنوں کے ساتھ نوجوانی میں مکہ مکرمہ سے ریاست رامپور آگئے، خواہر عم زاد سے آپ کی شادی ہوئی

یہاں سے دہلی جاکر خانقاہ میں چند سال بود و باش اختیار کی، ۱۳۰۲ھ میں مدینہ منورہ کا سفر کیا، اور نکاح ثانی کیا، ۱۳۰۵ھ میں دہلی واپس ہوئے، —— ہر سال ۱۲ ربیع الاول کی شب کو گیارہ بارہ بجے کے درمیان محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور خود وعظ کہتے، نہایت پُراثر وعظ ہوتا تھا حاضرین کی آہ و بکا کی آواز سے مجلس نمونۂ حشر معلوم ہوتی، اس مجلس میں دور دور سے لوگ آپ کا وعظ سننے کے لئے آتے تھے

آپ نہایت عابد و زاہد تھے، نمازیں بہت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتے تھے، جب کسی آیت کے فہم معنیٰ سے متکیف ہوتے تو رقت طاری ہو جاتی اور بے قرار ہو جاتے، مقتدیوں پر بھی اس کا اثر ہوتا اور سب زار و قطار رونے لگتے —— مطالعہ کتب کا بھی غایت درجہ شوق تھا، ہزارہا نایاب اور قلمی کتابیں آپ کے کتب خانہ میں تھیں، ۶۱ برس کی عمر میں شب جمعہ کو آپ کا انتقال ہوا، جمادی الاخریٰ کی ۲۹ ویں تاریخ اور ۱۳۴۱ھ تھی، خانقاہ ہی میں دفن کئے گئے —— عربی کے ادیب شہیر علامہ محمد عالم آسی امرتسری آپ کے مرید و خلیفہ تھے، حضرت مولانا شاہ محمد مظہر اللہ مفتی اعظم دہلوی کو بھی آپ نے اجازت عطاء کی تھی، ان کے علاوہ شام و افغانستان، سرحد وغیرہ کے علاقہ میں بکثرت آپکے مرید و خلیفہ تھے۔ (حرفے چند)

حضرت مولانا شاہ امانت اللہ غازی پوری علیہ الرحمۃ

آپ غازی پور کے نامور مشائخ خاندان کے ممتاز فرد تھے، علوم کی تکمیل اپنے بزرگ والد شاہ محمد فصیح علیہ الرحمۃ سے کی، آپ کو وعظ و تذکیر میں زبردست قبول عام حاصل تھا، آپ فصیح اللسان تھے، غیر مقلدین کا آپ شدید رد فرماتے تھے، اسی بنا پر حکیم عبدالحیٔ مؤلف "نزہۃ الخواطر" نے آپ کو قلیل العلم وغیرہ قسم کی دشنام دی ہے، ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو غازی پور میں آپ کا وصال ہوا، دفن بھی وہیں ہے اہل سنت کے اسٹیج کے نامور فصیح اللسان مقرر علامہ ابوالوفا فصیحی غازی پوری ناظم اعلیٰ کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ آپ کے پوتے ہیں۔

حضرت مولانا ابو محمد دیدار علی الوری قدس سرہٗ

بدر المحدثین حضرت مولانا ابو محمد دیدار علی ابن سید نجف علی قدس سرہما محلہ نواب پورہ سابق ریاست الور میں ۱۲۷۰ھ کو پیدا ہوئے، آپ کے اجداد کرام مشہد شریف سے اودھ کے مشہور مردم خیز خطہ بلگرام میں آئے اور فرخ آباد ٹھہرتے ہوئے ریاست الور میں جا بسے ـــــ آپ نے ناظرہ قرآن کریم اپنے چچا عارف ربانی حضرت مولانا سید نثار علی شاہ الوری سے پڑھا، بعدہٗ دہلی جا کر مشہور واعظ و عالم اور مدرس حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ سے بعض کتب درس نظامی کا سبق حاصل کیا، علماء رامپور کی شہرت علمی سن کر رام پور پہونچے، اور شیخ العلماء الراسخین حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی فاروقی نور اللہ مرقدہٗ سے فقہ، اصول فقہ اور معقولات پڑھیں، اور ان کے نامور شاگرد و جانشین حضرت مولانا حافظ شاہ عنایت اللہ خاں رام پوری سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ پڑھی، ۱۲۹۲ھ میں مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری کے حلقۂ درس میں شریک ہو کر دورہ حدیث کیا، اور ۱۲۹۳ھ میں سند حدیث حاصل کی، شیخ العارفین، واقف رموز ربانی حضرت مولانا سید شاہ مہر علی گولڑوی اور شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، پیلی بھیتی محشی شرح معانی الآثار و سنن نسائی آپ کے شرکاء درس حدیث تھے ـــــ بعد فراغت اسی زمانہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور سلاسل طریقت و حدیث کی سند اجازت حاصل کی، امام العارفین حضرت شاہ آل رسول احمدی سجادہ نشین مارہرہ شریف اور ان کے نامور محبوب و مخصوص مرید امام احمد رضا مجدد مأتہ حاضرہ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت مرحمت کی، تھوڑے دن وطن میں قیام کرنے کے بعد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین کی طلب پر مدرسہ ارشاد العلوم رام پور میں مدرس ہو کر گئے، ۱۹۰۶ء میں سلسلۂ تدریس بمبئی پہونچے، ایک سال بعد الور واپس آئے، یہاں آپ نے مدرسہ قوت الاسلام قائم کیا، اس کے بعد دار العلوم نعمانیہ لاہور میں کچھ عرصہ صدر مدرس رہے، ۱۹۱۳ء میں جامع مسجد آگرہ کے خطیب اور مفتی نامزد کئے گئے، یہاں آپ نے خطابت اور فتویٰ نویسی کے ساتھ درس و تدریس

کا کام بھی انجام دیا، خلیفہ تاج الدین لاہوری سکریٹری انجمن نعمانیہ کی دعوت پر دوسری بار ۱۹۲۲ء میں لاہور گئے، ۱۳۴۲ھ میں اراکین مسجد وزیر خاں کے اصرار پر خطابت کی ذمہ داری قبول کی، ۱۳۴۳ھ میں دار العلوم نعمانیہ سے مستعفی ہو کر اسی سنہ میں دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی اور تا زندگی اسی میں علوم و فنون کی اشاعت و ترویج کا اہم فریضہ انجام دیتے رہے، بکثرت علماء و فقہاء، محدثین و مفسرین نے آپ سے کسب علوم کیا ـــــ مذہب اہل سنت کی صیانت اور عقائد حقہ کی تبلیغ و نشر و اشاعت میں آپ نے بے نظیر خدمات انجام دیں، اور ایک کثیر تعداد خادمان دین و ملت کی اپنے بعد بھی چھوڑ گئے ـــــ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء کو آپ نے وصال فرمایا، حزب الاحناف کی جامع مسجد آپ کی آخری آرام گاہ ہے، مفسر شہیر علامہ ابو الحسنات مرحوم صدر جمعیۃ علماء پاکستان اور محدث کبیر علامہ ابو البرکات مدظلہٗ آپ کے نامور فرزند ہیں۔

(الیواقیت المہریہ، لاہور کے اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں)

حضرت مولانا سید ابو البرکات مدظلہ العالی

۱۳۱۶ھ میں بمقام محلہ نواب پورہ الور میں ولادت ہوئی، حافظ عبد الحکیم، حافظ عبد العزیز، حافظ قادر علی سے قرآن پاک ختم کیا، آٹھ برس کی عمر میں مولانا سید ظہور اللہ الوری سے صرف و نحو کی ابتدائی اکثر کتابیں والد ماجد سے پڑھنے کے بعد استاذ العلماء علامہ حکیم محمد نعیم الدین فاضل مرادآبادی کی خدمت میں پہونچے اور شرح سلم، حمد اللہ، افق المبین، شرح ہدایۃ الحکمۃ، شمس بازغہ، شرح عقائد مع خیالی اور صحاح ستہ اور طب کا درس لیا، ۱۳۳۷ھ میں امام اہل سنت، ہمام العصر، بخاری عصر شاہ احمد رضا کی زیارت کے لئے بریلی حاضر ہوئے، اور اجازت مطلقہ کی سند حاصل کی، کچھوچھہ شریف میں امام الواصلین، قدوۃ العارفین، قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، ایک عرصہ تک والد ماجد کے ساتھ آگرہ میں مقیم رہ کر درس و تدریس میں مصروف رہے اور بعد میں انہیں کے ہمراہ لاہور پہونچے، اور تدریس و تعلیم میں مشغول ہوئے، ۱۳۵۴ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد

دارالعلوم حزب الاحناف کے رئیس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے، علوم متداولہ میں مہارت تامہ آپ کو ابتدا ہی سے حاصل تھی، اور اب آپ کی غزارت علمی کی دُور دُور شہرت ہوئی، دُور دراز شہروں سے باذوق طلباء نے بہجوم در ہجوم آکر آپ سے اخذ علوم کیا، اس وقت پاکستان کے اکثر علماء آپ کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ ہیں، آپ کی ذات قدسی صفات مرجع علماء وفضلاء اور پاکستان میں اسلام کا مستحکم ستون ہے

درس وتدریس کے علاوہ خطابت میں بھی آپ کو کمال حاصل ہے، ترویج واشاعت مذہب اہل سنت اور ادیان باطلہ وہابیوں، دیوبندیوں، مرزائیوں کی تردید وظیفۂ زندگی ہے، سعودی فتنۂ انہدامات مقابر مقدسہ کے زمانہ میں نجدی نظریات وعقائد پر آپ تنقید فرما رہے تھے، کہ ایک نجدی العقیدہ شخص نے خنجر جفا سے آپ پر حملہ کر دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا،

آپ کے تلامذہ میں شیخ الحدیث مولانا نور اللہ نعیمی اشرفی جامعہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال، سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر ایڈیٹر ماہنامہ "ماہ طیبہ" خطیب پاکستان مولانا غلام دین مرحوم، فاضل جلیل مولانا مہر الدین مؤلف تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی، مولانا محمود احمد رضوی شارح بخاری (فرزند ارجمند) مولانا عبد القیوم ناظم جامعہ نظامیہ لوہاری دروازہ لاہور، صاحبزادہ محمد طیب الرحمٰن مدظلہ ناظم اعلیٰ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ، مولانا غلام مہر علی مؤلف "الیواقیت المہریہ"، وغیرہ مشہور اور خادمان دین ہیں۔ (الیواقیت المہریہ)

حضرت مولانا سید امیر اجمیری علیہ الرحمۃ

علوی النسب۔ آبائی گاؤں چیچڑہ شریف تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں آپ کی ولادت ہوئی، علامہ جمال الدین گھوٹوی سے صرف ونحو پڑھی، انھوں نے آپ کو امام النحو کا خطاب مرحمت فرمایا، چند دنوں لاہور میں ایک نابینا عالم سے تحصیل علم کیا، انھیں کے مشورے سے دار الخیر اجمیر شریف حاضر ہوئے اور درگاہ شریف کے مدرسہ سے سند فراغت حاصل کی، بعدہٗ وہیں مدرس ہو گئے، ۳۵ سال اولیاء مسجد کے حجرہ میں معتکف رہ کر عبادت وریاضت کی، تقسیم ہندوستان کے بعد حج کے لئے گئے، اس کے بعد اپنے

آبائی گاؤں میں مقیم ہو گئے، پیکر علم وفضل، زبدۃ الحکماء حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہوری نے آپ کی ایک خصوصیت کا ذکر کیا ہے کہ مولانا اجمیری جنوری ۱۹۶۲ء میں بعارضۂ فالج مریض ہو گئے، نومبر ۱۹۶۲ء میں مولانا لاہور تشریف لائے اور میرے مطب میں وارد ہوئے، میں نے انھیں بغور دیکھا، مگر بظاہر وہ اچھے بھلے تھے، فالج کا کوئی اثر نہ تھا، مولانا مجھ سے اشاروں میں باتیں کرنے لگے، مگر میری سمجھ میں نہ آیا، بولنے کی کوشش کی تو ایک لفظ بھی صحیح ادا نہ ہوا، قلم کاغذ پیش کیا کہ جو کہنا چاہتے ہیں لکھ دیں، گرفت کے باوجود کچھ نہ لکھ سکے، اس کے بعد میں نے عرض کیا حضرت کوئی لفظ زبان سے ادا بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے باآواز بلند قراء کی مانند پڑھا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ پھر درود شریف پڑھا، خفیف سی بھی لکنت نہ تھی، یہ کیفیت آپ پر آخری دم تک طاری رہی، یہاں تک کہ بوقت سہ پہر بروز چہار شنبہ چہارم شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو اپنے وطن میں فوت ہوئے، حکیم محمد موسیٰ مدظلہ نے "شمع ہدیٰ خموش ہے" ہجری تاریخ نکالی،

احقر مؤلف کے استاذ علامہ امام غلام جیلانی میرٹھی شارح بخاری نے حاشیہ عبد الغفور اور اس کا تکملہ آپ سے اجمیر شریف میں پڑھا۔

حضرت مولانا ابو المظفر سید شریف قادری نوشاہی مدظلہ العالی

راقم سطور کے کرم فرما مولوی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے آپ کے احوال میں ذیل کی معلومات فراہم کی ہیں۔ موصوف بانی سلسلۂ عالیہ نوشاہیہ حضرت شیخ الاسلام حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں، اور موجود الوقت سجادہ نشین ہیں، ان کی پیدائش ۱۹ شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بمقام ساہن پال شریف ضلع گجرات میں ہوئی، درس نظامی کی تکمیل والد ماجد حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ اور دادا جان حضرت مولانا حافظ سید محمد شاہ نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ سے کی، فن کتابت اور علم تفسیر کا فیض مولانا محمد حسین صاحب حنفی "مبارک رقم" رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا، ——— آپ فنافی العلم بزرگ ہیں، اس وقت تک دو سو سے زائد رسائل وکتب تصنیف فرما چکے ہیں، جو فن تاریخ، تصوف، فقہ، حدیث، عملیات، طب، شعر وادب، علم الانساب،

پر مشتمل ہیں، ان میں سے کچھ کتابیں عربی زبان میں ہیں، اور کچھ فارسی میں، لیکن زیادہ تر اردو میں ہیں۔

راقم الحروف (محمد موسیٰ) ان کے علم کی گہرائی اور گیرائی اور عشق صادق سے بے حد متاثر ہے، اگر میرے پاس خان خاناں جتنی دولت ہوتی تو انھیں سونے میں تول دیتا، گویا آپ اس بے قدری کے دور میں وہ کام کر رہے ہیں جو بادشاہوں کی سرپرستیوں میں بھی کم کسی کو نصیب ہوتا تھا ـــــ حال ہی میں آپ نے درود شریف (عربی) تصنیف فرمایا ہے، اس کے ۱۲۸ صفحات ہیں، اس کا نام "تشریف الصّلوٰۃ علیٰ سید الکائنات" ہے، ـــــ عربی، فارسی، اور اردو میں خوب شعر کہتے ہیں، شرافت تخلص ہے فن تاریخ گوئی میں یگانۂ روزگار ہیں، کئی کتابیں منظوم لکھی ہیں، حضرت کی تصانیف میں سے چند نام یہ ہیں

(۱) شریف الصلوات علیٰ سید الکائنات (عربی)۔ (۲) دُرِّ یتیم فی فضائل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی)۔ (۳) طراز الاولیاء (عربی)۔ (۴) شریف التواریخ (تین جلدیں ضخیم) اردو، (۵) تاریخ عباسی (اردو)۔ ۸۰ صفحات (۶) الروض الجنان فی احادیث سید الانس والجان (علم حدیث میں۔ عربی)۔ (۷) ظہور الانوار فی زیارۃ النبی المختار (اردو)۔ (۸) غرابت الاقوال (تاریخ سامن پال)۔ (۹) قسطاس القادریہ (فضائل قادریہ میں۔ فارسی) (۱۰) یواقیت والمرجان فی مناقب الشیخ عبدالرحمٰن (فارسی)

آپ کو اجازت وخلافت اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأتہ حاضرہ قدس سرہٗ العزیز

شیخ الاسلام، ہمام العصر، آیۃ من آیات اللہ الکریم، حسّان الزمان، مدافع عن سید الاکوان، امام احمد رضا، رئیس الاصفیاء مولانا شاہ نقی علی خاں ابن حضرت مولانا شاہ رضا علی قدس سرہما کے بڑے فرزند، دسویں شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق جون ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے،

میزان و منشعب حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی سے پڑھی، بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا سبق لیا، تیرہ برس کی مختصر سی عمر میں ۱۲۸۶ھ میں والد ماجد سے درسیات کی تکمیل کی، "تعویذ دعفور" مادہ فراغت ہیں، ۱۲۹۱ھ کے بعد تھوڑے دنوں رام پور میں قیام کر کے مولانا

عبد العلی ریاضی داں سے شرح چغمنی کے چند سبق پڑھے، ۵ رجمادی الاخریٰ ۱۲۹۴ھ میں حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کی معیت میں مارہرہ حاضر ہو کر مخدوم آل رسول مارہروی نور اللہ مرقدہٗ سے مرید ہوئے، اسی وقت اجازت وخلافت مطلق پیر و مرشد کی طرف سے مرحمت ہوئی، اور انھوں نے آپ کی بیعت پر مسرت کا اظہار فرمایا ـــــ ۱۲۹۵ھ میں والد ماجد کی معیت میں پہلی بار حج و زیارت کے لئے گئے، حضرت شیخ عبدالرحمٰن سراج مفتیٔ احناف مکّہ نے فقہ کی اجازت و سند دی، شیخ الاسلام علامہ احمد زین دحلان نے حدیث کی اجازت بخشی، حضرت حسین صالح جمال اللیل شافعی امام مسجد حرام بغیر کسی سابقہ تعارف کے مغرب کے بعد مقام ابراہیم سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے، اور دیر تک آپ کی پیشانی کو تھامے ہوئے اِنّی لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فی ھذا الجبین (میں اس پیشانی میں اللہ تعالیٰ کا نور پاتا ہوں) فرماتے رہے، اور ضیافت کے بعد صحاح ستّہ اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت و سند دے کر رخصت کیا ـــــ ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حاضری دی، یہ حاضری بہت شان سے ہوئی دیار عرب کے علماء و مشائخ کبار نے آپ سے استفادہ کیا، اجازت وخلافت حاصل کی، اور آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا، فقہ حنفی کے عظیم المرتبت عالم علامہ صالح کمال[1] کے پیش کردہ پانچ سوال متعلقہ علم غیب کا بغیر مراجعتِ کتب تین دن کی مختلف نشستوں میں ساڑھے آٹھ گھنٹے میں جامع و مانع کتاب الدولۃ المکیہ کے نام سے جواب لکھا، جسے علامہ صالح نے حضرت شریف علی کی خدمت میں پہونچا دی

[1] علامہ شیخ صالح ابن شیخ العلامہ صدیق ابن شیخ علامہ عبدالرحمٰن کمال ۱۲۶۳ھ میں مکہ المکرمہ میں پیدا ہوئے، اور نشو و نما پائی، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر تجوید پڑھی، اکثر کتابوں کے متن اپنے والد ماجد کی عنایت سے حفظ کئے، اس کے بعد حضرت علامہ شیخ عبدالقادر خوقیر المتوفی سنہ ۱۲۸۰ھ سے در المختار بحواشی علامہ محقق ابن عابدین شامی پڑھا، معانی و بیان و عروض علامہ سید عمر شامی سے اور فقہ مولانا رحمت اللہ ربانی مدرسہ صولتیہ سے حاصل کیا، لغات حدیث، وتفسیر کا درس حضرت علامہ سید احمد ابن زینی دحلان علیہ الرحمۃ سے لیا، آپ نو عمری میں ہی علوم و فنون میں ماہر ہو گئے تھے، آپ کے تمام اساتذہ آپ کے تبحر علمی کے مداح و معترف تھے، ـــــ فراغت کے بعد مسجد حرام میں درس کا سلسلہ شروع کیا، انداز تدریس عمدہ و دلنشیں تھا، اس لئے جلد ہی آپ کے تدریس کی

شیخ الخطباء[1] احمد ابوالخیر مکی نے مذکورہ کتاب کی سماعت کے بعد حسن انتشار، طرز استدلال اور جامعیت کی بے حد تحسین کی اور علوم خمسہ کے اضافہ کا مشورہ دیا، نیز کتاب پر از خود تقریظ لکھی، اور آپ کی شان میں امام و مجدد جیسے بلند کلمات لکھے، شیخ الخطباء کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ اور مولانا حامد بن محمد بن احمد نے نوٹ کے بارے میں استفتاء کیا، آپ نے اس کا مبسوط و مفصل جواب تحریر فرمایا، جو بعد میں کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم کے نام سے مطبوع ہوا، کتب خانہ حرم میں اس وقت کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔شہرت ہوگئی، ـــ ۱۲۹۷ھ میں جدہ کے قاضی بنائے گئے، دو سال بعد مشاہدۂ کعبہ کے شوق میں مکہ چلے آئے، اور پھر سے درس دینے لگے، شریف مکہ عبدالمطلب بن غالب کو آپ سے کمال درجہ محبت تھی، آپ شریف مکہ کے خاص مشیر تھے، اور بعد انتقال آپ ہی نے شریف مکہ کو غسل دیا، اور کفنایا، اور ان کی وصیتوں کو جاری کیا ـــ شریف عون نے بھی آپ کی بہت قدر کی، افتاء، امامت خطابت حرم اور شیخ العلماء کا منصب آپ کو سپرد کیا، بڑے بڑے علماء نے آپ سے درس لیا، ۱۳۲۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا، علماء و مشائخ آپ کا جنازہ لائے، شیخ سلیمان حسب اللہ نے ملتزم کے پاس نماز پڑھائی اور رونمائی کے وقت آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ الیوم مات فقہ ابو حنیفہ (آج کے دن ابو حنیفہ کے فقہ کی موت ہوگئی) ـــ آپ کو اعلیٰ حضرت بریلوی سے حدیث و سلاسل طریقت کی عام اجازت حاصل تھی

[1] شیخ علامہ احمد ابوالخیر بن عبداللہ بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح محمد میرداد الحنفی ۱۲۵۹ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن مجید کیا، شیخ علی السمبودی سے قرأت سبعہ پڑھی، مفتی جمال مکی المتوفی ۱۲۸۴ھ، شیخ محمد سعید بشارۃ الخالدی وغیرہ سے علوم و فنون کی تکمیل کی، ۱۲۹۳ھ میں حضرت شریف عبداللہ نے شیخ سلیمان عبدالمعطی مرداد کے انتقال کے بعد آپ کو شیخ علمائے حرم مقرر کیا، ۱۲۹۹ھ میں حضرت شریف عبدالمطلب نے آپ کو طلب کرکے منصب افتاء کی پیش کش کی مگر آپ نے منع کردیا، ۱۳۱۰ھ میں حضرت شریف عون نے منصب افتاء قبول کرنے کے لئے کہا، تو آپ نے معذرت کی ـــ آپ زہد و تقویٰ اور تواضع میں مشہور تھے، آپ کا گھر ہر وقت مستفیدین سے بھرا رہتا تھا ـــ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ میں مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی، جنت المعلٰی میں آپ کا مدفن ہے۔ (دروس من ماضی التعلیم)

مفتی احناف مکہ علامہ عبداللہ[1] بن عباس بن صدیق نے جب کتب خانہ حرم میں کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم کو دیکھا اور دوران مطالعہ فتح القدیر سے منقول عبارت "لو باع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ" (اگر کوئی ٹکڑا کاغذ کا ہزار روپے میں بیچے تو بلا کراہت جائز ہے) پر نظر پڑی تو پھڑک اٹھے اور بغایت درجہ تحسین و آفریں کی ـــ معمر و مسن بزرگ شیخ الدلائل محدث جلیل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر نے جن کو مکہ مکرمہ میں مرجعیت اور قبول عام حاصل تھا جنہ آپ کی قیام گاہ پر آپ سے ملاقات فرمائی، مدینہ طیبہ کے علماء نے بھی اکرام کیا، اور سند حدیث و تفسیر اور خلافت و طریقت حاصل کی، اور بکثرت عمائد و ساکنان مدینہ طیبہ نے آپ سے بیعت کا تعلق قائم کیا، آپ کے اس سفر سے مولوی خلیل مؤلف براہین قاطعہ نے دیار عرب میں اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ جو بدعقیدگی کی شورش پھیلا رکھی تھی اس کا دفعیہ ہوگیا، اور ان کو ذلت ہوئی۔

۱۳۱۱ھ کے پیدا شدہ فتنۂ ندوہ کا مقابلہ فرمایا، فتنۂ تفضیلیت کے انسداد میں سعی بلیغ فرمائی، قادیانیت کے بڑھتے ہوئے کفری اثرات کو روکا، تصوف کی غلط ترجمانی پر ضرب کاری لگائی، ترک تقلید کی وباء عام کا سد باب کیا، اور دیوبندیت کی طاغوتی قوت کو پوری طاقت ایمانی سے روکا، تحریک خلافت کی غیر اسلامی روش و طریقہ پر تنقید فرمائی، اور کتابیں و رسالے تالیف کئے، یہی آپ کا امتیاز خاص اور سرمایۂ حیات ہے، آپ کی ذات عشق رسول میں پگھلتی ہوئی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے نگر نگر میں عشق رسول کا اجالا پھیلا، حفاظت و صیانت دین کی انہیں مساعی کے پیش نظر ۱۳۱۸ھ

[1] حضرت مولانا عبداللہ ۱۲۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، والد ماجد سے علوم و فنون پڑھا، فراغت کے بعد مکہ مکرمہ کے قاضی اور مسجد حرام کے امام اور شیخ الخطباء اور مدرس مقرر کئے گئے، آپ طویل القامت، دبلے پتلے، وسیع الاخلاق اور متواضع و منکسر المزاج تھے، آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم سے اسی سفر میں حضرت امام العصر مولانا شاہ احمد رضا قادری قدس سرہ سے بیعت کی، حضرت بریلوی نے آپ کو طریقت و حدیث کی بھی عطا کی۔
آپ رواق باب الصفا میں حلقۂ درس قائم کرتے تھے، ۱۳۴۳ھ میں مکہ مکرمہ ہی میں آپ فوت ہوئے،

ـــ (دروس من ماضی التعلیم)

کے جلسۂ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبد المقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ نے اپنی تقریر کے دوران آپ کو مجدد مأتہ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا اور موجود و غیر موجود اکابر نے اس پر اتفاق کیا ــــــــــ ۲۵ ویں صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو بریلی میں آپ کا وصال ہوا۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" مادۂ وفات ہے۔ آپ انتہائی ذہن و رسا ذہن کے مالک تھے آپ نے گیارہ برس کی عمر میں "ہدایۃ النحو" کی شرح لکھی، یہ آپ کی پہلی تصنیف ہے اس کے بعد ایک ہزار کتابیں پچاس موضوعات پر تحریر فرمائیں، جن میں چند عربی کتب درج ذیل ہیں

تفسیر:۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف، حاشیہ معالم التنزیل، حاشیہ تفسیر خازن، حاشیہ عنایت القاضی حاشیہ الاتقان فی علوم القرآن، الزلال الانقی عن بحر سفینۃ اتقی

حدیث:۔ الروض البہیج فی آداب التخریج، مدارج طبقات الحدیث، النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب، حاشیہ صحیح البخاری، حاشیہ صحیح المسلم، حاشیہ ترمذی، حاشیہ نسائی، حاشیہ ابن ماجہ، ان کے علاوہ ۳۷ کتابیں عربی زبان میں اور ہیں۔

عقائد و کلام:۔ حاشیہ فقہ اکبر، حاشیہ خیالی علی شرح العقائد، حاشیہ عقائد عضدیہ، حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح مقاصد، حاشیہ مسامرہ و مسایرہ، حاشیہ الیواقیت والجواہر وغیرہ

فقہ:۔ جد الممتار (شرح رد المحتار شامی) پانچ جلد، کفل الفقیہ الفاہم، نور عینی فی الانتصار للامام عینی حاشیہ فواتح الرحمت، حاشیہ کتاب الخراج للامام ابی یوسف، حاشیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ، حاشیہ ہدایہ آخرین حاشیہ ہدایہ فتح القدیر عنایہ حلبی، حاشیہ جوہرہ نیرہ، حاشیہ مراقی الفلاح، حاشیہ بحر الرائق، حاشیہ طحطاوی، حاشیہ عالمگیری (فتاویٰ رضویہ، بارہ جلدیں، اردو) وغیرہ

ابو الحسن علی ناظم ندوۃ العلماء نے نزہۃ الخواطر جلد ہشتم میں مدح و مذمت کے یہ جملے لکھے ہیں۔

فاق اقرانہ فی کثیر من الفنون لاسیما الفقۃ والاصول، ۔ کان متشدداً فی المسائل الفقہیۃ والکلامیۃ، متوسعاً سارعاً فی التکفیر۔ کان قوی الجدل، شدید المعارضۃ، شدید الاعجاب بنفسہ وعلمہ قلیل الاعتراف بمعاصریہ ۔ کان عالماً متبحراً کثیر المطالعۃ واسع الاطلاع ذا قلم سیال وفکر جائل فی التالیف، یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر"

حضرت مولانا خواجہ احمد حسین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب جود و سخا مجمع السلاسل حضرت مولانا خواجہ احمد حسین ابن شیخ المشائخ حضرت حافظ محمد عباس علی خاں ۲۴ شعبان المعظم ۱۲۸۹ھ کو اپنے وطن امروہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ مولوی احمد حسین امروہوی شاگرد خاص مولوی قاسم نانوتوی نے آپ کی ذہانت سے متاثر ہو کر از خود آپ کو اپنے مدرسہ میں داخل کر لیا ــــــــ تذکرۃ الکرام میں مرقوم ہے کہ مولوی احمد حسن آپ کو "علامہ بایزید" کے لقب سے پکارتے تھے، اور آپ کی شاگردی پر فخر کرتے تھے، مگر آپ اپنے استاذ کے عقائد سے قطعی متاثر نہ ہوئے، بلکہ علی الاعلان اُستاد کے عقائد و نظریات کی تردید کرتے تھے، یہ آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیخ جان محمد خاں قادری بلخی خلیفہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہما کا فیض واثر تھا حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادی سے بھی استفادہ کیا، ــــــ آپ کو بیعت و خلافت اپنے والد ماجد سے تھی، اور وہ حضرت مولانا حکیم فخر الدین حکیم بادشاہ الہ آبادی کے مرید و خلیفہ اور عظیم المرتبت شیخ تھے، آپ کو حضرت سید محمد معروف علی شاہ قادری حیدر آبادی نے اجازت دی تھی، ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ میں بریلی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کی ملاقات کے لئے پہونچے، مغرب کا وقت تھا، نماز مغرب کے قعدہ اخیرہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو سرکار غوثیت سے آپ کو اجازت تامہ عطا کرنے کی ہدایت ہوئی، اعلیٰ حضرت نے سلام پھیرتے ہی اپنے سر کا عمامہ اتار کر آپ کو مرحمت فرمایا، اور "تاج الفیوض فی البدیہ" تاریخ فرمائی۔ آپ پچاس سال تک بسلسلۂ ملازمت حیدر آباد دکن میں مقیم رہے، ۲۷ رجب ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۲ء بروز سہ شنبہ اجمیر شریف سے واپس ہوتے ہوئے سفر آخرت اختیار کیا، آپ کے محب صادق حضرت مولانا شاہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی نے نماز جنازہ کی امامت کی، دوسرے دن وطن میں بعد نماز والد ماجد کے پہلو میں دفن کئے گئے، مولوی مسعود الحسن نے "پیر کامل بود و مخلد نشیں" سے تاریخ نکالی، آپ نے بہت سی کتابیں تالیف فرمائیں، عربی، فارسی، اردو میں فکر سخن کرتے تھے،

(اذکار دروشن قلمی، جواہر پاشیہ)

حضرت مولانا سید احمد سری کوٹی قدس سرہٗ

اولاً حفظ قرآن کیا، اس کے بعد اپنے علاقہ ربوہ بار کے علماء سے تحصیل علم کرکے دیوبند پہونچے، مگر وہاں سے جلد ہی واپس چلے گئے، دیوبند کا غلط ماحول آپ دیکھ چکے تھے، اس لئے دیوبندیوں سے آپ سخت بیزار تھے اپنی ہر مجلس میں ان کا شدید رد فرماتے تھے، بیعت کا شرف آپ کو حضرت قدوۂ ارباب کاملاں خواجہ عبد الرحمٰن چھوھروی قدس سرہٗ سے حاصل تھا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے آپ نے دور دراز کا سفر کیا، رنگون بھی تشریف لے گئے، کثیر تعداد میں تارک صلوٰۃ اور شرابیوں نے آپ کی ہدایت سے راہ راست اختیار کی، سنہ ۱۹۲۵ء میں چاٹگانگ میں جامعہ احمدیہ قائم فرمایا، آپ کے پیر ومرشد کے قائم کردہ دار العلوم رحمانیہ ہری پور ہزارہ کی پختہ وشاندار عمارت کی تعمیر آپ ہی کی توجہ کا نتیجہ ہے ــــــــــــ

سابق صدر پاکستان محمد ایوب خاں سنہ ۱۹۶۳ء میں دار العلوم پہونچے اور ایک جم غفیر کو خطاب کیا، اور ایک لاکھ چندہ دیا، ـــ آپ کی ذات مرکز شریعت وطریقت تھی، آپ کے صاحبزادگان بھی آپ کے نقش قدم پر ہیں، بروز جمعرات گیارھویں ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت مولانا آل احمد پھلواروی قدس سرہٗ

حضرت مولانا آل احمد ابن مولانا شاہ محمد امام (۱۱۹۴ھ/۱۲۵۵ھ) ابن مولانا حضرت شاہ نعمت اللہ پھلواروی ــــــــــ تاریخ ولادت، رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۳ھ،

درسیات کی تکمیل اپنے والد مولانا شاہ محمد امام سے کی، اور وہ مولانا احمدی پھلواروی کے تلمیذ رشید تھے، ۱۷ برس کی عمر میں ۲۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۴۰ھ میں اپنے دادا بزرگوار سے بیعت کی،

سنہ ۱۲۴۳ھ میں حرمین شریفین کے ارادے سے گھر سے نکلے، ایک سال کلکتہ میں قیام کیا، ۲۷ رجب المرجب سنہ ۱۲۴۴ھ میں حرمین مکرمین میں حاضر ہوئے، وہاں پر آپ نے تین سال تک قیام کیا، ـــ حضرت شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان وغیرہ سے آپ نے سندات حدیث حاصل

کیں، سنہ ۱۲۴۷ھ میں ہندوستان آئے، اور حیدرآباد میں مولانا میر شجاع الدین مرحوم کے مدرسہ میں مدرس ہوگئے، سنہ ۱۲۵۱ھ میں پھلواری وطن پہونچے، اس وقت مسند ارشاد پر حضرت فرد فائز تھے، ان سے استفادۂ باطنی کیا، ایک سال بعد بقصد بنارس کیا، مزارات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے جونپور پہونچے، حضرت استاذ العلماء امام الحکماء مولانا ہدایت اللہ خاں قادری رام پوری المتوفی سنہ ۱۳۲۶ھ نے آپ سے سند حدیث حاصل کی ــــــــــ سنہ ۱۲۶۴ھ میں پھر عرب کے قصد سے سفر کیا بغداد مقدس، کاظمین، نجف اشرف کی زیارت کرتے ہوئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، سنہ ۱۲۶۵ھ میں آپ کی اپنے چچا مولانا شاہ محمد حسین سے ایک روز طواف سے فراغت کے بعد ملاقات ہوئی، سنہ ۱۲۶۷ھ تا سنہ ۱۲۸۵ھ مدینہ طیبہ میں درس حدیث میں مشغول رہے، سنہ ۱۲۸۵ھ میں حضرت شاہ علی حبیب نصر ابن حضرت فرد نے تحصیل حدیث کے لئے پھلواری بلایا، اور سبقاً سبقاً تمام کتب صحاح ومسانید پڑھ کر سند حاصل کی، سنہ ۱۲۸۸ھ میں واپس تشریف لے گئے۔

مولانا شاہ آل احمد از حد وارفتہ حال تھے، بادۂ حب نبی سے سرشار رہتے، مولانا شاہ علی حبیب نصر نے جب تحصیل حدیث کی غرض سے آپ کو بلایا، آپ نے تامل فرمایا، اور عرض کیا، کہ ڈرتا ہوں، کہ کہیں وہاں کا پیوند خاک نہ ہوجاؤں، سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سر پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا، "تم پھر مدینہ واپس آجاؤ گے" اس روز سے آپ نے اُتنے حصے کے بالوں کو نہیں کٹوایا، ۲۶ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ھ میں مولانا کا انتقال ہوا، جنت البقیع مدفن ہے۔ (آثارات پھلواری شریف)

حضرت علامہ اسد الحق خیرآبادی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت علامہ اسد الحق خیرآبادی خلف اکبر شمس العلماء علامہ عبد الحق خیرآبادی تمام علوم و فنون میں کامل وفاضل، والد ماجد کے شاگرد، بنہایت درجہ ذہین، والد اور دادا بزرگوار کے علمی جانشین، سنہ ۱۳۱۷ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں والد کی جگہ پر پرنسپل ہوئے صرف ایک برس ہی یہ خدمت انجام دی تھی کہ عین شباب میں بمرض ہیضہ ۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۸ھ موافق ۴ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

میں بروز شنبہ انتقال فرمایا، حضرت مولانا خواجہ احمد رام پوری قدس سرہٗ کے باغ واقع بلاسپور دروازہ رام پور میں دفن کئے گئے، افسوس ہے کہ اُن کے ساتھ اُن کا خاندانی علم و فضل و کمال بھی رخصت ہو گیا، مولانا سید نجم الحسن مدظلہٗ مفتی خیر آباد نے "خیر آباد کی ایک جھلک" میں جائے قبر کٹرہ محمد حسین خاں غلط لکھا ہے، مگر یہ صحیح نہیں، مولانا حکیم سید عابد علی کوثر خیر آبادی نے قطعہ تاریخ لکھا جو آپ کے اوصاف حمیدہ کا ترجمان ہے ؎

حیف آں آفتابِ فضل و کمال — دفعۃً شد نہاں بزیرِ زمیں
بود در فلسفہ و منطق فرد — در اصول و فروع مہر مبیں
منتخب در حدیث و فقہ و ادب — فاتحِ قفلِ گنجِ دینِ متیں
در ریاضی و ہندسہ و حکمت — فاضلے در جہاں نہ بود چنیں
ماہ تابانِ عزّ و مجد و علا — مہر رخشانِ شوکت و تمکیں
وائے در رام پور گشت خزاں — باغ شاداب و سبزِ شرعِ دیں
پس ہماں جا بہ خاک بسپردند — شد غروب آفتابِ علم و یقیں
اُخت و اُم از ملال خاک بسر — ابن و زوج ملول و زار و حزیں
اقرباء از فراق نالہ زناں — دوستاں در غمش فگار و غمیں
مدرسہ از غمش خمیدہ پشت — طلبہ از ملال خاک نشیں
کوثرِ زار سالِ فوتش گفت — اَعلم، اکمل، مقیم خُلدِ بریں
۱۳۱۸ھ

(خیر آباد کی ایک جھلک، باغی ہندوستان)

حضرت مولانا شاہ امیر علی امیٹھوی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ امیر علی ابن علی ابن محمد بخش ابن امام الدین ابن محمد ابن حضرت مُلّا جیونؒ سنہ ۱۲۱۹ھ میں بمقام امیٹھی پیدا ہوئے، علماء لکھنؤ سے تحصیل علم کیا، سنہ ۱۲۳۶ھ میں مشہور صوفی عالم حضرت مولانا سید عبد الرحمٰن شکار پوری سندھی ثم لکھنوی (سنہ ۱۱۶۲ھ / سنہ ۱۲۴۵ھ) کی خدمت بابرکت

میں حاضر ہوئے، مثنوی مولانا روم، شرح مشکوٰۃ اور حضرت صوفی عبد الرحمٰن کا مشہور رسالہ "کلمۃ الحق" ان سے پڑھا، سنہ ۱۲۴۲ھ میں عید الضحیٰ کے دن مرید ہوئے اور خلافت حاصل کی۔

مولانا امیر علی قدس سرہٗ کی زندگی میں حادثۂ ہنومان گڑھی اجودھیا کو خاص اہمیت حاصل ہے، ہنومان گڑھی کی مشہور عالمگیری مسجد کو شر پسند غیر مسلموں نے شہید کر دیا تھا، یہ واقعہ ایسا نہ تھا کہ مسلمانوں کا دل مجروح نہ ہوتا، مولانا امیر علی کو خبر ملی تو بے چین ہو گئے، جہاد کے لئے کمر ہمت باندھی، جانبازوں کی کثیر جماعت نے شرف جہاد کے حصول کے لئے دونا کے ہاتھ پر بیعت کی، حالات کے پیش نظر نواب واجد علی شاہ نے تصفیہ اور انصاف کا وعدہ کر لیا، وہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا، مگر ریذیڈنٹ ہر لمحہ بادشاہ اور وزیر پر معاملہ کو دبانے پر اصرار کرتا رہا، انتظار دیکھ کر مولانا مجاہدین کو لے کر اجودھیا کی طرف روانہ ہوئے، شاہی فوج مزاحم ہوئی، اور آگے بڑھنے سے روک کر محاصرہ کر لیا، مقابلہ ہوا، زوروں کا رن پڑا، راہِ حق میں جہاد کرتے ہوئے ۲۶ صفر سنہ ۱۲۷۲ھ بروز بدھ شہید ہوئے، حالات کو بگڑتے ہوئے دیکھ کر عقیدت مندوں نے مولانا سے محفوظ جگہ میں پہونچانے کی پیشکش کی تو ان کی زبانِ حق بیان نے یہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔ ع۔ سرِ میداں کفن بر دوش دارم ——— بعد میں یہی مصرعہ سالِ شہادت نکلا، ہنگامۂ جہاد ختم ہونے کے بعد سر مبارک گنے کے کھیت میں پھینکا پایا گیا ——— (باغی ہندوستان، تاریخ مدینۃ الاولیاء اجودھیا، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر)

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ

محلہ کریم الدین گھوسی، ضلع اعظم گڑھ وطن اور مولد و منشاء، والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حکیم جمال الدین، دادا مولانا خدا بخش اور پر دادا حضرت مولانا خیر الدین تھے، ابتدائی کتابیں دادا سے پڑھیں، اور درس نظامی کے مبادیات رشتے کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق سے حاصل کیں، پھر انھیں کے مشورے سے مدرسہ حنفیہ جون پور میں حضرت امام الحکمۃ مولانا

ہدایت اللہ خاں قدس سرہٗ کی خدمت میں بلاواسطہ استفادۂ درس شروع کیا، رات میں حضرت اُستاذ کی خدمت گذاری کا شرف حاصل کرتے، اسی اثناء میں حضرت دن کے اسباق کا جائزہ لے کر اعادہ کرا دیتے، یہ طریقہ استعداد کی پختگی کے لئے معاون و مفید ہوا، علوم کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر مولانا شاہ وصی احمد محدث سُورتی کے درس حدیث میں شریک ہو کر سنہ ۱۳۲۰ھ میں سند حاصل کی، اس کے بعد حاذق الملک حکیم عبدالولی لکھنوی سے ۱۳۲۳ھ میں طب پڑھی سنہ ۱۳۲۴ تا ۱۳۲۷ھ محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا ایک سال پٹنہ میں مطب کیا، مجدد الملّۃ امام احمد رضا بریلوی کو مدرسہ منظر الاسلام کے لئے مدرس کی ضرورت ہوئی محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا، اعلیٰحضرت مجدد بریلوی قدس سرہٗ کی طلب پر پٹنہ سے بریلی پہونچے، بہت جلد اپنی قابلیت اور خداداد حسن سلیقہ اور سعادت شعاری کی بنا پر فاضل بریلوی کی نظر میں مقبول اور موردِ الطاف خاص بن گئے مدرسہ کے کام کے ساتھ مطبع اہلِ سنّت کا انتظام و انصرام بھی سپرد کیا گیا، فاضل بریلوی کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی ورع و تقویٰ سے شاداب و درخشندہ زندگی کی مسلسل دید کے بعد باطنی دستگیری اور رہنمائی کے لئے مرید ہوئے اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۳۴۳ھ میں حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ" دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کی صدارت کے لئے میر نثار احمد مرحوم متولی و مہتمم کا دعوت نامہ لیکر پہونچے لیکن آپ نے شیخ کا آستانہ اور ان کا مدرسہ چھوڑ کر جانے سے معذرت چاہی ــــ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف نے حجۃ الاسلام کی طرف رجوع کیا، اُن کی اجازت لینے پر اجمیر معلّٰی حاضر ہوئے، بڑی نیک نامی اور عظیم الشان پیمانے پر درس دیا، اور اکابر رجال افراد تیار کئے، جن میں سے ہر ایک مہرِ عالم و فن ثابت ہوئے، سنہ ۱۳۵۱ھ میں میر نثار احمد متولی مرحوم سے بعض امور میں اختلاف کے سبب درگاہ خواجہ سے جُدائی اختیار کر کے علماء کی ایک کثیر تعداد کو، جو حلقۂ تلمذ سے وابستہ تھی، ہمراہ لے کر بریلی آگئے بعدہٗ حضرت مولانا سید مصباح الحسن پھپھوندوی قدس سرہٗ کی رہنمائی میں نواب حاجی غلام محمد خاں شیروانی رئیس ریاست دادوں علی گڑھ نے

دار العلوم حافظیہ سعیدیہ کی مسند صدارت کی پیشکش کی، یہیں کے قیام کے دوران میں صاحبزادہ مولانا عطاء المصطفیٰ مرحوم نے سنہ ۱۳۶۲ھ میں انتقال کیا، مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے، جو ایک زمانہ میں حیدرآباد دکن میں صدر امور مذہبی رہ چکے تھے سنہ ۱۳۵۶ھ کے سالانہ جلسۂ امتحان کے موقع پر اپنی تقریر میں حضرت کی مہارتِ درس، اور تبحرِ علمی کا اعتراف کیا اور کہا، کہ مولٰنا امجد علی صاحب پورے ملک میں اُن چار پانچ مُدرسین میں ایک ہیں جنھیں میں منتخب جانتا ہوں" بہار کے بعد ایک سال بنارس رہے بعدہٗ سنہ ۱۳۶۲ھ تک منظر اسلام میں درس دیا، اور صاحبزادگان کی رہائش کے لئے مکان تعمیر کرایا، ۲ ر شوال سنہ ۱۳۶۷ھ کو حج و زیارت کے ارادہ سے مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی کی معیت کے لئے بحالت بخار بریلی آئے، ۵ ر ذی قعدہ کی رات کو اسی حالت میں بمبئی پہونچے عبد الحبیب حاجی محمد رحمت والے اور عبد العزیز حاجی رحمت والے استقبال کو کار لے کر اسٹیشن پہونچے تو اسٹیشن پر حضرت کو صاحبِ فراش دیکھ کر رو پڑے، اور حضرت کو اپنے مکان لے آئے ۶ ر ذی قعدہ بروز دوشنبہ جہاز کھلنے والا تھا مفتی اعظم وداعی ملاقات کو آئے اور روتے ہوئے رخصت ہوگئے، دن گذار کر رات کو ۱۲ ر بج کر ۲۶ منٹ پر نماز کی طرح نیت باندھے ہوئے واصل بحق ہوئے، جنازۂ مبارک بذریعہ ریل گھوسی لایا گیا، ۱۴ ر کی شام کو جم غفیر نے جنازہ میں شرکت کی نماز کی امامت حضرت مولانا الحافظ عبد العزیز محدث مرادآبادی مدظلہٗ العالی نے کی، تاریخ وفات قرآن کریم کی آیت مبارکہ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ہے۔ تصانیف میں بہار شریعت فقہ حنفی کی اردو میں عظیم الشان کتاب ہے، اس کی تحریر کا آغاز سنہ ۱۳۳۴ھ میں کیا گیا تھا، اور سنہ ۱۳۶۳ھ میں سترھواں حصہ ختم فرمایا، دادوں کے زمانہ قیام میں ۸ محرم سنہ ۱۳۶۲ھ میں بعض طلبہ کے اصرار سے شرح معانی الآثار کے تحشیہ کا کام شروع کیا، سات ماہ میں نصف اول محشّٰی ہوگیا اور ۲۴ سطری مسطر پر باریک قلم سے ۴۰۵ صفحات پر مشتمل اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے، مجموعۂ فتاویٰ جو چار جلدوں میں ہے وہ بھی غیر مطبوعہ ہے، اعلیٰحضرت آپ کی فقہی مہارت کے مداح تھے، صدر الشریعہ کا خطاب آپ ہی کا عطیہ ہے، امین شریعت شیخ الحدیث مولانا شاہ رفاقت حسین مدظلہٗ، محدث پاکستان حضرت

شیخ الحدیث مولانا شاہ سردار احمد بانی جامعہ مظہر اسلام لائل پور، حضرت استاذ العلماء مولانا حافظ شاہ عبد العزیز شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، مجمع الفضائل حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن سابق صدر المدرسین جامعہ سبحانیہ الہ آباد، حضرت مولانا قاضی شمس الدین جون پوری شیخ الجامعہ جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس، شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں، علامہ عبد المصطفٰے اعظمی حضرت الاستاذ مولانا غلام جیلانی مدظلہ آپ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔
آپ یگانۂ عصر مفسر، فقیہ، معقولی محدث اور صاحب ارشاد بزرگ تھے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی قدس سرہٗ

والد کا نام شاہ محمد اکمل، بڑے بھائی کا نام مولانا شاہ محمد افضل، ۱۵ر محرم سنہ ۱۳۲۲ھ سال پیدائش ہے، ابتدائی تعلیم والد اور بڑے بھائی سے پائی، ابتدائی عربی شرح جامی تک اپنے چچیرے بھائی مولانا شاہ محمد عماد الدین سنبھلی سے پڑھی، معقول و منقول کی تحصیل و تکمیل حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین فاضل مرادآبادی قدس سرہٗ سے کی، سنہ ۱۳۳۹ھ میں سند فراغ حاصل کی، حضرت فاضل مرادآبادی کی معیت میں بریلی میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ سے بیعت کی، سنہ ۱۳۴۳ھ میں مدرسہ اسلامیہ حنفیہ قائم کیا، اور درس دینا شروع کیا، ساری عمر افادۂ درس، وعظ و ارشاد میں بسر فرمائی، نہایت پختہ مشق مدرس تھے، حضرت مولانا شاہ حامد رضا بریلوی اور اعلیٰ حضرت قطب العالم مخدوم علی حسین اشرفی قدس سرہما سے اجازت و خلافت پائی، کئی سال کی مسلسل علالت کے بعد اکسٹھ برس کی عمر میں ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۶۳ء کو بروز چہار شنبہ ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر دار فنا سے دار بقا کی راہ لی، مرقد سنبھل میں ہے۔ فیصلہ حق و باطل، رد شہاب ثاقب آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری مدظلہٗ

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے مولانا مفتی

محمد ابراہیم سنہ ۱۹۱۰ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے، نسبی علاقہ حضرت شہاب گنج علم کے واسطے سے حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ سے ہے، اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید نثار الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد یسین سے پڑھا، اور کتابت سیکھی، عربی کا آغاز حضرت مولانا شاہ منظور احمد پھلواری سے کیا، مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن پروپودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد ادریس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامی پڑھیں، مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا سید عبد الحمید قادری اور مفتی محمد فیض الرحمٰن سے پڑھ کر مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے "مولوی" کا امتحان دیا، کانپور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا ابو محمد عبد السلام درانی قندھاری سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خلف اکبر مجدد الملۃ امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبد العزیز خاں محدث بجنوری سے صحاح ستہ کا دور کیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا، سنہ ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی، نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی، اولاً مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا، پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے، اور سنہ ۱۹۴۳ء سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر المدرسین اور مفتی شہر ہیں۔

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آروی علیہ الرحمۃ سے مرید ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ نثار احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے، مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفٰے رضا قادری نوری مدظلہ العالی نے بھی اپنی طرف سے تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں،

مفتی صاحب مدظلہ شگفتہ قلم ہیں، اکثر و بیشتر علمی و معیاری مضامین تحریر فرماتے رہتے ہیں اب تک پانچ کتابیں تصنیف و تالیف کر چکے ہیں، (۱) احکام النکاح۔ (۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل امام خیرآبادی کی "مرقات" کا خلاصہ، بطرز سوال و جواب)۔ (۳) تذکار مطیب (بزرگان قادریہ مجددیہ آبادانیہ کے تذکرے ہیں)۔ (۴) مفید المطالب (تربیت سلوک میں)۔ (۵) تذکرۂ نایاب (حضرت سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی کے حالات، ارشادات، سلوک، اوراد، فوائد نصابات حزب البحر وغیرہ

ہیں) شاعر خوش نوا، اور پُرگو ہونے کے ساتھ مادۂ تاریخی کے استخراج میں کمال رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی کے پوتے، حضرت مولانا شاہ حامد رضا کے فرزند اکبر محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں ۱۳۲۵ھ سال ولادت باسعادت، حضرت حسن بریلوی منجھلے دادا نے "علم و عمر اقبال وطالع دے خدا" مصرعۂ تاریخ کہا، اور دادا بزرگوار نے تسمیہ خوانی کی رسم ادا کرائی، مدرسۂ اہل سنت منظر اسلام کے اساتذہ سے درسیات کی تکمیل کی، حج و زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد تاحیات مدرسہ منظر اسلام کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے طلبہ پر بہت شفیق تھے، حسن صورت کے ساتھ حُسن عمل سے بھی سرفراز تھے، علم کلام سے شغف تھا، اصلاح عقائد پر زور دیتے، درُودِ پاک کا بکثرت ورد فرماتے، قدرت نے زبان میں خاص اثر ودیعت فرمایا تھا، پوپری تھانہ ضلع مظفر پور کا ایک پیدائشی گونگا آپ کی دعا سے زبان والا ہو گیا، آپ کی اس روشن کرامت نے گاؤں کے بکثرت دیوبندیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا، تقریر میں سوز و گداز تھا، راقم سطور کے والد ماجد مدظلہ العالی سے بہترین روابط تھے، کانپور میں راقم سطور نے آپ کی زیارت سے بارہا آنکھوں کو روشن کیا، ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ موافق ۱۱ر مئی ۱۹۶۵ء بروز شنبہ وصال ہوا والد کے پہلو میں مدفون ہیں، مفسر اعظم کے لقب سے پکارے جاتے تھے، حضرت کے صاحبزادے مولانا اختر رضا، جامعۂ ازہر (مصر) کے فارغ اور جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔

حضرت مولانا شاہ احسان حسین رام پوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری کے بڑے صاحبزادے ۲ر ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے، والد کے شاگردوں اور مریدوں سے تحصیل علم کی، اکثر جذب کا عالم طاری رہتا تھا، رام پور میں آپ کا وصال ہوا والد کے حظیرے میں مدفون ہیں،

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا سید ارشد علی رام پوری علیہ الرحمۃ

۱۲۷۹ھ سال ولادت، تعلیم و تربیت ننہال میں پائی، اپنے ماموں و خسر حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری، اور خالہ زاد بھائی اور بہنوئی حضرت مولانا ظہور الحسین سے درسیات پڑھیں، مولانا امداد حسین اور مولانا عنایت اللہ رحمہما اللہ سے سلوک مجددیہ کی تکمیل کی، عالم باعمل، خلیق و متواضع تھے، بعد ادائے مناسک حج مدینہ طیبہ کو جاتے ہوئے ۱۳۲۵ھ میں انتقال ہوا،

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ محب احمد قادری بدایونی قدس سرہ کے فرزند، بدایوں میں پیدا ہوئے درس نظامی کی تکمیل مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں والد ماجد سے کرکے سند فراغت حاصل کی ۱۳۲۱ھ میں آپ کے والد کے نامور رفیق بدرس حضرت مولانا شاہ سید عبد الصمد پھپھوندوی نے اپنے فرزند حضرت مولانا سید مصباح الحسن مرحوم کی تعلیم کے لئے پھپھوند ضلع اٹاوہ میں اپنی خانقاہ میں بُلا کر مدرس رکھا، نواب حاجی غلام محمد حافظی مرحوم رئیس دادوں علی گڈھ کے مدرسہ دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں بہ مشورۂ حضرت مولانا شاہ مصباح الحسن ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۵۰ھ صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے، وہاں سے علالت شدیدہ کی وجہ سے مستعفی ہو کر بدایوں واپس گئے، مدت دراز تک مدرسہ شمس العلوم میں مدرس عربی رہے ۱۳۴۲ھ میں بمبئی گئے، اور مسجد کھڑک محلہ قصابان میں امام ہو رہے، اور وہیں سے فتاوے لکھتے رہے ضعف جسمانی اور پیرانہ سالی کے باعث وطن بدایوں آگئے، اسّی سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۵ر ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۶ء یوم پنجشنبہ انتقال ہوا درگاہ قادری کے قبرستان میں دفن ہوئے،

حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی قدس سرہ کے مرید اور حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر اور حضرت سید مرتضیٰ احموی قدس سرہما کے خلیفہ تھے حضرت

غوث اعظم رضی اللہ عنہ، کے ملفوظات کبیر کا اردو ترجمہ "سیفِ دستگیر"، کے نام سے کیا، اور اس کو شائع کیا۔ (افادہ حضرت مولانا محمد ابراہیم فریدی مدظلہ، بیاض مرتب)

(رپورٹ دارالعلوم سعیدیہ حافظیہ، دادوں، علی گڑھ)

حضرت مولانا سید شاہ اولادِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن مارہروی المتوفی ۱۳۴۷ھ کے چھوٹے صاحبزادے اولادِ رسول فخر العالم محمد نام نامی ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ تامس گنج سیتاپور میں آپ کی ولادت ہوئی، فارسی کی مختصر مروجہ تعلیم منشی فرزند حسن ساکن قصبہ پالی ضلع ہردوئی، اور میاں جی رحمت اللہ مارہروی سے حاصل کی، درسیات کی تکمیل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کے اساتذہ سے کرنے کے بعد حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر قادری المتوفی ۱۳۳۴ھ سے فاتحہ فراغ پڑھ کر اجازت وسند حاصل کی، علوم حدیث کی اجازت والد اور نانا حضرت سید شاہ نور المصطفےٰ ابن سید شاہ غلام محی الدین ابن شاہ آلِ برکات ستھرے میاں اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے عطا فرمائی، بیعت اپنے والد سے تھے، ان کے علاوہ حضرت نوری میاں سے بھی اجازت پائی تھی، عقائد میں بے لچک پختگی رکھتے تھے، زہد و ورع، تقویٰ و انابت کی دولت سے بہرہ ور تھے، ساری زندگی رشد و ہدایت اور تبلیغ و ترویج عقائد اہل سنت میں گذری، ہزارہا مریدین ان کے دامن سے وابستہ تھے، تصنیف و تالیف کا خاص ذوق اور خصوصی سلیقہ رکھتے تھے، بزرگانِ مارہرہ کے تفصیلی حالات کئی جلدوں میں انھوں نے تحریر فرمائے ہیں، ۳۰ کتابیں مطبوعہ ہیں، ۱۳۷۲ھ سالِ وفات ہے، مرقد مارہرہ میں ہے، آپ کا لقب تاج العلماء تھا۔

(خاندانِ برکات)

حضرت مولانا سید آلِ مصطفےٰ مارہروی مدظلہ

سید آلِ مصطفےٰ اولادِ حیدر نام نامی، آپ کی ولادت یکشنبہ دسویں شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ کی ہے، تربیت نامور ماموں حضرت مولانا شاہ اولادِ رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہوئی

دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں برسوں حضرت صدر الشریعہ حجۃ العصر مولانا حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہٗ کے زیرِ نگرانی تعلیم حاصل کی، طب کی تعلیم طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں پائی، حکیم عبد اللطیف فلسفی مشفق استادوں میں تھے، برسہا برس سے مسجد قصابان کھڑک روڈ بمبئی کے امام اور خطیب ہیں، ۱۹۵۸ء میں سنی مسلمانوں کی ملی، دینی اور سیاسی تنظیم کے لئے سنی جمعیۃ علماء کی ذمہ داری کے احساس اور عمدہ کارگردگی کی بنا پر وقتِ تاسیس سے مستقل صدر ہیں، اعلیٰ درجہ کے خطیب، بہترین نثر نگار اور خوش فکر شاعر ہیں، آپ کی خطابت کی پورے ملک میں دھوم ہے، بعض میں مطب بھی کرتے ہیں، سرکار کلاں خانقاہ برکاتیہ کے سجادہ نشین ہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ اس وقت مارہرہ کی رونق اور بہار آپ ہی کے دم سے قائم و باقی ہے، خداوند تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچائے، آمین ثم آمین، سید العلماء آپ کا لقب ہے۔

(خاندانِ برکات)

حضرت مولانا سید ابوالحسنات قدس سرہٗ

مشہور صوفی عالم، محدث، حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے فرزند ارجمند، ولادت الور میں ہوئی، تعلیم کا آغاز والد ماجد سے کیا

مجدد عصر حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی، صدر الافاضل مولانا حکیم نعیم الدین فاضل مرادآبادی قدس اسرارہم سے اکتساب علم کیا، برسوں جامع مسجد آگرہ، الور، بمبئی میں امام وخطیب اور مقبول خاص وعام رہے، اطراف ہند میں بے شمار محافل ومجالس میلاد، اور کانفرنس میں اہل نظر سے دادِ خطابت حاصل کی، ۱۹۳۶ء میں تبلیغی کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور گئے شہرت عام کی وجہ سے زندہ دلانِ لاہور کا جم غفیر خطاب سننے کے لئے جمع ہوگیا، تقریر کا اعلان ہوا تو پرجوش نعروں سے استقبال کیا گیا، علم و استدلال سے لبریز وہ تقریر کی، کہ لاہور والوں کے دلوں پر چھا گئے، ختم تقریر پر آپ سے لاہور میں قیام کرنے کی درخواست کی گئی، جس میں اراکین مسجد وزیر خاں پیش پیش تھے، آپ نے درخواست کو قبول کرلیا، اس طرح پنجابیوں نے

ایک شاہین کو قید کر کے اپنی عزت بڑھائی، آپ یوں تو ایک جید عالم، محقق، مورخ، طبیب وادیب ومفسر سبھی تھے، مگر وہ خصوصیت جو زندگی کی ہر ساعت اور ثانیہ پر چھائی ہوئی تھی، وہ اسلام اور مسلمانوں کو سربلندی اور باعزت زندگی دلانے کی فکر تھی، چنانچہ آپ نے اپنے وطن الور میں سیاسی شعور بیدار کرنے کے لئے "تحفظ حقوق المسلمین" کے نام سے ایک انجمن قائم کی انہی دنوں ریاست نے ایک سڑک کی توسیع کے لئے مسلمانوں کے جذبات کا احترام نظر انداز کرتے ہوئے مسجد کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا، اگرچہ آپ کے مہاراجہ جے سنگھ والئی ریاست الور سے گہرے سیاسی روابط قائم ہو چکے تھے، اور یہ سب مہاراجہ کے علم واطلاع کے باوجود ہو رہا تھا، آپ حقوق وشعائر اسلام کے تحفظ کے لئے تین سو تیرہ سرفروشوں کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے، کئی مقامات پر معمولی مزاحمت کے بعد آپ مسجد میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے، خبر پاتے ہی الور کے عام مسلمان بھی آپ کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے، راجہ نے آپ کو بلا کر ایک بڑی جگہ کی پیشکش کی اور ریاست کی جانب سے تعمیر مسجد کا وعدہ بھی کیا، مگر آپ راضی نہ ہوئے،

تحریک پاکستان اور قائدین مسلم لیگ میں بھی آپ کا بلند مقام تھا، مسٹر جناح آپ کے جذبات ملی کے مداح ومعترف تھے، خضر وزارت میں جیل بھی گئے، پاکستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے اولین علمبردار آپ ہی تھے، "ایک مسلم حکومت جس کا اولین عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہونا چاہیے اس کے برعکس پاکستان کے کلیدی عہدے دار اس کے منکر تھے"، آپ نے اپنی شعلہ بار خطابت سے پورے پاکستان میں تحریک ختم نبوت کو کہکشاں کی بلندی پر پہونچا دیا، اور اس سلسلہ میں اپنے مخلص رفقاء کے ساتھ لاہور سنٹرل جیل میں ایک سال نظر بند ومقید رہے، یہیں آپ نے اپنی تفسیر قرآن "الحسنات" کے اکثر اجزاء لکھے مسلمانوں کی مرکزی تنظیم جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر وقت قیام ہی سے تھے، ۸ شعبان ۱۳۸۰ھ بروز جمعۃ المبارکہ اپنی تفسیر کو اختتام کی منزل تک پہونچاتے ہوئے جان، جان آفریں کے سپرد کر دی، حضرت مخدوم داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش شفقت ورحمت میں محو استراحت ہیں، یہ قطعہ تاریخ وفات ہی ہے

صابر وشاکر مفسر عالم دین متین ۔۔۔ بےنظیر وبےمثیل ولاجواب ولاکلام
فکر تھی تاریخ کی آئی ندا حافظ لکھو ۔۔۔ واصل حق ہو گیا وہ ہادی ذی الاحترام
۱۳۸۰ھ

حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے لقد دخل الجنۃ مولانا تاریخ کہی
۱۳۸۰ھ

حضرت مولانا سید اختصاص حسین پھپھوندوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا سید شاہ اخلاص حسین سہسوانی کے منجھلے فرزند، اور حضرت عالم ربانی مولانا خواجہ عبدالصمد سہسوانی کے نواسے، جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ میں پھپھوند ضلع اٹاوہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر پائی، قرآن مجید اپنے نانا کے محبوب ومخصوص مرید مولانا حکیم مومن سجاد سے ختم کیا کچھ دنوں تک مدرسہ مسعودیہ بہرائچ شریف میں تعلیم پائی، پھر مدرسہ قادریہ اور شمس العلوم بدایوں کے علماء مولانا سید دیانت حسین وغیرہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے، بیعت اپنے ماموں حضرت مولانا شاہ مصباح الحسن پھپھوندوی سے کی، اجازت وخلافت والد سے پائی، اخلاص ووفا کا نمونہ، حسن اخلاق میں ممتاز، غم گساری، دردمندی خصوصی اوصاف ومحاسن تھے،

شعر گوئی کا خصوصی ملکہ تھا، نہایت زود گو اور پر گو تھے، کلام زیادہ تر نعتیہ ہوتا تھا، بندہ، شاذ اور نادر تخلص رکھتے تھے، بیاض آپ کی بڑی صاحبزادی کے پاس ہے، تقریر ووعظ خوب کہتے تھے، تقریر مرتب ومسلسل ہوتی تھی، رد وہابیہ دیوبندیہ کی طرف خصوصی توجہ تھی، وصال سے ایک سال پہلے اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے کہ میں نے اپنے وقت معینہ سے زیادہ تقریر کی، لیکن خبر ممکن ہے کہ یہ موقع پھر نہ ملے، ربیع الاول میں ورم جگر اور یرقان کا مرض لاحق ہوا، اور اسی مرض میں ۲۸ شعبان المعظم بروز بدھ ۱۳۶۲ھ بوقت غروب آفتاب، آپ کا آفتاب عمر بھی غروب ہو گیا، دوسرے دن اپنے نانا علیہ الرحمۃ کے پائیں بیرون گنبد تدفین ہوئی، مولوی حکیم محمد مصطفےٰ خاں[1] مداح واحقر پھپھوندوی مرحوم ومغفور مرید حضرت مولانا سید اخلاص حسین قدس سرہٗ

---

[1] مولوی حکیم محمد مصطفےٰ خاں مداح واحقر مرحوم دنیائے شعر وسخن کی مشہور وممتاز شخصیت تھے، حضرت مولانا سید شاہ اخلاق حسین چشتی حافظی صمدی علیہ الرحمۃ کے مرید اور شیدائی تھے، پیر ومرشد کے وصال کے

نے تاریخ وفات کہی ؎

افسوس اب نہیں ہے وہ اختصاص ہم میں — تھی جس کے دم سے تازہ ہر دم بہارِ اخلاص
ہمدرد نوعِ انساں، غمخوار اہلِ عالم — اخلاص کا تھا پُتلا، وہ جاں نثارِ اخلاص
تقدیس و اتقا میں، موودّیت کا جلوہ — آلام و ابتلاء میں، شانِ وقارِ اخلاص
جن کو نہیں مدینے جانے کی استطاعت — آئیں کریں زیارت، یہ ہے مزارِ اخلاص
تھا یادگارِ اخلاص، وہ اپنے ہر عمل میں — سال وصال بھی ہے تھا یادگارِ اخلاص

۱۳ ھ ۶۴

(ملفوظ مصابیح القلوب)

حضرت مولانا حافظ محمد اسمٰعیل محمود آبادی علیہ الرحمۃ

ریاست محمود آباد میں اُن کا خاندان میلاد خوان کے عرف سے مشہور تھا حافظ محمد علی حضرت صدر العلماء مولانا سید خواجہ عبد الصمد پھپھوندوی کے مرید کوٹھی عثمان پورہ ضلع بارہ بنکی میں پوسٹ ماسٹر تھے، حضرت پھپھوندوی اکثر عثمان پورہ تشریف لے جایا کرتے تھے، آپ چچا کے یہاں مقیم تھے حضرت مولانا کو آپ کی نعت خوانی بہت پسند آئی، مولانا کو تعلیم کا شوق پیدا ہوا، چچا کے ذریعہ درخواست پیش کی، جو قبول کی گئی، حضرت مولانا کے ہمراہ پھپھوند آگئے، میزان منشعب سے تعلیم کی ابتدا کرائی گئی، سفر و حضر میں حضرت کے ہمرکاب رہنے لگے، ابھی متوسطات تک تعلیم ہو پائی تھی کہ حضرت مولانا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ بعد مرشد کے خلف اکبر و جانشین مولانا اختصاص حسین کے ساتھ مُرشدانہ تعلق قائم رکھا، لیگ اور کانگریس کے زمانہ کشمکش میں شیخ کے مرشد زادہ حضرت مولانا سید مصباح الحسن علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا سید اعزاز حسین ابن مولانا الحاج سید اخلاص حسین سے تعلقات کشیدہ ہوگئے اور مدتوں رہے، مگر انتقال سے چند دن پہلے حضرت مولانا سید مصباح الحسن قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں بواسطہ معافی کے طلب گار ہوئے، مولانا سید اخلاص حسن کی وصیت پر عمل تھا کہ "میری خوشی مرشد زادہ کی خوشنودی کے تابع ہے" آپ کی معافی ہوگئی، نماز جنازہ حضرت مولانا سیّد مصباح الحسن نے پڑھائی ۔ ۱۲

سیّد عبد الصمد صاحب نے ۱۳۴۳ھ میں وصال بحق فرمایا۔ تو اپنے پیرزادہ حضرت مولانا شاہ سید مصباح الحسن قدس سرہٗ کی معیت میں حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی سے تکمیل کی، نیز حضرت محدث سورتی کے مرض الوفات میں حاضر ہو کر خدمت گذاری کی، اور تا دم واپسیں مامور بہ خدمت رہے مجدد الملۃ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا کی خصوصی عنایات بھی آپ کے شامل حال تھیں، اجازت و خلافت سے بھی مشرف فرمایا ۱۳۷۱ھ میں محمود آباد میں وفات ہوئی۔

(مصابیح القلوب)

شمس العلماء مولانا سیّد ابو سعید رحمانی علیہ الرحمۃ

قصبہ ایرایاں، ضلع فتح پور ہسوہ وطن، حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی کے تلمیذ رشید، حضرت مخدوم شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید و خلیفہ، اکابر و اعاظم علماء سے تھے نظم و نثر خوب لکھتے تھے، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے خاص روابط تھے،

حضرت گنج مراد آبادی کو مسئلہ تیمم میں ایک مرتبہ کچھ خلجان ہوا، افاضل وقت نے اپنی تحقیقات پیش کیں، مگر آپ کی تسکین خاطر نہ ہوئی صاحب ترجمہ کی طلبی ہوئی، آپ نے حاضر ہو کر مسئلہ کے ما لہٗ و ما علیہ کی ایسی نفیس وضاحت فرمائی کہ حضرت وفور مسرت سے پھڑک اُٹھے، اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا، آپ تو شمس العلماء ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے کئی کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، دیوان سعید آپ کے دیوان کا نام ہے، قطع الحُجّۃ رد ندوہ میں آپ کی مشہور کتاب ہے، ۸ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ کو انتقال ہوا، اپنے گاؤں میں دفن ہوئے، ۷۵ برس کی عمر پائی، محمد عبد الغفور بنآک بلندوی نے تاریخ وفات کہی۔

شد ز گیتی جانب عرش مجید — آنکہ در علم و عمل بودہ وحید
ہاتف غیبی بگفتہ از بنآک — در ارم رفتہ جناب بو سعید

۱۳ ھ ۳۸

حضرت مولانا سید امجد علی اکبر آبادی علیہ الرحمۃ

۲۵ واسطوں سے سلسلۂ نسب حضرت امام جعفر صادق سے جا ملتا ہے، والد بزرگوار کا نام سید احمد جعفری، اکبر آباد کے نامور عالم و بزرگ گذرے ہیں، حضرت شاہ ضیاء الدین بلخی آپ کے پیر بیعت تھے، حضرت مخدوم سید عبد اللہ بغدادی کے اکبر آباد آگرہ میں وارد ہونے پر اُن سے کسب فیض کیا، خاص خلفا میں ممتاز ہوئے، ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ھ کو وصال ہوا، مدفن شاہ عادل صاحب آگرے میں ہے، لوحِ مزار پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے ؎

عارفِ کامل، ولی، ابنِ ولی و قطبِ دیں — عالمِ علمِ نبی و کاشفِ رازِ علی
چونکہ بہ جنت رسید، جملہ ملائک بہ گفت — واقفِ راہِ خدا، سیدِ امجد علی
۱۳

(سوانح غوث اعظم، از میکش اکبر آبادی)

حضرت مولانا احمد الدین پشاوری علیہ الرحمۃ

تحصیل صوابی ضلع پشاور کے باشندہ، مورثِ اعلیٰ بغداد شریف سے آئے تھے، ہندوستان آکر حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی اور استاذ العلماء مفتی لطف اللہ علی گڑھی اور دیگر صاحب تدریس علماء سے درس لیا، سالہا سال جامعہ شمس العلوم بدایوں میں صدر مدرس رہے، اخیر عمر میں ضعف جسمانی کی وجہ درس ترک کر دیا تھا، بعمر ۹۹ سال سنہ ۱۳۵۳ھ بروز جمعہ شیخو پور بدایوں میں انتقال ہوا، حسب وصیت بدایوں میں دفن کیے گئے، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شاہ غلام رسول قدس سرہٗ سے بیعت تھے

(افادہ مولانا فریدی بدایونی)

حضرت مولانا شاہ قیام الحق امیر الدین حیدری قدس سرہٗ

عارفِ کامل، عالم متبحر، حضرت نور الحق شاہ حیدر بخش قدس سرہٗ المتوفی ۲۵ شوال سنہ ۱۲۳۴ھ کے چھوٹے صاحبزادے، درسیات اپنے چچا حضرت مولانا شاہ حبیب الدین اور

اساتذہ جون پور سے پڑھی، ذہین و ذکی اور اخاذ طبع تھے، والد ماجد سے مرید تھے، آپ سے کرامتوں کا بہت ظہور ہوا، آپ کی توجہ عالی سے بہت سے طالبین حق واصل الی اللہ ہو کر درجہ کمال کو پہونچے، تزکیہ و تصفیہ باطن کے ساتھ علم حدیث و تصوف کا خصوصی درس بھی دیتے تھے، ۹ محرم سنہ ۱۲۶۵ھ میں واصل بحق ہو کر غریق بحر رحمت و انوار الٰہیہ ہوئے۔

(تاریخ جون پور)

حضرت مولانا شاہ محمد اسلم خیر آبادی قدس سرہٗ

حضرت شیخ المشائخ قدوۃ العلماء والعرفاء، حافظ سید محمد علی چشتی فخری سلیمانی قدس سرہٗ کے برادر خورد حضرت مولانا سید اصغر علی المتوفی سنہ ۱۲۶۰ھ کے صاحبزادے محمد اسلم نام نامی سنہ ۱۲۲۵ھ سال ولادت باسعادت، حضرت غوث اعظم سے نسبی علاقہ تھا، علوم ظاہر و باطن کی تکمیل و تحصیل بزرگ چچا سے کی، سنہ ۱۲۶۶ھ میں چچا و مرشد کے جانشین ہوئے، ۵۴ برس کے قریب فرائض سجادگی انجام دیئے، سادہ وضع تھے، اخفاءِ حال کا بہت خیال کرتے، لوگوں کو اینٹ کے ڈھیلے تقسیم فرماتے، درگاہ اور مسجد کی نالیاں خود صاف کرتے، انگریزی وضع قطع سے بیزار، اور غیر شرعی رسوم و رواج سے نفور، ۲۱ ذی قعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ وفات ہوئی، مدفن مرشد سے متصل ہے، حضرت مولانا سید شاہ عبد الصمد سہسوانی، پھپھوندوی قدس سرہٗ جیسے یگانہ روزگار، عالم و عارف و متکلم آپ کے مرید و خلیفہ تھے "نشاط حافظ" مرتبہ نواب حاجی محمد غلام محمد خاں حافظی رئیس دادوں علی گڈھ المتوفی سنہ ۱۳۶۲ھ احوال و ملفوظ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

(نشاط حافظ)

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہٗ

سال ولادت سنہ ۱۱۶۰ھ، چھ واسطوں سے سلسلۂ نسب حضرت مجدد سے جا ملتا ہے، والد کا نام نامی احسان اللہ، دادا کا نام شیخ محمد اظہر، یہ حضرت عالمگیر غازی کے منصب دار، اور نواب ظہیر الدین کے خطاب سے سرفراز تھے، حضرت شاہ آفاق نے علوم ظاہری و باطنی حضرت خواجہ ضیاء اللہ

مجددی سے حاصل کی، اور خلفاء میں ممتاز ہوئے، بفضلِ الٰہی و رسالت پناہی خوب قبولِ عام ملا، اور شہرۂ آفاق ہوئے، زماں شاہ، شاہ افغانستان آپ کے مرید ہوئے، ۹ محرم بروز چہار شنبہ سنہ ۱۲۵۱ھ میں وفات ہوئی، قطعۂ تاریخ یہ ہے۔

چوں جناب شاہ آفاق از جہاں — کرد رحلت سوئے جنّاتِ نعیم
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزیں — خلد را ماوائے اُو کن اے کریم

مزار شریف سبزی منڈی قریب مغل پورہ دہلی میں تھا، مگر جمعیتی اوقاف کے صدر مولانا حفظ الرحمٰن ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی غفلت ولاپرواہی کی وجہ سے منہدم کر دیا گیا، اور لکڑیاں ڈال دی گئیں، ایک معتبر راوی کی زبانی معلوم ہوا کہ جس شخص نے یہ حرکت کی تھی اس کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے، اسی حال میں وہ شقی دشمنِ اولیاء مرا بھی، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ اِھَانَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ، حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرّہٗ آپ کے نامور مرید و خلیفہ تھے، جن کے سلسلہ میں ہزاروں عوام اور درجنوں یگانہ علماء وابستہ تھے، مرید کی عظمت سے مرشد کے علوِ مرتبت کا اندازہ ہو سکتا ہے،

(تذکرہ مولانا فضل رحماں، خطبہ استقبالیہ سُنّی اوقاف کانفرنس دہلی، از مولانا امداد صابری)

حضرت مولانا سید احمد فضل حسین مونگیری مدظلہٗ

علوم اسلامیہ کے فاضلِ اجل، مدرسہ منظرِ اسلام بریلی سے سندِ تکمیل حاصل کی، حضرت مولانا نور الحسین فاروقی ابن شمس العلماء علامہ ظہور الحسین رامپوری جیسے فردِ زمانہ سے اخذِ علوم کیا، مفتیٔ اعظم مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا بریلوی مدظلہٗ کے دارالافتاء میں فتویٰ نویسی سیکھی، اور بیعت کا شرف حاصل کیا، اجازت و خلافت پائی، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور (جس میں راقم الحروف خادمِ تدریس ہے) میں صدر مدرس ہو کر آئے، تھوڑی مدت کے بعد واپس تشریف لے گئے، برسہا برس مدرسہ مظہرِ اسلام میں درس دیا، پھر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے قائم کردہ

مدرسہ منظرِ اسلام میں صدر مدرس ہو گئے، تقریباً ۱۸ برس تک درس کے ساتھ تحقیق و دلائل کی روشنی میں فتاویٰ نویسی کا سلسلہ بھی جاری رکھا، سنہ ۱۳۸۸ھ شوال المکرم میں مع اہل و عیال پاکستان تشریف لے گئے۔ — تصانیف میں مرقاۃ الفرائض، مفتاح التہذیب، التوضیح المقبول (بحث حاصل محصول) ہدایۃ الحکمۃ، ہدایۃ المنطق، طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی

آپ کے والد ماجد بحر الاسرار حضرت شاہ عبد العلیم آسی قدس سرّہٗ کے مرید اور سلسلۂ رشیدی کے سالک تھے، اسی نسبت سے آپ کا نام غلام رشید تجویز فرمایا، دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں تکمیل درسیات کی، کچھ عرصہ تک ناگپور میں سلسلۂ تدریس مقیم رہے، تقریباً سنہ ۱۹۵۱ء میں جمشید پور میں مشہور دیوبندی عالم مولوی عبد اللطیف اعظمی سے کامیاب مناظرہ کیا، ٹاٹا کمپنی سے زمین حاصل کر کے عظیم الشان مدرسہ فیض العلوم قائم کیا، بڑے بڑے مناظروں میں اہلِ سُنّت کے دفاع میں اہلِ بطالت و ضلالت کو شرمناک ذلتیں دیں، قوتِ عمل میں اپنا نظیر نہیں رکھتے، "جام کوثر" پندرہ روزہ اخبار کلکتہ سے نکالا، اس کے بعد "جام نور" جاری کیا، علامہ منفرد اسلوبِ تحریر کے مالک ہیں، بلا مبالغہ آپ کو صاحبِ طرز انشاء پرداز کہا جا سکتا ہے، جماعت اسلامی اور مولانا مودودی پر عقل و استدلال کی روشنی میں نقد و تبصرہ کی کتاب "جماعت اسلامی" کی متانت، سلجھے ہوئے اسلوب کی امیر جماعت اسلامی ہند مولانا ابو اللیث نے تعریف کی، اور اس کا وزن محسوس کیا، اور اب حال میں تبلیغی جماعت کے چہرے سے نقاب اٹھائی ہے، جماعت اسلامی نقشِ اوّل، اور یہ نقشِ ثانی ہے، جو اوّل سے ہر اعتبار سے بہتر و برتر ہے، سنہ ۱۳۸۸ھ میں سیوان ضلع چھپرہ صوبہ بہار میں صوبائی سُنّی کانفرنس کا انعقاد، اور اجلاس کے بطن سے پیدا شدہ ادارۂ شرعیہ بہار آپ کی زندگی کا اصل کارنامہ ہے، ایک مست و سرشار بادۂ محبّتِ نبوی نے پورے بہار کے سُنّی مسلمانوں کو ہوشیار و فرزانہ بنا دیا ہے، اب ادارۂ شرعیہ

بہار کی عمارت "ایوانِ شریعت" تیار کرانے کے لئے راحت و آرام کو تج کر رات دن سفر میں ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے گھر اور اپنے حبیب کی آرام گاہ کا دیدار بھی کرا دیا ہے۔

حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری مدظلہٗ

فیض پور علاقہ پوکھریرا ضلع مظفر پور کے ساکن، مدرسہ منظرِ اسلام بریلی میں حضرت مولانا رحم الٰہی منظر نگری، مولانا نور الحسین فاروقی رام پوری وغیرہ سے درسیات پڑھی، ۴۵ سال سے مدرسہ منظرِ اسلام میں درس دیتے ہیں، درمیان میں ایک سال کے لئے مظفر پور کے مدرسہ انوار العلوم علیمیہ میں صدر مدرس رہے، بعدہٗ حضرت مولانا جیلانی میاں قدس سرہٗ کے اصرار پر منظرِ اسلام میں واپس آ گئے تقریباً بیس برس سے حدیث و تفسیر کی کتابوں کا درس دیتے ہیں، تعویذ نویسی کا کام بھی خوب کرتے ہیں حضرت مولانا حامد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے مُرید و خلیفہ ہیں، پختہ مشق، صاحبِ درس علماء میں آپ کا شمار ہے، سادہ وضع، پُرانی روایات کے نمونہ ہیں۔

حضرت شاہ بغدادی قدس سرہٗ

عبداللہ نام نامی ہے، اور شاہ بغدادی عرف، بہ گیارہ واسطوں سے سلسلۂ نسب حضرت عبدالعزیز ابن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے، تذکرۂ کاملانِ رام پور میں ہے، کہ جب حضرت بغدادی بغدادِ مقدس سے دہلی تشریف فرما ہوئے تو حضرت مولانا فخر الدین محمد دہلوی، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، اور حضرت شاہ ظہور علی آبادانی نے آپ کی پالکی کو کاندھا دیا، حضرت مُلّا اخوند فقیر قدس سرہٗ نے بھی آپ کی پالکی کو کاندھا دیا تھا، حضرت بڑے زبردست صاحبِ تصرف تھے، جس شہر و مقام سے گذرتے، لوگ تعظیم و تکریم دیتے، رام پور تشریف لائے تو نواب محمد فیض اللہ نے شہر سے باہر جا کر استقبال کیا، اور پالکی اٹھائی، نواب صاحب نے "آغا پور" مصارف کے لئے پیش کیا، فتوحات کی کثرت تھی، جو آتا فقراء میں تقسیم فرما دیتے، ـــــ ایک نہایت عالیشان

مسجد تعمیر کرائی، مسجد کے متصل رہنے کے لئے حجرہ بنوایا، مسجد تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دن گھبرا کر باہر نکل آئے، حضرت کا تکیہ کلام "آنا بابا" تھا مزدوروں سے فرمایا، آنا بابا فوراً پاڑ سے اتر آؤ، اُن لوگوں کے اُترتے ہی مسجد منہدم ہو گئی، شنبہ کے دن ۱۴ محرم ۱۲۰۷ھ کو فوت ہوئے، مسجد کے سامنے مزار زیارت گاہِ خلائق ہے، پختہ گنبد بنا ہوا ہے، احاطہ درگاہ میں اکابر علماء و مشائخ دفن ہیں، حال ہی میں منشی عبدالمجید قریشی صاحب نے مزار شریف کی مرمت کرادی ہے اُنھیں کے زیرِ اہتمام عرس ہوتا ہے، فقیر راقم سطور قادری نسبت و تعلق کی بناء پر ہر جمعہ کی شب میں حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کے بعد آپ کو بجائے غوثِ اعظم تصور کر کے حسرت موہانی قادری کی منقبت ؏ دست گیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ

کی تکرار کرتا تھا ـــــ حضرت کے دو خُلفاء، مولانا میر امجد علی اور میر شمس الضحیٰ اکبر آباد آگرہ میں اور حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی اور مولانا شاہ نثار احمد بریلی میں تھے، لوحِ مزار پر ذیل کا کتبہ کندہ ہے ؏

دریغا! حسرتا! قطبِ معظّم — چراغِ دودمانِ غوثِ اعظم
گرامی گوہرِ دریائے پُر نور — کہ نامش سیّد عبداللہ مشہور
شنبہ دہ و چار از محرّم — بروں زد خیمہ از آفاقِ عالم
دریں غم با ہزاراں آہ و حسرت — طلب کردم زدل تاریخِ رحلت
بدل گفتا سروشِ رحمتِ حق — جناں را روحِ پاکش داد رونق ۱۲۰۷ھ

(سوانحِ غوثِ اعظم، تذکرۂ کاملانِ رام پور)

حضرت مولانا شاہ برہان الحق جبل پوری مدظلہٗ

حضرت مولانا شاہ عبدالسلام قادری رضوی جبل پوری قدس سرہٗ کے فرزندِ اکبر و جانشین ۱۳۱۰ھ سالِ ولادت باسعادت ہے، اصل نام نامی عبدالباقی ہے، "برہان الحق"، امام احمد رضا کا عطا کردہ خطاب ہے، جو اب نام کی حیثیت سے مشہور ہے، درسیات والد ماجد سے پڑھی

جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ میں ایک عظیم الشان جلسہ میں امام احمد رضا نے سندِ فراغت اور اجازت وخلافت عطا فرما کر دستار باندھی، رائے صائب اور فہمِ ثاقب آپ کا طرۂ کمال ہے جماعتِ اہل سنت کی وسعت وترقی کے سلسلہ میں آپ کی خدمات تاباں ودرخشندہ ہیں، آپ طبیبِ روحانی کے ساتھ طبیب جسمانی بھی ہیں، مدھیہ پردیش میں آپ کی ذات بابرکات قطب کی حیثیت رکھتی ہے، صاحب اوقات. جواد وسخی اور متورع ومتقی ہیں، مدظلہ العالی۔

حضرت مولانا بزرگ علی مارہروی قدس سرہٗ

حضرت مولانا بزرگ علی ابتدا میں بہت بدشوق تھے، پڑھنے لکھنے میں قطعی جی نہیں لگاتے تھے، جتنی زیادہ تاکید ہوتی، اُتنی ہی بے رغبتی دکھاتے، آپ کے والد حسن علی صاحب حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے مُرید تھے، ایک دن اِن کو لے کر مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کی بدشوقی کا ذکر کرکے دعا کی التجا پیش کی، حضرت نے فرمایا، تم بدشوق کہتے ہو حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ اپنے زمانے کا بڑا عالم ہوگا، اور دستارِ فضیلت باندھے گا حضرت کے یہ الفاظ مستجاب ہوئے، مولانا نے تمام مشاغل ترک کردیئے، ہر وقت پڑھنے اور مطالعۂ کتب میں مصروف رہنے لگے، ابتدائی درسیاتِ نظامی حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی سے پڑھی سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی سے حدیث کا دور کیا، آگرہ وکلکتہ کے مدارس میں برسوں درس دینے کے بعد علی گڑھ میں منصف کے عہدے پر فائز ہوئے، جامع مسجد میں محمد شاہی وزیر ثابت خاں کے قائم کردہ مدرسہ کا احیاء کیا، مفتی عنایت احمد صاحب نے یہیں پر آپ سے ریاضی پڑھی ۱۲۶۲ھ میں بمقام ٹونک راج انتقال ہوا۔

(برکات مارہرہ استاذ العلماء)

حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد بہاری ٹونکی

آبائی وطن موضع میر نگر ضلع پٹنہ صوبہ بہار، آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا حکیم سید دائم علی مرید وخلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی، والئ ریاست ٹونک کے استاذ، طبیب اور آخری وزیر اعظم تھے، حکیم برکات احمد ۱۲۸۰ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے، نانیہال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان پھلت ضلع مظفر نگر میں ہے، عربی کی درسیات ٹونک میں مولوی لطف علی ساکن دھنچوبہ ضلع پٹنہ سے حمد اللہ تک اور مولوی محمد حسن ٹونکی سے ہدایہ پڑھ کر، مجدد علوم عقلیہ حضرت شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق خیرآبادی قدس سرہٗ کی خدمت میں گیارہ برس رہے، اور علوم عقلیہ کی مکمل طور پر تکمیل کی، چند کتابیں علامہ ہدایت اللہ خاں استاذ العلماء، شاگرد رشید حضرت امام الحکماء مولانا فضل حق خیرآبادی سے پڑھیں، حدیث اپنے خالو قاضی محمد ایوب پھلتی سے پڑھی، شروع میں مدرسہ نیازیہ خیرآباد میں پرنسپل رہے، پھر والئ ٹونک کی فہمائش پر ٹونک آئے اور طبیب خاص کے عہدے پر مامور ہوئے، اس عہدہ کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ درس کی وہ شہرت ہوئی کہ نہ صرف ہندوستان کے طول وعرض کے تشنگانِ علوم، بلکہ کاشغر، بلخ، بخارا، سمرقند، کابل، تاشقند کے طلبہ کا ازدحام رہا کرتا تھا، جملہ علوم وفنون کے مسلّم استاذ یعنی استاذ الکل تھے، متقدمین کی کتابیں مثلاً شفا بو علی سینا، میر باقر افق المبین، محاکمات کا باقاعدہ درس پوری دنیائے اسلام میں صرف آپ کی درسگاہ میں ہوا کرتا تھا، دورِ طالب علمی میں رام پور کے کسی بزرگ سے بیعت ہوگئے تھے، آخر میں حضرت کمال اللہ شاہ عرف مچھلی شاہ صاحب حیدرآبادی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے —— تالیفات میں ترمذی شریف کی ضخیم شرح، مولانا بحر العلوم فرنگی محلی کی شرح منار فارسی کا عربی ترجمہ، (علم کلام میں) حمد اللہ کی وجود رابطی پر رسالہ وجود رابطی، دیانند سوامی کے فلسفیانہ اصول کی تردید میں بزبان اردو "صدقہ جاریہ فی رد آریہ"۔ حدوث زمان میں "اتفاق العرفان فی تحقیق ماہیۃ الزمان"، الصمصام القاضب المفتری علی اللہ الکاذب اور علم غیب اور امتناع النظیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رسائل لکھے، —— یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ میں بمقام ٹونک آپ کا انتقال ہوا، —— مولانا عبدالواسع صفا مرحوم پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے یہ

قطعہ تاریخ وفات کہا، جس کے اشعار اوصاف کے ترجمان ہیں ؎

وحید دہر، فرید زماں، محقق عصر   یگانہ کہ بہ علم و ہنر نداشت مثال
حکیم و فاضل و علامہ و طبیب و ادیب   محدث و متکلم، فقیہہ و صاحب حال
نظیر رازی و طوسی و رشک غزالی   عدیل شیخ رئیس و امام استدلال
رخش ز نور عبادت چوں نیر تاباں   دلش ز معرفت کردگار مالا مال
در اسم اوست پس و پیش احمد برکات   بہ ند جمع بداتش ہمہ صفات کمال
بغرۂ مہ اول ربیع، صرصر موت   نمود حیف، بہار حیات او پامال
قضا بہ خلد بریں برد، روح پاکش را   اجل کشاد، در وصل ایزد متعال
دلم ز فرط الم، می طپد چوں برق طپاں   ربود صبر و قرارم وفور رنج و ملال
صفا شنید پے رحلتش ز ملہم غیب   رہ گفت زیر زمیں مہر آسمان کمال

۱۳۴۷ھ
(معارف اعظم گڑھ، باغی ہندوستان)

حضرت مولانا مفتی بشیر الدین قادری رزاقی قدس سرہ

والد ماجد کا نام سید عبداللہ عرف ننھے میاں، تاج العراق حضرت سید عبدالرزاق خلف اکبر غوث الثقلین شیخ عبدالقادر حسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد امجاد سے تھے، محلہ غلزئی شاہ جہاں پور میں ولادت ہوئی، بعہد نواب احمد علی خاں رام پور جاکر مفتی شرف الدین رامپوری علیہ الرحمۃ سے درسیات پڑھی، مذہباً شافعی تھے، حضرت شاہ بشیر علی خلف سید شاہ غلام علی مالوی قادری رزاقی کے مرید ہوئے، ریاست رام پور میں مفتی عدالت و فوجداری تھے، ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے سرائے دروازہ کے باہر منا شاہ کے تکیہ میں دفن کئے گئے

(تذکرہ کاملان رامپور)

حضرت مولانا بشیر احمد علی گڑھی علیہ الرحمۃ

علی گڑھ کے سادات کرام سے تھے، علی گڑھ میں پیدا ہوئے، کتب درس نظامی کا درس

حضرت مفتی لطف اللہ صاحب سے لیا، حدیث کی کتابیں بھی مفتی صاحب سے تمام کیں، اور استاذ کی حیات ہی میں اُن کے مدرسہ میں درس دینے لگے تھے، ۱۳۴۳ھ/۲۱ء میں بریلی میں مدرسہ منظر اسلام میں صدر مدرس تھے، جامعہ شمس العلوم بدایوں میں بھی اسی منصب پر فائز رہے درس نظامی کے ماہر اساتذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، انتقال علی گڑھ میں ہوا، سال وفات باوجود کوشش اور متعدد خطوط لکھنے پر بھی معلوم نہ ہو سکا، ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین نے آپ سے مسلم شریف کا درس لیا۔

حضرت مولانا تحسین رضا خاں بریلوی مدظلہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے برادر خورد، مشہور شاعر مولانا حسن رضا بریلوی کے پوتے، مولانا حسنین رضا خاں کے صاحبزادے، خلیق و متواضع، خاندانی روایات کے علمبردار، مدرسہ مظہر اسلام اور مدرسہ منظر اسلام کے اساتذہ سے درسیات تمام کی، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء میں لائل پور پاکستان جامعہ مظہر اسلام میں حضرت شیخ الحدیث مولانا شاہ سردار احمد علیہ الرحمۃ سے صحاح ستہ کا دور کیا، حضرت استاذی مولانا مرزا محمد یوسف اُستاذ ادبیات عربی مدرسہ عالیہ رام پور سے ادبیات عربی کی تحصیل کی، الہ آباد بورڈ سے عالم فاضل کیا، اب حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی مدظلہ العالی کے قائم کردہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی میں اُستاذ حدیث اور نیک نام ہیں، متقی اور متورع ہیں، عمر تقریباً چالیس سال ہے۔

حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرہ

سال ولادت ۱۲۴۳ھ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ وطن، حافظ قرآن، ابتدائی فارسی عربی مولوی محمد شفیع علی پوری، مولوی عبدالوہاب سے پڑھی، مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی، مولانا مظہر سہارنپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے بھی کسب علوم کیا، پھر کانپور آکر مولانا محمد علی کانپوری مونگیری سے پڑھا، فقہ و حدیث و تفسیر کی کتابیں حضرت استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوری سے

تمام کرکے سند تکمیل حاصل کی، کان پور ہی سے اوّلیں زمانہ مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت گنج مراد آبادی نے اپنی ٹوپی اُتار کر آپ کو پہنادی، اور اپنا پس خوردہ پانی پینے کے لئے عنایت فرمایا، اور دعا دی، اوراد و وظائف کی اجازت دے کر رخصت فرمایا، نقشبندی بزرگ حضرت محبوب احمد شاہ فقیر محمد قدس سرہٗ سے مرید ہو کر، مجددی سلوک کی تکمیل کرکے صاحب عرفان و طریقت ہوئے، ___ صاحب معین الارواح حضرت شاہ خادم حسن اجمیری کی تحریر کے بموجب نو لاکھ مریدین آپ سے وابستہ تھے، آپ کی نظر عنایت انگریزی خواں طبقہ کی طرف زیادہ تھی، مریدین کو بڑی محبت و شفقت سے "یار" کہہ کر مخاطب فرماتے، چوالیس بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے، ہر سفر میں کثیر تعداد میں مریدین ہمراہ ہوتے، اہل عرب خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کی تکریم کرتے، بدمذہب و بدعقیدہ سے سخت بیزاری و نفرت کا اظہار فرماتے، ___ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں دجال قادیانی مرزا غلام احمد سیالکوٹ میں آپ کے مقابلہ میں آیا، اور سخت ذلیل و رسوا ہو کر بھاگا، ایک سو اٹھارہ برس کی عمر میں ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء شب جمعہ کو انتقال ہوا۔

(ماہنامہ پاسبان، الہ آباد، مجدد نمبر)

حضرت شاہ جعفر علی فریدی قدس سرہٗ

گورکھپور محلہ الٰہی باغ میں غدر سے پہلے پیدا ہوئے، حضرت شیخ الاصفیاء سید شاہ اشرف حسین کچھوچھوی اقدس سرہٗ (برادر بزرگ و پیر و مرشد حضرت قطب العالم شاہ علی حسین کچھوچھوی اشرفی میاں قدس سرہٗ) نے نام رکھا، اور فرمایا یہ لڑکا قطب ہوگا، نسباً شیخ فاروقی ہیں، نسلی رشتہ حضرت شیخ شہاب الدین کے واسطے سے شیخ الاسلام فریدالدین مسعود گنج شکر ..... قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے جامع مسجد نور گھپور، مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور، مدرسہ احمدیہ ملکی محلہ آرہ وغیرہ میں فارسی کی تعلیم پائی، شیخ المشائخ حافظ شاہ محمد فرید الدین جون پوری ثم آروی کے مرید ہوئے، حاضر خدمت سلوک کی تعلیم پائی، اور قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ کی تربیت حاصل کی، ہستی پور میں سکونت کی، مدرسی کی، اور تجارت کا مشغلہ کیا، تبلیغ اسلام میں بڑی جانفشانی کی، دور دراز کا سفر کیا

سیکڑوں کو مسلمان کیا، مسلمانوں کے گھروں سے بدعاتی رسم و رواج دور کیا، گاؤں گاؤں پھر کر رشد و ہدایت کی، بہتوں کو حلقہ بگوش قادریہ کیا، متوسلین میں مجاذیب بھی ہیں اور سالکین بھی، کئی اصحاب کشف و طریقت نے کہا، کہ مولوی شاہ جعفر علی فریدی علاقہ کھگڑیا و علاقہ سمری بختیارپور کے ہیں یہ ۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۵۷ھ شب جمعہ میں واصل بحق ہوئے، بعد نماز جمعہ خانقاہ قادریہ سریلہ ضلع سہرسا صوبہ بہار میں دفن کئے گئے، مولانا ضیاء القادری بدایونی نے یہ تاریخ کہی۔ ؎

شہ جعفر علی چوں کرد رحلت	ریاض علم دیں، شد آہ پامال
ضیا سوئے جناں آں شیخ چوں رفت	فقیہ الاعظم عالم بگو سال

۱۳۵۷ھ

(مرسلہ مولانا محمد ابراہیم ستی پوری)

مولانا محمد جمال الدین دربھنگوی

علاقہ مدھوبنی دربھنگہ، موضع حیات پور میں پیدا ہوئے، درس نظامیہ کی تکمیل مدرسہ مطلع العلوم بنارس میں کی، مولانا عبدالرحمن ساکن ناصری گنج ضلع آرہ کے مخصوص شاگرد تھے، مولانا عبدالرحمن ناصری گنجی مولانا عبدالعزیز بیامروہی کے شاگرد اور مولانا شاہ رضا علی نقشبندی قطب بنارس المتوفی ۱۳۱۲ھ کے مرید تھے، ___ مولانا جمال الدین حضرت مولانا شاہ عبدالکافی نازری الٰہ آبادی کے مرید تھے، عمر کا زیادہ حصہ مدھوبنی میں گذارا، اوّلاً مدرسہ احمدیہ مدھوبنی کی بنا ڈالی اور اس میں مدرس اوّل ہوئے، بعدہٗ مدھوبنی ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی ہوئے، وہاں سے سبکدوشی پر مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مدرسی کی، ۲۷ر اگست ۱۹۲۹ء کو بمقام مدھوبنی بعمر ساٹھ سال فوت ہوئے، ذہین، صاحب تصانیف، مناظر، مدرس، عالم تھے

(مرسلہ مولانا محمد ابراہیم فریدی)

حضرت مولانا جمال الدین فرنگی محلی قدس سرہٗ

حضرت مولانا جمال الدین ملک العلماء ملا علاء الدین بن ملا شیخ انوار الحق کے صاحبزادے اور حضرت بحر العلوم کے نواسے، اپنے آبائی مکان فرنگی محل میں پیدا ہوئے، اپنے چچا حضرت

مولانا نور الحق سے کتب درسیہ کی تحصیل کی، اس کے بعد آپ کرناٹک صوبہ مدراس چلے گئے یہاں آپ کے والد مدرسہ کلاں میں صدر مدرس تھے، اس سے پہلے آپ کے ماموں نائب صدر مدرس تھے۔ والد کے انتقال ۱۲۲۲ھ کے بعد بھی آپ کرناٹک میں مقیم رہے، اور نیک نام و صاحب جاہ و ثروت رہے، آپ نے ان دیار میں ردِّ وہابیت کا مجاہدہ عظیم فرمایا، مولوی محمد علی رام پوری خلیفہ سید احمد رائے بریلوی نے یہاں بہت سے مرید کر لئے تھے، آپ نے مسئلہ شفاعت پر مولوی محمد علی سے مناظرہ کیا، اور مجبور کیا کہ تقویۃ الایمان کی قابل اعتراض عبارتوں سے اپنی برأت کا اظہار کریں، مولوی محمد علی رام پوری نے مسجد والاجاہی میں بعد نماز جمعہ تحریری برأت نامہ پیش کیا، جو حاضرین کو سنایا گیا، مگر اس مجمل برأت نامے سے آپ مطمئن نہ ہوئے مولوی محمد علی رام پوری نے دوسرا برأت نامہ پیش کیا، مگر ایک طرف برأت نامہ پیش کیا اور دوسری طرف ایسی تقریریں کرتے جس سے مولوی اسمٰعیل و سید احمد کی تعریف و توصیف بھی ظاہر ہوتی، آپ نے ان کی حرکتوں کے پیش نظر ایک فتویٰ مرتب فرمایا، اور علماء سے دستخط کرا کے ان کے قتل کے حکم شرعی کا اعلان کر دیا، نواب ارکاٹ کو قتل کا اختیار نہ تھا، اس لئے مدراس کے چیف مجسٹریٹ نے مولوی محمد علی کو بحری جہاز کے ذریعہ کلکتہ روانہ کر دیا، مولوی محمد علی کے چلے جانے کے بعد آپ نے ان کے ایک ایک مرید سے فرداً فرداً مسجد والاجاہی میں توبہ کرائی، نواب محمد علی والاجاہی والیٔ ارکاٹ المتوفی ۱۲۱۰ھ کی بیوہ بھی ان سے مرید تھیں، ان سے بھی توبہ کرائی ـــــ مولف نزہۃ الخواطر نے آپ کے ذکر میں لکھا ہے،

ثم رحل الی مدراس و ولی التدریس فی المدرسۃ الوالاجاھیۃ مقام والدہ ونال منزلۃ ابیہ. ـــ پھر انھوں نے مدراس کا سفر کیا، اور مدرسہ والاجاہی میں مدرس ہوئے، اور اپنے والد کا مقام پایا اور ان کے جانشین ہوئے۔

اس کے بعد مولف نے آپ کے اس جہاد پر اعتراض کئے ہیں، اور گالیاں دی ہیں، آپ اپنے والد کے مرید تھے، اور انہیں سے اجازت و خلافت بھی پائی تھی، گیروے رنگ کی چادر اور

عمامہ استعمال کرتے تھے، ۱۲۷۶ھ ۸ ربیع الثانی کو انتقال ہوا، اور ارکاٹ میں ہی سپرد خاک کئے گئے۔ مولانا عبد الباری آپ کے فرزند مولانا عبد الرزاق کے پوتے تھے، (نزہۃ الخواطر)

حضرت مولانا حسن بخش مفتی خیر آباد

حضرت مولانا حافظ سید نبی بخش خیر آبادی کے صاحبزادے ہیں، نسبی علاقہ حضرت حاجی صفت اللہ[1] محدث خیر آبادی سے وابستہ ہے، حافظ قرآن پاک تھے، والد ماجد کے زیر تربیت رہ کر کتب درسیہ کی تکمیل کی، فقہ سے خاص دلچسپی تھی، بکثرت جزئیات فقہ از بر تھیں، اس کے باوجود مسائل کے استفتاء پر بتقاضائے احتیاط مراجعت کتب کر لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ سیتاپور کے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی، آپ نے سرسری طور پر جواب دے دیا، وہ چلے گئے، شب میں جب غور کیا تو غلطی نظر آئی، اسی وقت پاپیادہ سیتاپور کے لئے روانہ ہو گئے، نصف شب کے

[1] حاجی صفت اللہ محدث علیہ الرحمۃ اجل و مشاہیر علماء و مشائخ سے تھے، ملا قطب الدین شمس آبادی المتوفی ۱۱۲۱ھ کے شاگرد تھے، اور مشہور بزرگ حاجی عبد اللہ کے مرید، درس و تدریس سے خاص شغف تھا، ۱۱۳۳ھ میں حج و زیارت کے لئے گئے، شیخ محمد طاہر محدث سے سند حدیث حاصل کی، وہاں بھی درس و تدریس میں معروف رہے، تین حج کر کے وطن واپس آئے، اور درس میں مشغول ہوئے، ۱۸ ذی قعدہ ۱۱۵۵ھ بروز پنجشنبہ اسی برس کی عمر میں وفات پائی، ملا نظام الدین بانی درس نظامیہ آپ کے استاذ کے استاذ زادے اور آپ کے معاصر اور مشہور عالم تھے، کسی نے "ملا نظام الدین" مادہ تاریخ کہا ہے ۱۱۳۲ھ میں جب آپ حضرت علامہ میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ کی ملاقات کے لئے بلگرام گئے تھے، اس وقت حضرت میر آزاد بلگرامی آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے، انھوں نے یہ قطعہ تاریخ کہا،

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود — عالم عامل والا مرتبت
خامۂ فکرت من تاریخش — زد رقم ـ صفت اللہ جنت
۱۱۵۶ھ

(مآثر الکرام)

قریب پہونچ کر اہل خانہ کو جگایا، اور رسلکی صحیح صورت سے آگاہ کیا، ـــ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے، زمیندار ہونے کے باوجود بہت متواضع وخاکسار تھے، تعلقات غرباء اور سادہ مزاج لوگوں سے رکھتے تھے، تکلف وتصنع سے متنفر اور خلوت نشین تھے، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ دوبار آپ کی ملاقات کو پہونچے، ۲۱ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، قبر حضرت حاجی صفت اللہ محدث کے حظیرے میں ہے (رحمۃ اللہ علیہما)

(خیرآباد کی ایک جھلک)

حضرت مولانا حافظ بخش مفتی بدایوں

آنولہ ضلع بریلی وطن، وہیں ۱۲۶۵ھ میں ولادت ہوئی، اپنے نانا قاری امام بخش سے حفظ قرآن پاک کیا، اور ابتدائی درسیات پڑھی، ۱۲۸۴ھ میں مدرسہ قادریہ میں داخل ہو کر حضرت سیف اللہ المسلول معین الحق شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی، حضرت استاذ الاساتذہ مولانا شاہ نور احمد قدس اللہ اسرارہم سے پڑھ کر ۱۲۹۵ھ میں سند فراغ پائی، بعدہٗ کچھ دنوں مدرسہ قادریہ میں درس دیا، پھر مدرسہ محمدیہ چودھری گنج سے متعلق ہوگئے، پوری زندگی علم دین کی اشاعت اور مذہب اہل سنت کی تبلیغ میں گذری، جزئیات فقہ بکثرت یاد تھے، بدایوں کے مفتی تھے، حضرت تاج الفحول کے ارشد تلامذہ میں شمار تھا، دو مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے، ۳ رجمادی الاخریٰ ۱۳۲۹ھ بوقت گیارہ بجے دن انتقال ہوا، مدفن درگاہ قادری میں ہے، حضرت مولانا قدیر بخش المتوفی ۱۳۱۹ھ مفتی حال بدایوں و مولانا عبد الماجد شہید آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ـــ مولوی عبد الغفور صاحب آنولوی مرحوم نے یہ تاریخ کہی تھی

منبع عرفاں معدن ایماں عالم وفاضل نیک خصال
سال فنا تاریخ شہادت "گفت بصد اندوہ وملال"

(تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

حضرت مجدد الملۃ مولانا احمد رضا بریلوی کے چھوٹے بھائی، نام نامی حسن رضا، ۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ

سال پیدائش، قدوۃ العلماء مولانا رضا علی کو اُن کی ولادت کی خبر دی گئی، انھوں نے فرمایا "یہ میرا بیٹا مست ہوگا"، تعلیم والد اور برادر اکبر سے پائی، شعر گوئی میں خاص ملکہ تھا، فصیح الملک داغ دہلوی سے عشقیہ شاعری میں مشورۂ سخن کرتے تھے، نعت گوئی میں خاص الفت تھا، قواعد شرعی کا پورا التزام کرتے تھے، نعتیہ کلام کا مجموعہ "ذوق نعت"، کے نام سے چھپ کر شائع ہوچکا ہے، نام تاریخی ہے، ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ سال وفات ہے۔

حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن کانپوری قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ محمد عادل کانپوری کے بڑے صاحبزادے، ۱۲۹۲ھ میں محلہ تاج گھر کانپور میں پیدا ہوئے، قرآن پاک پڑھنے کے بعد والد ماجد سے فارسی اور عربی درس نظامی متوسط کتابوں تک پڑھی، ان کی رحلت کے بعد باقی ماندہ کتب کی تکمیل اور صحاح ستہ کا دورہ حضرت مولانا قاضی عبد الرزاق کانپوری سے کیا، ۱۳۲۶ھ میں دستار بندی ہوئی، اور سند فراغ مرحمت ہوئی، حضرت مولانا شاہ سراج الحق محمد عمر دہلوی سے مرید ہو کر سلوک طے کیا، اور خلیفہ ہوئے، اخلاق حسنہ سے متصف، اور خندہ رو، اور دوست آشنا تھے، ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ میں انتقال کیا، قبر والد ماجد کے پہلو میں ہے۔

حضرت مولانا حکیم حبیب علی علوی کاکوروی قدس سرہٗ

کاکوری وطن، حکیم مشتاق علی کے بیٹے، ۵ رجمادی الاخریٰ بروز چہارشنبہ ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے، مولانا مفتی عنایت احمد، مولانا مفتی لطف اللہ علی گڈھی، مولانا شاہ علی اکبر کاکوروی سے درسیات پڑھی، ۱۷ ربرس کی عمر میں درسیات تمام کر کے سند فضیلت حاصل کی، طب والد سے پڑھی درس بھی دیا، مولانا شاہ حیدر علی کاکوروی کے مرید وخلیفہ تھے، مین پوری اور اٹاوہ میں وکالت اور مطب کرتے تھے، ۶۴ برس کی عمر میں بمرض فالج بروز سہ شنبہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ کو وصال ہوا، بادشاہ قلی کے باغ میں دفن ہوئے، فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا مجدد مأتہ حاضرہ نے یہ

تاریخ وفات کہی۔

مرحب، حبیب اللہ بعلو شمس ھدیٰ — حبیب ھدیٰ بالحبیب علی
حبیب بعد کان خادم منتہ — وخادم بدعاتہ وذاتہ جلی
حبیب لبیب بالذکاء ذکی — سمی منی بالسناء بھی
یقول امتی فی عام حلتہ الرضا — حبیب علی فی الوکلاء لرضی
۱۳ ھ ۳۰

مجلس ندوۃ العلماء کے رکن خاص تھے، علماء بدایوں و بریلی وغیرہ کی علیحدگی کے بعد آپ نے بھی حمایت حق کی خاطر کنارہ کشی کرلی تھی ـــــ تصانیف میں "سیف المسلول علی من یمانع القیام المولد الرسول" اور "جائزہ سبحات تحیات" مشہور ہیں، حبیب تخلص تھا، اٹاوہ و مین پوری میں احکام شریعت کی پابندی اُن کی ذات سے بہت ہوئی، آپ کے سات بیٹے تھے، مولانا حکیم وصی علی اٹاوہ میں مقیم تھے، حکیم رضی علی، حکیم سمی علی، حکیم الطاف علی، حکیم بشیر علی، حکیم محمد احمد افتخار آباد کانپور میں مطب تھا، مکرم احمد صاحب درد کاکوروی مشہور شاعر تھے۔

(تذکرہ مشاہیر کاکوری)

حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ

فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے، محمد نام معروف بہ حامد رضا، حجۃ الاسلام خطاب، ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے، درسیات تمام و کمال والد ماجد سے پڑھی، تفسیر و حدیث کا درس خاص طور پر مشہور تھا، تفسیر بیضاوی کے درس میں خصوصی توجہ تھی علم و عمل میں باکمال والد ماجد کے جانشین، عربی نظم و نثر میں منفرد اسلوب رکھتے تھے، حُسن ظاہری میں بھی منفرد تھے، طبیعت بہت مرنجاں مرنج پائی تھی، تلامذہ، مریدین اور ناداروں کی دستگیری آپ کا شیوہ تھا، ۱۳۵۱ھ میں اجمیر شریف کی واپسی میں راقم سطور کے والد ماجد و پیر و مرشد حضرت برہان الاصفیاء بدر الکاملین مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین مدظلہ العالی امین شریعت صوبہ بہار، نے تفسیر بیضاوی کا آپ سے درس لیا، آپ اُن تمام خوبیوں کے جامع تھے جو ایک مجدد کے جانشین میں ہونی چاہئیں تھیں، آپ

مرید و خلیفہ حضرت مخدوم شاہ ابو الحسن احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ کے تھے، والد ماجد سے بھی خلافت و اجازت تھی، ستر برس کی عمر میں وفات ہوئی ـــــ آپ کی وفات پر عالم باعمل، مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی سمستی پوری (صدر اساتذہ مدرسہ شمس العلوم بدایوں، شیخ الارشاد خانقاہِ قادریہ سرتیلہ سہرسا صوبہ بہار قائم شدہ ۱۳۱۱ھ) نے نظم وفات فارسی میں تصنیف کی تھی، جس کے اشعار میں سال ولادت، سال وفات، صوری و معنوی ہجری، تاریخ مادہ وفات اور محاسن مذکور ہیں، نظم میں گیارہ اشعار ہیں، مقطع کا آخری مصرعہ بھی سال وفات کا ترجمان ہے

وے ز بزمِ جہاں، رفت بہ بزمِ جناں — مفتیٔ دینِ متیں مولوی حامد رضا
صاحب زہد و ورع، عالمِ با اتقاء — ہمسرِ اہلِ دیں، ہادیٔ راہِ خدا
عابدِ شب زندہ دار، صوفیِ صافی نفس — رہبرِ راہِ سلوک، صاحبِ رشد و ہدا
بر سرِ عرشِ ہدیٰ ماہِ شرف ذاتِ اُو — نجمِ صداقت بہ مطلعِ صدق و صفا
داغِ فراقِ رضا، باز بدل تازہ شد — وارثِ فضلِ رضا، رفتہ بہ قربِ رضا
مرگِ کزیں عالمے، مرگِ جہاں ہم بودؔ — ماتمِ اُو ماتمِ دہر بود بہ ملا
غیرِ رضا بالقضا، چارۂ دل ہیچ نیست — شیوۂ ایماں بودؔ صبر دمِ ابتلا
بلکہ تبر بردہ بود عمرِ بخیر العمل — رحمتِ رب بہرہ اش ساختہ خیر الجزا
[۱] اسم محمد شدہ عہدِ ولادت، مگر — سیزدہ صد شصت و دو دیدہ گزیں آں سرا
۱۲۹۲ھ — ۱۳۶۲ھ
شب بہ زمرہ تجلیں، سیزدہ ہم آمدہ (جمادی الاولیٰ ـــ ۱۸) — چوں رضا سے مکاں رفتہ بدارِ لقا
۴۳ — ۶ ۱۹
[۲] کلکِ فریدی نوشت از پئے سالِ وصال
[۳] بینِ جناں آمدہ مولوی حامد رضا
۱۳ ھ ۶۲

[۱] نویں شعر کے پہلے مصرعہ میں سال ولادت (۱۲۹۲ھ) اور دوسرے مصرعہ میں سال وفات ۱۳۶۲ھ صورۃً و معناً ہیں ـــ [۲] دسویں شعر کے دو مصرعے اعداد سالِ وفات سن عیسوی بتلا رہے ہیں نیز اس کا پہلا مصرعہ تاریخ وفات ۱۷ جمادی الاولیٰ کی رہنمائی صورۃً کر رہا ہے ـــ [۳] مصرعہ سال وصال سن ہجری کی ہے

حضرت پیر و مرشد برہان الاصفیاء مولانا شاہ رفاقت حسین دامت برکاتہم حضرت مجمع الفضائل مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری دھام نگری حضرت مولانا شاہ حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمۃ حضرت مخدوم مولانا شاہ ابراہیم رضا جیلانی میاں خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا قدس سرہما آپ کے نامور خلفاء ہیں، آپ کا سلسلہ ثانی الذکر اور صاحبزادوں سے خوب پھیلا۔

حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی قدس سرہٗ

جائے ولادت لکھنؤ، "سگ درگہ بغداد"، اپنی تاریخ ولادت فرماتے، یہیں تربیت اور نشو و نما پائی، حضرت مولانا سید شاہ عین القضاۃ لکھنوی کے مشہور مدرسہ فرقانیہ کے اساتذہ سے حفظ کیا اور تجوید کی سند حاصل کی، آپ کے والد نواب علی خاں حضرت مولانا شاہ ہدایت الرسول کے مرید تھے، والد نے پیر و مرشد کے حکم کے بموجب تحصیل علم کے لئے بریلی مدرسہ منظر اسلام میں بھیجا حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی و حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منظفر نگری صدر المدرسین و اساتذۂ مدرسہ منظر اسلام سے درسیات پڑھی، شعبان ۱۳۴۰ھ کے جلسۂ دستار بندی میں علماء و فضلاء کی موجودگی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قادری نے دستار باندھی، اور سند اجازت مرحمت فرمائی، آپ کو علم کلام سے شغف تھا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأتہ حاضرہ کی حیات ظاہری میں نینی تال کے ایک مناظرے میں مولوی یٰسین خام مری کو شرمناک شکست دی، فتح کے بعد بریلی پہونچے تو اعلیٰ حضرت نے خوش ہو کر دستار عنایت کی، اور غیظ المنافقین - اور [illegible] الحق خطاب دیا، آپ کا نام نامی رد وہابیہ دیوبندیہ میں بہت مشہور ہے۔ .... بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے، اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرنے میں مطلق تاخیر نہ فرماتے، حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف تھے، بریلی پہونچنے سے پہلے فرنگی محل میں حضرت صدر الشریعہ استاذ الہند مولانا شاہ امجد علی اعظمی سے مرید ہوئے، شعر بھی عمدہ کہتے تھے، چند نعت مبارکہ یادگار ہیں، کانپور بھی

گونڈہ، بستی وغیرہ میں آپ کے کافی مریدین ہیں، دو سال صاحب فراش رہ کر [illegible] ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں عالم بقاء کو کوچ فرمایا، مرقد پیلی بھیت میں ہے، حضرت مولانا مشاہد رضا خاں فرزند اکبر دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے فارغ التحصیل ہیں، اور اب کے قدم بقدم ہیں، مولانا مشہود رضا فرزند اصغر بھی دار العلوم اشرفیہ کے سند یافتہ ہیں، مرتب اوراق پر بہت شفیق تھے، ــــ شیر بیشۂ اہل سنت کے لقب سے شہرت تھی۔

حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن دھام نگری مدظلہٗ العالی

قصبہ دھام نگر، ضلع بالیسر صوبہ اڑیسہ وطن، اور نامی گرامی رئیس، نسبی علاقہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، والد ماجد نے انگریزی تعلیم کے لئے اسکول بھیجا، مگر چند دنوں بعد آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا، حضرت مولانا شاہ ظہور حسام مانک پوری الہ آباد سے بلا کر آپ کی عربی تعلیم پر مامور کئے گئے۔ بعدہ حضرت مولانا شاہ عبد الکافی الہ آبادی کے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد آئے، اور حضرت مولانا کے علاوہ دیگر اساتذہ سے کسب علوم کیا، حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ کی شہرت علمی سن کر اجمیر شریف حاضر ہوئے، اور شریک درس ہو کر ان سے اخذ علوم کیا، اجمیر شریف سے مرادآباد پہونچے، اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مرادآبادی علیہ الرحمۃ سے چند کتب معقولات اور طب کا درس لیا، بیعت و اجازت حضرت مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا بریلوی سے بھی خلافت ہے۔ ایک عرصہ تک مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے صدر مدرس رہے، بعدہ مجاہدہ تبلیغ اختیار فرمایا، آپ پر اللہ کا خصوصی فضل ہے کہ امارت و علم دونوں میں نامور ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر ان متقدمین اولیاء اللہ کی یاد تازہ ہوتی ہے جنھوں نے ترک امارت کر کے فقر و عرفان اختیار کیا، دو مرتبہ حرمین طیبین کی زیارت کر چکے ہیں، عمر تقریباً اسّی برس ہے، اکابر علمائے اہلسنت

میں آپ کا خاص مقام و مرتبہ ہے۔ علامہ نظام الدین الہ آبادی آپ کے شاگرد کا وفورِ علم آپ کی اعلیٰ علم پر دال ہے۔

حضرت مولانا سید حسن شاہ رام پوری علیہ الرحمۃ

رام پور کے ساکن، محلہ زینت عنایت خاں کے نیچے مسجد سے اتر کر اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے، حضرت مخدوم سید جلال بخاری سے نسبی تعلق رکھتے تھے، حضرت مولانا شرف الدین مفتی رام پور، مولانا غفر اللہ صاحب ولایتی، مولانا مفتی سعد اللہ سے درسیات پڑھی، چھ برس مراد آباد میں رہ کر مولانا عالم علی محدث سے صحاح ستہ کا دور کیا، مولانا غلام جیلانی لاس پوری کے مرید تھے، حضرت شاہ احمد سعید مجددی اور ان کے بھائیوں سے مجددی سلوک طے کیا، نامور عالم و محدث تھے ۱۳۱۲ھ شب پنجشنبہ ۲۲ صفر کو انتقال ہوا، حضرت سید عبد اللہ بغدادی قدس سرہ کی درگاہ میں چبوترہ پر جمعہ کے دن دفن ہوئے مولانا محمد شاہ رام پوری آپ کے نامور صاحبزادے تھے، جن کا ذکر آگے آئے گا۔

(تذکرہ کاملانِ رام پور)

حضرت مولانا حبیب اللہ بھاگلپوری مدظلہ

ضلع بھاگلپور صوبہ بہار میں ولادت ہوئی، درسیات کی تکمیل جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے اساتذہ حضرت مولانا محمد عمر نعیمی وغیرہ سے کی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین علیہ الرحمۃ سے کسبِ علوم کیا، اور فخر العارفین حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف سجادہ نشین کچھوچھہ شریف سے مرید ہوئے، تدریس کی ابتداء جامعہ نعیمیہ سے کی، اب اس کے صدر مدرس، مفتی اور روحِ رواں ہیں، ابلاغِ نظر، تبحرِ علم میں اپنے معاصرین میں خاص مقام پایا ہے، کثرت سے جزئیاتِ فقہ ازبر ہیں، عمر ۵۵ اور ۶۰ کے درمیان ہے

حضرت مولانا شاہ حامد اشرف کچھوچھوی مدظلہ

شیخ المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں سرکار کچھوچھہ شریف کے فرزند اصغر قدوۃ الاصفیا حضرت مولانا سید شاہ مصطفٰے اشرف مدظلہ العالی کے چھوٹے بیٹے، علوم اسلامیہ کے فاضل، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے اساتذہ سے تکمیل درسیات کی، دس برس تک وہیں درس دیا، تین سال ہوئے کہ

بمبئی کے دار العلوم اہل سنت کے صدر مدرس کی حیثیت سے بمبئی رونق افروز ہیں، والد ماجد سے بیعت و اجازت حاصل ہے، اوصاف میں اپنے بزرگوں کے مظہرِ کامل ہیں، درس کے علاوہ اوقات طاعات و عبادات سے معمور رہتے ہیں، متواضع، خلیق، ہمدردِ خلائق ہیں، خداوند قدوس آپ کا سایہ تا دیر قائم رکھے، آمین۔

حضرت مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمۃ

ضلع پرتاب گڑھ وطن، وہیں پیدا ہوئے، مدرسہ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ مولانا نور حسین رام پوری مولانا رحم الٰہی منگلوری سے درسیات پڑھ کر ۱۳۳۰ھ میں سندِ تکمیل حاصل کی، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے دورِ طالب علمی ہی میں مرید ہو گئے تھے، فراغت کے بعد تجارت کو مشغلہ بنایا، کمبل کے کاروبار کے سلسلہ میں ۱۹۲۲ء میں رائے پور گئے، گاؤں گاؤں پھر کر تجارت کے ساتھ تبلیغی فریضہ انجام دینے لگے، اسی سنہ میں بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے، دو سال بعد رہائی پائی، رائے پور میں تعلیم کے فروغ اور اشاعت مذہبِ اہلِ سنت کے لئے کرایہ کے مکان میں مسلم یتیم خانہ قائم کیا، آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے، ہندو شاستری کے ساتھ جیل کی رفاقت رہی، سیاسی بصیرت بہت بہتر تھی، بیعت بھی لیتے تھے، ۲۶ محرم ۱۳۹۸ھ کی صبح کو چار بجے وفات ہوئی، مزار رائے پور میں ہے۔

حضرت مولانا شاہ خیر الدین دہلوی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ خیر الدین مولانا محمد ہادی کے فرزند ارجمند تھے ۱۸۳۱ء میں دہلی میں ولادت ہوئی، والدین کا بچپن میں انتقال ہو گیا، اس لئے نانا کی پرورش میں بڑے ہو کر والد کے استاذ مولانا مفتی صدر الدین، مولانا فضل امام خیر آبادی سے علوم کی تکمیل کی، حدیث حضرت شاہ یعقوب سے پڑھی، ۱۸۳۹ء میں درسیات سے فراغت پائی، بعد نماز جمعہ دستار بندی کا جلسہ ہوا، مولانا مفتی صدر الدین نے پگڑی باندھی اور شاہ عبد الغنی دہلوی نے مسندِ درس پر بٹھایا، اور آپ نے طلبہ

کی ایک جماعت کو جماعت علماء کی موجودگی میں ہدایہ اور بخاری کا درس دیا۔

سنہ ۱۸۵۱ء میں اپنے نانا کے ہمراہ ہجرت کرکے مکہ معظمہ چلے گئے تھے، سنہ ۱۸۶۳ء میں شیخ محمد طاہر الکردی المدنی کی بھانجی کے ساتھ عقد کیا، اور محلہ قدوہ میں زمین لے کر مکان تعمیر کیا اور مقیم ہو گئے، حرم پاک میں آپ کا وعظ ہوا کرتا تھا، آپ سے پہلے یہاں پر وعظ کا کسی ہندوستانی عالم کو شرف نہیں حاصل ہوا تھا، شیخ الاسلام احمد زینی دحلان تلمیذ مولانا شیخ محمد طاہر الکردی کے ہمراہ قسطنطنیہ گئے، وہاں دو سال قیام رہا، ترکی زبان کی تحصیل کا شوق ہوا، ایک سال قونیہ میں قیام کیا، اس کے بعد ایک برس مصر میں رہ کر مکہ مکرمہ واپس آئے، کچھ عرصہ کے لئے بمبئی آئے، یہیں سے بغداد مقدس کا سفر کیا، اس زمانہ میں سیدنا عبد الرحمٰن قدس سرہ نقیب الاشراف تھے، اُن کے مہمان ہوئے، نقیب الاشراف، آلوسی زادہ صاحب تفسیر روح المعانی کے شاگرد تھے، اور غایت درجہ ان کے مداح تھے، تفسیر کا مسودہ مولانا کو دکھایا گیا، آپ نے کمال حق گوئی دکھائی، مطالعہ کے بعد صاف کہدیا کہ اس سے اعتزال کی بو آتی ہے نقیب الاشراف اور ان جیسے دوسرے شاگردوں پر یہ بات بہت گراں گذری، آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نکال کر دکھایا، کہ علامہ آلوسی زادہ نے وجود خضر سے انکار کیا ہے، اور ان کے تمام استدلال معتزلہ کے دلائل و براہین سے ماخوذ ہیں، اس کے علاوہ دیگر گیارہ مقامات دکھائے، نقیب الاشراف وغیرہ آپ کے اعتراضات سے متفق ہو گئے، اور خواہش کی کہ آپ ان استدراکات کو قلم بند فرما دیں، یہ استدراکات روح المعانی کے آخر میں آپ کے نام کی صراحت کے ساتھ مطبوعہ نسخے میں شامل ہیں، چھ ماہ قیام کے بعد بمبئی واپس آئے، اور کچھ دنوں بعد پھر مکہ مکرمہ چلے گئے، ایک حادثہ میں آپ کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی، علاج کے لئے اہل و عیال کے ساتھ کلکتہ آئے، علاج و معالجہ کے بعد بالکل آرام ہو گیا، لیکن ہلکا سا لنگ رہ گیا، حُسن تقریر میں یکتا و منفرد تھے، قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام شیخ موسیٰ عبدالحق نے قسطنطنیہ کے سفر میں آپ کے حُسن تقریر کی داد دی تھی، کلکتہ میں، جس جگہ اب مسجد ناخدا ہے اس جگہ پر ایک چھوٹی سی مسجد تھی، آپ اپنے مرید حاجی واحد نا کے ہمراہ بعد عشاء اسی مسجد میں بیٹھے بطور وعظ کچھ فرما رہے تھے، تھوڑی دیر کے بعد ایک ہلچل ہوئی، باہر ایک جم غفیر تھا جو اندر

آنا چاہتا تھا، ختم مجلس کے بعد حضرت نے بہت افسوس کے ساتھ فرمایا، اتنے بڑے شہر میں جہاں بڑے بڑے مالدار بستے ہیں مگر ایک مسجد بھی ایسی نہیں جس میں خدا کے بندے جمع ہو کر خدا کا ذکر سن سکیں، دوسرے دن حاجی واحد نا نے عرض کیا، کہ آپ دعا فرمائیں، میں اسی جگہ ایسی عالیشان مسجد تعمیر کر دوں جس میں ہزاروں بندگان خدا بیٹھ کر آپ کا وعظ سن سکیں، مسجد کی تعمیر کے بعد پہلا جمعہ نہایت ہی عظیم مجمع کے ساتھ ادا کیا گیا، اور بعد جمعہ آپ کا وعظ ہوا، مولانا احمد علی سہارن پوری محشی بخاری و مسلم اپنے پریس کا سامان خریدنے کلکتہ پہونچے، ختم مجلس کے بعد مولانا سے ملے، اور کہا، میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا مؤثر وعظ کبھی نہیں سُنا، اُن کا وعظ مرتب کتاب ہوتی تھی، بڑی بڑی دُور سے کئی کئی دن کا پیدل سفر کرکے لوگ اُن کا وعظ سننے آتے تھے، اُن کی مجالس وعظ دلوں میں تقویٰ و خشیت پیدا کرتی تھی، سامعین پر گریہ طاری ہو جاتا تھا، کتنے ہی نفوس نے وعظ کی مجلس میں روتے روتے ان کے قدموں پر جان دیدی،

بمبئی میں شیعہ جماعت کے سربراہ عبد العلی خاں انسپکٹر پولس کا واقعہ اور اس کے مقابلہ میں آپ کی بے خوفی، آپ کی صداقت و بزرگی پر شاہد عدل ہے، اسی سفر (سنہ ۱۹۰۲ء) میں بمبئی میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو اب مسجد خیر الدین کے نام سے مشہور ہے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ کی ملاقات کے لئے کلکتہ گئے تھے، عربی اور فارسی میں کلام بھی موزوں فرماتے تھے خیوری تخلص تھا، درجنوں کتابوں کے مصنف تھے، ردِ وہابیہ میں علامہ سید احمد دحلان کی خواہش پر دس جلدوں میں ایک کتاب لکھی، دو جلدیں سرکاری پریس "مطبع میری" میں چھپی تھیں، باقی کا مسودہ مولوی ابو الکلام آزاد چھوٹے لڑکے کے پاس تھا،

تقریباً دو ہفتہ بیمار رہ کر بروز شنبہ ۱۷ رجب سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۸ء کو ۷۷ سال کی عمر میں دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا، ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی، مانک تلہ قبرستان میں مزار شریف ہے، تاریخ وفات یہ ہے ؎

زہے اکرم زماں! مولوی خیر الدین — فقیہ زماں، اہل جوش و خروش
سن فوت چوں خواستم از خرد — خرد: "فضائل پناہ اہل ہوش"
۱۳ ۲۶

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن رامپوری علیہ الرحمۃ

والد کا نام ملا محمد عرفان، رام پور میں پیدا ہوئے، مولانا غلام جیلانی رفعت سے درسیات پڑھی ریاضی، طب، ادب، فقہ سے خاص مناسبت تھی، امیر خاں والئ ٹونک کے آخر زمانے میں ٹونک گئے مولوی حیدر علی مشہور غیر مقلد سے اکثر مباحثے رہتے، مولوی حیدر علی کو ریاست کی سرپرستی حاصل تھی، واپس رام پور آئے پھر بعدہٗ جاورہ تشریف لے گئے، وہیں انتقال ہوگیا، حضرت مولانا رضا علی بریلوی شاگردوں میں تھے۔ (تذکرہ کاملان رام پور، تذکرہ علمائے ٹونک)

حضرت مولانا سید دیانت حسین دربھنگوی علیہ الرحمۃ

شہر دربھنگہ سے دور، اتر پچھم جانب کورتولی بھیورہ دو بستیاں ہیں، جو ایک ساتھ بولی جاتی ہیں، صاحب ترجمہ بھیورہ کے ساکن تھے۔ اپنی بستی کے قریب دیجوار میں فارسی عربی پڑھی، مدرسہ عالیہ رام پور سے علوم متعارفہ کی تکمیل کی، مولوی محمد طیب عرب المتوفی ۱۳۳۳ھ، مولانا فضل حق رامپوری المتوفی ۱۹۳۰ء نامور اساتذہ کی شاگردی میں کئی سال رہے، مولوی محمد شاہ محدث رام پوری المتوفی ۱۳۲۰ھ سے حدیث پاک پڑھی، مدرسہ شمس العلوم بدایوں (قائم کردہ حضرت شہید مرحوم مولانا حکیم عبد القیوم بدایونی) اور رام پور کی عربی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم میں مدرس اوّل رہے، جامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ صوبہ بہار میں مدرس ہوئے، جب مدرسہ گورنمنٹ صوبہ بہار کے تحت آیا، سینئر مدرس مدرس، قرار دیئے گئے، بعدہٗ پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو کر وطن میں رہے اور وہیں ۱۳۷۰ھ میں فوت ہوئے، ہدایہ، توضیح و تلویح اور حمد اللہ کا درس صوبہ بھر میں مشہور تھا، ہر علم و فن میں دستگاہ حاصل تھی۔ (مرسلہ مولانا فریدی)

حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا کے دادا بزرگوار، مولانا رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ میں بریلی میں پیدا ہوئے، مولانا خلیل الرحمٰن رامپوری سے جن کا ذکر اوراق گذشتہ میں گذر چکا ہے تحصیل و تکمیل علوم کی، ۲۳ برس کی عمر میں علوم مروجہ سے فراغت پائی، فقہ میں خاص دسترس تھی، وعظ موثر ہوتا تھا، ترک و تجرید، تواضع و خاکساری خاص اوصاف تھے، ۲؍ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۶ھ میں رہگزار عالم باقی ہوئے۔

حضرت مولانا رحیم الٰہی منظر نگری رحمۃ اللہ علیہ

منگلور ضلع مظفر نگر یوپی کے ساکن، درس نظامیہ کی مدرسہ عالیہ رام پور میں تحصیل کی، مولانا سید عبد العزیز امیٹھوی تلمیذ شمس العلماء مولانا عبد الحق خیر آبادی سے خصوصی شرف تلمذ تھا، معقولات میں پوری مہارت تھی، تدریس کا انداز خوب تھا، مدرسہ منظر اسلام بریلی، مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام آرہ، مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ وغیرہ میں صدر مدرس رہے، اعلیٰ حضرت بریلوی کے مرید و خلیفہ تھے، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا بریلوی مدظلہ نے خصوصی درس آپ سے لیا، آخر میں ضعف بینائی کے سبب سے وطن جا کر مقیم ہوگئے، احباب و تلامذہ سے بہر ملاقات بریلی گئے، اختلاج قلب کے مریض تھے، واپسی میں گاڑی ہی میں انتقال ہوگیا، یہ آخر صفر ۱۳۶۳ھ کا واقعہ ہے، کچھ دنوں کے بعد صاحبزادہ بریلی لینے آئے، اخبارات میں اعلان کرایا گیا، مگر سب بے سود

امین شریعت حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین مدظلہ العالی

برہان الاصفیاء سلطان المتکلمین، شرف الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین قبلہ مدظلہ کا آبائی وطن جلال گڈھ جڑھوا حاجی پور ہے، نسبی تعلق مشہور بزرگ حضرت سید شاہ جلال الدین جڑھوی سے ہے، جن کا مزار مبارک جڑھوا گڈھ پر زیارت گاہ خلائق اور دفع بلیات و آسیب میں مشہور ہے، حضرت قبلہ گاہی، مولوی شاہ عبد الرزاق المتوفی ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ بن شاہ حسین بخش بن خدا بخش بن میر شاہ تراب علی بن حضرت شاہ جلال الدین علیہم الرحمۃ کے دوسرے فرزند ماہ کاتک ۱۳۲۱ فصلی میں بھوانی پور ضلع مظفر پور میں پیدا ہوئے، مروجہ اسکول میں درجہ چار

تک اسکول کی تعلیم پائی، بعدہٗ قریب کی بستی عارض پور کے مولوی طاہر حسین مرحوم سے فارسی گلستاں
بوستاں تک پڑھی، اپنے چچا کے ہمراہ ان کی سسرال بلتھی مہری میں رہ کر مولوی محمد اسماعیل سے اتوارپور
میں چھ ماہ تحصیل علم کی، والد ماجد نے اپنی رحلت سے ایک سال پہلے مدرسہ احمدیہ مظفرپور میں لے جاکر
داخل کرادیا، مولوی عبد الرزاق صاحب مرحوم متصلب حنفی تھے، مشہور غیر مقلد بہاری عالم مولانا عبد العزیز
رحیم آبادی کی اپنی قرابت کے قریبی گاؤں نیرپور میں احناف پر سب وشتم سے بھرپور تقریر ختم کراچکے تھے، اور
یہ مدرسہ انھیں کے ماننے والوں کا تھا، اس لئے حضرت قبلہ گاہی کا اس مدرسہ میں داخلہ زیر بحث تھا،
دادا مرحوم منتقل کرنے کی فکر میں تھے، کہ پیام اجل آپہونچا، حضرت شیخ بعمر ۱۳ برس، ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۳ھ
کو علم الصیغہ، ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۲۷ء کو فصول اکبری، بروز جمعہ ۳ رجب سنہ ۱۳۴۳ھ کو تاریخ الخلفاء شروع کی،
حضرت قبلہ گاہی فرماتے ہیں، مدرسہ احمدیہ میں کبھی میرا دل نہیں لگا، اسی سنہ میں تعطیل کلاں کے بعد مدرسہ
عزیزیہ بہار شریف میں داخل ہوئے، ۷ ذی قعدہ سنہ مذکورہ میں حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن
بہاری مرحوم سے شرح وقایہ شروع کی، اور حضرت مولانا مفتی عبد المتین سے آثار السنن پڑھ کر اگزامین بورڈ
کا "ملا" پاس کیا، حضرت مولانا عبد الغنی مدرسہ عزیزیہ کے صدر مدرس تھے، سنہ ۱۳۴۵ھ میں جونپور کا
تعلیمی سفر فرمایا، مدرسہ حنفیہ میں داخلہ لے کر ۲۰ ذی الحجہ کو مشکوٰۃ شریف شروع فرمائی، اور ۱۵ شعبان
سنہ مذکورہ میں ختم کی، سراجی بھی یہیں ختم کی، سنہ ۱۳۴۵ تا ۱۳۴۶ھ دو سال یہاں رہ کر برادر بزرگ مولوی قطب اللہ
چشتی صابری اشرفی کے پیر ومرشد حضرت مولانا سید شاہ طاہر اشرف کچھوچھوی دہلوی کے مشورہ سے
دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ شریف دار الخیر اجمیر میں داخل ہوئے، بعد امتحان وظیفہ مقرر ہوا، سنہ ۱۳۴۷ تا ۱۳۵۱ھ
دار العلوم کے اساتذہ حضرت صدر الشریعہ حجۃ العصر مولانا حکیم امجد علی اعظمی، مولانا حکیم سید عبد الحی افغانی
مولانا مفتی امتیاز احمد امیٹھوی قدس اللہ اسرارہم سے درسیات کی تکمیل فرمائی، فارغ اوقات میں
حضرت صدر الشریعہ سے متقدمین کی کتابوں کا درس لیا، ۲۸ ذی الحجہ بروز جمعرات سنہ ۱۳۵۰ھ کو حضرت
قدوۃ الواصلین مولانا الحاج سید شاہ علی حسین محبوب ربانی سرکار کچھوچھہ کے مرید ہوئے، تمام سلاسل
کی اجازت مرحمت ہوئی اور شجرہ مبارکہ کی پشت پر دست مبارک سے سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ تحریر فرماکر

اجازت دی، اجمیر شریف کے بزرگ شاعر خواجہ سید اکبر حسین اکبر سے مشورہ سخن کیا، سنہ ۱۳۵۲ھ میں حضرت
صدر الشریعہ کی معیت میں بریلی آئے، مدرسہ منظر اسلام میں درس وتدریس میں مشغول ہوئے، ایک سال بعد
مدرسہ محمدیہ جائس ضلع رائے بریلی کے صدر مدرس ہوکر تشریف لے گئے، کچھ عرصہ بعد مدرسہ محمدیہ سے علیحدگی
اختیار کرلی، بعدہٗ محلہ قضیانہ میں قیام کرکے مطب کے ساتھ درس دیتے رہے ——— لکھنؤ
سے قربت اور نوابین کی قرابت کی وجہ سے جائس میں شیعیت کا زور، تبرا اور سب وشتم کا بازار گرم تھا
حضرت قبلہ گاہی نے روافض کا ردِ بلیغ فرمایا، جس سے اُن کا زور ٹوٹ گیا، چند سال جامع مسجد سلطان پور
کے خطیب رہے، یہاں مولوی امین نصیر آبادی کی سُنیت دشمن سرگرمیوں کے انسداد کے لئے کوشش
فرمائی، یہاں سے عقیدت مندانِ جائس کی درخواست پر چندے جائس قیام فرماکر وطن مراجعت فرمائی،
قضاء الٰہی شدید بیمار ہوکر صاحب فراش ہوگئے، بارے خدا نے صحت عطا فرمائی، وطن میں طبابت کا مشغلہ
رہا، تین سال بعد پھر جائس تشریف لے گئے، تقریباً سترہ برس بعد بروز سنیچر ۱۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۹ھ
مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور کے صدر مدرس ہوکر تشریف لائے، سنہ ۱۳۷۱ھ میں مجلس علمائے اہل سنت
کانپور نے مفتیٔ اعظم کا منصب رفیع سپرد کیا، بروز شنبہ ۶ شوال سنہ ۱۳۷۴ھ کانپور سے بارادۂ حج وزیارت
روانہ ہوئے، مکہ معظمہ میں الگ قیام جماعت کے سبب قاضی القضاۃ نجدی سے گفتگو ہوئی، آپ کامیاب اور
دشمن خائب وخاسر ہوا، بعدہٗ دربار نبوی میں حاضری دی، حضرت قطب مدینہ منورہ مولانا شاہ محمد ضیاء الدین
قادری مدظلہ نے سند حدیث اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی، سنہ ۱۳۷۵ھ میں بغداد مقدس اور
کربلا معلیٰ وغیرہ کی حاضریاں دیتے ہوئے حج وزیارت کا شرف حاصل کیا، ذوقعدہ سنہ ۱۳۷۹ھ میں
دار العلوم شاہ عالم احمد آباد کے تین ماہ کے لئے شیخ الحدیث وصدر مدرس ہوکر تشریف لے گئے، اور تقریباً دو
سال قیام فرمایا، پھر کانپور واپس آئے، مدرسہ سکینہ دھوراجی ضلع راج کوٹ تشریف لے گئے، سنہ ۱۳۸۱ تا ۱۳۸۲ھ
قیام رہا، اس کے بعد سے مستقلاً مدرسہ احسن المدارس قدیم کے سرپرست ہیں، اور ملک کے طول وعرض
میں بسلسلۂ ہدایت وارشاد سیاحت فرماتے ہیں، ——— یہ تو حضرت قبلہ گاہی کے عمومی حالات
تھے، جن کا تعلق ظاہر سے ہے، باطنی احوال وکیفیات پر آپ نے پردہ ڈال رکھا ہے مگر پھر بھی کبھی

کبھی ہم اہل ظاہر اس کی تجلیات کو پالیتے ہیں، آپ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد "درویش کا ظاہر سلطانی اور باطن فقیری ہونا چاہیئے" کے مصداق و مظہر ہیں، اتباع سنت، اصابت رائے، رقت قلب، علم و درگذر آپ کے اوصاف خاص ہیں ——— راقم سطور نے حضرت قبلہ گاہی کو حضرت محبوب الٰہی نظام اللہ اولیاء کے اکثر اوصاف میں مماثل پایا ہے، حضرت قبلہ گاہی کو حضرت صدر الشریعۃ اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قدس سرہٗ سے بھی اجازت و خلافت ہے، آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا سید نعیم اشرف سجادہ نشین جائس ضلع رائے بریلی، مولانا حکیم بشارت حسین مہتمم مدرسہ سراج العلوم نہال گڈھ سلطانپور، پروفیسر حکیم خلیل احمد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، حضرت مولانا سعید احمد جائسی مرحوم (حضرت قبلہ گاہی سے پہلے احسن المدارس قدیم کے صدر مدرس تھے) مولانا جلال الدین بھیکی پوری، حضرت مولانا سید محمد شاہ اکبر سجادہ نشین آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند، صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ ظل حسن اشرفی کچھوچھوی، مولانا محمد رفعت اللہ خاں گونڈوی، حضرت مولانا قاری عبادالرحمٰن آسنسولی (مرید و خادم) مولانا سید محمد اصغر پھپھوندوی، مولانا قاری اسماعیل ٹنکاروی گجراتی، مولانا قاری سید حسین الدین ٹنکاروی گجراتی، مولانا قاضی حبیب اللہ نبی پوری گجراتی خطیب جامع رضا لندن وغیرہ خدمت دین میں مصروف ہیں

آپ کے خلفاء میں قاضی سید عابد حسین ساکن کٹنی فوت ہوگئے، قاضی صاحب وسیع السلسلہ شیخ تھے مولانا محمود احمد مظفر پوری شاگرد و خلیفہ اور مولانا سید احسان علی باندوی بقید حیات اور مصروف ارشاد ہیں۔

تصانیف: تفسیر سورۂ بقرہ (مطبوعہ در رسالہ طیبہ احمد آباد)، قادیانی کذاب، طریقۂ حنفیہ، الیاسی جماعت، عورت کی نماز مطبوعہ ہیں۔ مجموعہ فتاویٰ دو ضخیم مجلدات قلمی ہیں، علاوہ ازیں چند کتابیں نامکمل ہیں۔

حضرت مولانا ریحان حسین رام پوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری کے صاحبزادے محلہ کھاری کنواں رام پور میں سنہ ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے، والد کے شاگردوں مریدوں مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری، مولانا عبدالغفار خاں رام پوری وغیرہ سے کسب علوم کیا۔

حضرت مولانا رحیم بخش آروی قدس سرہٗ

آرہ صوبہ بہار کے باشندے، جائے ولادت و سکونت و وفات سب شہر آرہ میں ہے، علمائے رام پور، و سہارن پور سے درسیات پڑھی، حدیث کی چند کتابیں پھلواری شریف میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن ناصری گنجی سے پڑھیں، یہیں مولانا سید سلیمان ندوی نے آپ سے درس لیا، اعلیٰ حضرت کا شہرہ سن کر سہارن پور سے واپسی میں بریلی پہونچ کر مرید ہوئے، اور فاضل بریلوی کی فیض صحبت سے فیض یاب ہو کر وطن آئے اور مدرسہ حنفیہ میں مدرس ہوئے، مسائل و اعتقاد میں اختلاف کے باعث جدید مدرسہ قائم کیا، فیض الغرباء نام رکھا، آرہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شاہ محمد فرید الدین نے آپ سے تعاون فرمایا، تاحین حیات آپ اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے، آپ کو فاضل بریلوی سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، مدرسہ فیض الغرباء کے طلبہ کی دستار بندی کی، اکثر مجلسوں میں آپ کی دعوت پر فاضل بریلوی نے آرہ تشریف لے جا کر دستار باندھی، حضرت مولانا شاہ عبدالغفور علیہ الرحمۃ اور علامہ محمد ابراہیم آروی، اور حضرت مولانا ولی الرحمٰن پوکھریروی آپ کے مشہور تلامذہ ہیں، فقیہہ و مناظر بھی تھے، آپ کے شیخ کو آپ پر بے حد فخر تھا، ۸ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲/۴۳ھ میں فوت ہوئے،

حضرت مولانا رجب علی نانپاروی مدظلہ العالی

بریلی مدرسہ منظر اسلام میں حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث سے تکمیل علوم کی، حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ سے تاریخ الفخری، مسلم شریف کا درس لیا، اول الذکر سے بیعت و ارادت کا رشتہ قائم کیا، متقی، متشرع، پاک نہاد، وعظ کا خصوصی ملکہ رکھتے ہیں، بیسل پور، بمبئی، بریلی میں درس و خطابت کی خدمات انجام دیں، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا مدظلہٗ نے سنہ ۱۳۷۷ھ میں بمقام بیسل پور اپنے سلاسل کا مجاز کیا، تین بار حج و زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں، مسلمانوں کی تعلیمی و دینی ترقی کے پیش نظر وطن میں مرشد کے نام پر مدرسہ عزیز العلوم قائم کیا، ذات رسالت پناہی

سے والہانہ وابستگی نے شاعر بنا دیا ہے، جوش و مستی سے لبریز نعتیہ اشعار کہتے ہیں، "ریاضِ عقیدت" ایک مختصر سا انتخاب چھپ کر شائع ہو چکا ہے، پچاس کے قریب عمر ہے، راقم سطور سے با ایں فضل و کمال و بزرگی دوستانہ و مخلصانہ سلوک روا رکھتے ہیں، خدا آپ کا سایہ مسلمانوں پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

حضرت مفتی سعد اللہ رام پوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا مفتی سعد اللہ عالم متبحر اور متدین و متقی و برگزیدہ تھے۔ محلہ کسرول عقب مولسری والی مسجد مراد آباد میں اپنے موروثی مکان میں سنہ ۱۲۱۹ھ میں اُن کی پیدائش ہوئی، والد کا بچپنے میں انتقال ہو گیا، بڑے بھائی نے تربیت و تعلیم دی، بھاوج کی معمولی شکایت پر بھائی نے ایسی سختی کی کہ گھر سے چلے گئے، اور حصولِ علم کے لئے مختلف شہروں کی خاک چھانی، اُن کے اساتذہ میں بڑے بڑے نام ہیں، مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا مفتی صدر الدین آزردہ، مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی، وغیرہ بزرگوں سے تعلیم پائی۔ فراغت کے بعد گھر والوں کو خبر کی، سنہ ۱۲۵۰ھ میں گھر آئے، لکھنؤ کے مدرسہ شاہی میں مدرس ہوئے، انتیس سال لکھنؤ میں قیام رہا، سنہ ۱۲۶۲ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، واجد علی شاہ کی معزولی کے بعد نواب یوسف علی خاں والی رام پور نے ان سے تلمذ حاصل کیا، اور افتاء و قضا اور مرافعہ کا عہدہ سپرد کیا، بیعت حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ سے تھے، ۲۴ رمضان المبارک بروز اتوار سنہ ۱۲۹۴ھ میں بعہد حضرت خلد آشیاں نواب کلب علی قدس سرہٗ انتقال ہوا، "گنجینۂ علم و فضل صد آہ" مادۂ تاریخی ہے، آستانۂ حضرت سید شاہ عبد اللہ قادری بغدادی المتوفی سنہ ۱۲…ھ میں مفتی صاحب کا مرقد ہے، مفتی لطف اللہ رام پوری نامور صاحبزادے تھے، تلامذہ میں مولانا سید شاہ عبد الحق فرزند حضرت مولانا شاہ غلام رسول دادا میاں کانپوری، مولانا شاہ عبد الغفار کانپوری، مولانا ہادی علی خاں لکھنوی تھے، مفتی سعد اللہ صاحب آشفتہ تخلص کرتے تھے، عربی و فارسی دونوں میں کہتے تھے صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔

(تذکرہ کاملانِ رام پور)

حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہٗ

مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی، بدایوں کے مشہور صدیقی متولی خاندان کے فرد تھے، آپ کے والد شیخ برکت اللہ قادری صدیقی بدایوں کے روسا میں تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ قادریہ میں پائی، مولانا ابو المعانی ابن مولانا عبد الغنی بدایونی سے تحصیلِ علم کے بعد بریلی میں مولانا مجد الدین عرف مدن شاہ جہاں پوری اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی سے حدیث و فقہ کا درس لیا، مثنوی مولانا روم حضرت مولانا خطیب محمد عمران سے پڑھی، حضرت شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی خلیفہ حضرت شمس العارفین اچھے میاں کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، اور خلافت ملی، کچھ عرصہ لکھنؤ میں رہے، مرزا قتیل سے شعر و سخن میں مشورہ کیا، کشفی تخلص کرتے تھے، کان پور میں محلہ ناچ گھر میں قیام تھا، وہیں اب حضرت کی خانقاہ ہے (اطراف و جوانب میں ہنود کی آبادی ہے) سنہ ۱۲۸۱ھ میں ۳ رجب کو انتقال ہوا، مولانا شاہ محمد عادل ناروی المتوفی سنہ ۱۳۲۵ھ آپ کے شاگرد و جانشین تھے، مولانا بزرگ علی مارہروی المتوفی سنہ ۱۲۶۳ھ، مولانا سید عبد اللہ بلگرامی المتوفی سنہ ۱۳۰۵ھ مشہور شاگرد تھے ——— حضرت کشفی صاحب تصانیف کثیرہ تھے، مولانا رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند نے ۱۰ کتابوں کے نام لکھے ہیں، "اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام" کا رد مولوی بشیر الدین قنوجی غیر مقلد نے لکھا، حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ المتوفی سنہ ۱۳۱۹ھ نے اس کا رد لکھا، فارسی دیوان مطبوعہ ہے ——— یہ قطعہ تاریخ وفات ہے ؎

مظہرِ کشف و کرامات جنابِ کشفی ہادیٔ راہِ خدا، کاشفِ رازِ عرفاں
شدہ بر خاطر چوں از ایں گلشنِ دہر رفت در چشم زدن جانبِ باغِ رضواں
سالِ تاریخ قلم بند نمودم ار رشد یوم ہفتہ سوم از ماہِ رجب شد زجہاں
۱۲ ۸۱

(تذکرہ علماء ہند، اکمل التاریخ)

حضرت مولانا سخاوت حسین علیہ الرحمۃ

سہسوان ضلع بدایوں وطن، سنہ ۱۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے، تاریخی نام "فضل الرحمٰن" ہے، علم صرف و نحو اور مناظرہ میں یگانۂ عصر، اور فنِ طب میں بھی ممتاز تھے، ایک مرتبہ مطب میں تشریف فرما تھے، ایک ذی جانے

سے سرپر بوری رکھے ہوئے گذرا، آپ نے حاضرین سے فرمایا، دیکھو مُردہ جارہا ہے، تھوڑی دُور جاکر گر کر مرگیا۔ ——— حضرت مولانا حافظ محمد علی شاہ خیرآبادی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے، مگر کسی کو مرید نہیں فرمایا، مرشد کی بارگاہ میں بہت باادب تھے، ہمیشہ سیتاپور سے خیرآباد پاپیادہ حاضر ہوتے، اور جب تک وہاں مقیم رہتے ننگے سر اور ننگے پاؤں رہتے، مرشد کے حجام سے خط بنواتے، تو اُسے سر پر بٹھاتے، بزرگانِ دین کے مزارات پر پیدل چل کر حاضری دیتے، ایک بار اجمیر شریف کی حاضری کے ارادے سے عازم سفر تھے، ریاست کشن گڑھ کے علاقہ میں پاؤں میں ٹھوکر لگی اور انگوٹھا پھٹ گیا، اس سے اُن پر کیف ومستی کا عالم طاری ہوگیا، رقص فرماتے اور یہ شعر پڑھتے۔

آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں ٹھوکریں کھاتا ہوا یہ سر چلے

۹ ذیقعدہ ۱۲۹۹ھ میں بہ ہنگام عرسِ مرشد بعد ختم قل شریف، مرشد کے مواجہہ میں داعی اجل کو لبیک کہا، درگاہ شریف کے برابر باغ میں مدفن ہے۔ (مقدمہ بشیر القاری بشرح صحیح البخاری)

حضرت مولانا سراج الحق بدایونی علیہ الرحمۃ

مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا فیض احمد بدایونی کے صاحبزادے، بیسویں رمضان المبارک ۱۲۳۶ھ میں پیدا ہوئے، والد ماجد کے بعد استاذ العلماء مولانا نور احمد قدس سرہٗ سے درسیات کی تکمیل کی، والد کے ماموں حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہٗ سے علمٌ طب حاصل کی، اکثر دان پور دھرم پور میں قیام رہتا تھا، دست شفا کی خاص شہرت تھی، عربی ادب کے والد صاحب کی طرح ماہر تھے نظم ونثر دونوں پر قدرت تھی، دو بار حج وزیارت سے مشرف ہوئے، دوسرا سفر ۱۲۹۹ھ میں کیا، اٹھائیسویں ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ میں بمقام دان پور بوقت سحر واصل الی اللہ ہوئے، تصانیف میں موروثی فن علم کلام سے خصوصی شغف تھا، ردوہابیہ میں رسائل لکھے۔ (اکمل التاریخ، اول، تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری قدس سرہٗ

سراج الاصفیاء حضرتِ مولانا شاہ محمد سلامت اللہ قدس سرہٗ اعظم گڈھ کے ساکن، حافظ قرآن رامپور آکر حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر تکمیل علوم کی تکمیل وتحصیل باطن کے لئے مرید بھی ہوگئے، اجازت وخلافت سے نوازے گئے، ——— حضرت مولانا خواجہ احمد قادری قدس سرہٗ کے مدرسہ میں مدرس تھے، پندرہ روپئے تنخواہ تھی، مشاہرہ کی وصول کا یہ طریقہ تھا، کہ رومال بھیج دیتے، خواجہ صاحب روپے گوشۂ رومال میں باندھ دیتے، تو آپ ویسے ہی گھر لاکر اہلیہ کے حوالے فرمادیتے، نہایت قانع، متورع، متوکل، برگزیدہ، صاحب اوقات تھے، ہمیشہ بے تکیہ اور بستر کے سوتے، بازار سے سودا خود لاتے، دوکاندار سامان اچھا دے یا خراب اس کی مرضی پر موقوف تھا، کبھی شکایت نہ کی، غذا جو بستی کی روٹی تھی، اہل محلہ کی دستگیری فرماتے غرباء سے خاص تعلق وربط رکھتے، اُمراء سے دُور ونفور، ——— نواب حامد علی خاں ملاقات کے آرزومند رہے، مگر آپ نے ملاقات نہ فرمائی، داڑھی منڈانے والوں سے مصافحہ اور سلام نہیں کرتے تھے، مدرسہ کے علاوہ گھر پر بھی درس دیتے تھے، متشرع ہونے کی خاص قید تھی،

اعلام الاذکیاء مسئلہ غیب میں، بلاغ المرام غیر مقلدین کے رد، اور اُردو تفسیر قرآن مجید (محبی مولانا عاشق الرحمٰن پرنسپل جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کے پاس ہے) تصنیفات ہیں — آٹھویں جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ میں عالم بالا کا سفر اختیار کیا، پیرومرشد کے حظیرے میں مرقد ومدفن ہے۔

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا سلیم الدین جے پوری علیہ الرحمۃ

خاندان عثمانی بدایوں کے ممتاز فرد حضرت مولانا مفتی درویش محمد المتوفی ۱۱۸۳ھ کے پوتے (قاضی فرید الدین المقتول ۱۲۰۵ھ) کے پوتے، قاضی حافظ حبیب الدین المتوفی ۱۲۹۲ھ کے بڑے صاحبزادے، سال ولادت ۱۲۵۶ھ، ریاست جے پور کے اعلم علماء تھے، علوم کی تحصیل وتکمیل اپنے ماموں حضرت مولانا رشید الدین فاروقی، اور مولوی مستجاب الدین صاحب سے کی — حضرت شاہ حبیب الرحمٰن جمالی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے، علم ہیئت میں خاص ملکہ تھا، بہترین واعظ اور خطیب تھے، تسلیم تخلص کرتے تھے، چھیالیس ۴۶ برس کی عمر میں پچیسویں ۲۵ جمادی الثانیہ ۱۲۵۷ھ بروز

سہ شنبہ بوقت ظہر وفات پائی، "خاصۂ خدا"، تاریخ ہے، مرقد نارنول میں ہے، تصنیف میں تشریح القرآن یادگار ہے، ـــــ اعلیٰ حضرت تاج الفحول بدایونی قدس سرہٗ سے بوجہ قرابت خاندانی خصوصی تعلق خاطر تھا، تاج الفحول علیہ الرحمۃ اجمیر شریف جاتے ہوئے آپ کے یہاں قیام ہوتے تھے۔ آپ علاقۂ جے پور کے قطب کہے جاتے تھے۔ (اکمل التاریخ، تذکرۂ شعرائے جے پور)

حضرت مولانا سلطان الدین جے پوری

حضرت مولانا سلیم الدین جے پوری قدس سرہٗ العزیز کے چھوٹے بھائی، ۲۲ رجب ۱۲۶۹ھ بروز سہ شنبہ ولادت ہوئی، تعلیم کی ابتداء والد ماجد سے کی، قرآن پاک ختم کرکے فارسی شروع کی، اپنے ماموں مولانا رشید الدین فائز اور برادر بزرگ سے درسیات پڑھی، اور سند اجازت حاصل کی، ریاست جے پور کے مفتی تھے، قادر الکلام واعظ تھے، بکثرت آپ کے وعظ کی محفلیں منعقد ہوئیں ایک بار میر باغ میں آپ کی تقریر کا انتظام ہوا، صاحب مجلس سید عبد الرحمٰن نے واقعۂ معراج بیان کرنے کی گذارش کی، آپ نے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جسمانی معراج کا اثبات فرمایا، ایک دوسرے عالم جو مدعو تھے، دورانِ تقریر ہی میں آپ سے پوچھا کہ "اگر معراج جسمانی ہوئی تو قطع نظر معجزہ اور حکم الٰہی کے دفعتاً بربنائے عقل کرۂ نار سے صحیح وسالم گذرنا کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فوراً جواب دیا، "بالکل اسی طرح جیسے ایک پرِ کاہ بسرعت تمام آگ کی لپٹ سے صحیح وسالم گذرجاتا ہے"، ـــــ آپ پُرگو شاعر بھی تھے، اور درجۂ استادی رکھتے تھے، مبین تخلص تھا، برادر بزرگ سے اصلاح حاصل کرتے تھے، حضرت شاہ حبیب الرحمٰن سرساوہ شریف ضلع سہارنپور کے خلف اکبر وجانشین حضرت شاہ خلیل الرحمٰن کے مرید وخلیفہ اور صاحب مقامات تھے، ۱۶ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۱۷ء بروز چہار شنبہ مغرب کی اذان کے وقت فوت ہوئے۔

سید انور علی شاد جے پوری نے "شد مسلم رحلت سلطانِ دیں"، اور احترام الدین شاغل عثمانی صاحب نے لَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا، تاریخ وفات کہی

(تذکرہ شعرائے جے پور)

حضرت مولانا شاہ سردار احمد محدث پاکستان قدس سرہٗ

قصبہ دیال گڑھ، ضلع گورداسپور، پنجاب وطن، چودھری میراں بخش کے بیٹے، اوائل ۱۹۰۳ء میں یہیں آپ کی ولادت ہوئی، انگریزی تعلیم میٹرک پاس کرکے دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا، علماء اور مشائخ کے شیدائی وعقیدت کیش تھے، انٹر کے دوسرے سال میں تھے، کہ دار العلوم حزب الاحناف کے جلسۂ سالانہ منعقدہ تقریباً ۱۹۲۵ء میں مولانا شاہ حامد رضا بریلوی قدس سرہٗ شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے، حضرت محدث اعظم پاکستان ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، حجۃ الاسلام کے حسن خداداد اور کمال علمی سے متأثر ہوئے، اسی مجلس میں عربی ودینی تعلیم کا شوق لے کر اٹھے، ساتھ میں بریلی آئے، کامل انہماک سے تعلیم میں مصروف ہوئے، کافیہ تک دار العلوم منظر اسلام میں تعلیم پائی، بعدہٗ دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں داخل ہوکر حضرت صدر الشریعۃ مولانا شاہ محمد امجد علی قدس سرہٗ سے کتب متداولہ کا درس لیا، ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدر الشریعۃ کے ہمراہ بریلی منظر اسلام مدرسہ میں آئے، اور درسیات سے فراغت پائی، اور اسی مدرسہ میں تعلیم کی ابتداء وانتہاء کے بعد مدرسی کی ابتداء کی، ۱۳۵۴ھ میں مولوی منظور نعمانی گرگ باراں دیدہ سے کامیاب مناظرہ فرمایا، ۱۳۵۶ھ میں مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا مدظلہ نے اپنے مدرسہ مظہر اسلام کا صدر مدرس مقرر کردیا، جہاں تقسیم ملک تک فیض رساں رہے، قیام پاکستان کے بعد لائل پور میں عظیم الشان جامعہ مظہر اسلام قائم فرمایا، اور خود درس دینا شروع کیا، درس کی وہ شہرت ہوئی کہ ہندوستان سے باذوق طلبہ آپ کے درس میں شرکت کے لئے گئے، آخر دور میں سو سو کی تعداد میں صحاح ستہ کے دور میں طلبہ شریک ہوئے، شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان کے لقب وخطاب سے اہل علم یاد کرتے تھے، ۱۳۸۲ھ یکم شعبان میں رات میں ایک بج کر چالیس منٹ پر کراچی میں راہی عالم جاودانی ہوئے، ۴ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ پر برابر ایک نور کو سایہ کناں دیکھا، یہ حضرت شیخ الحدیث کے مقبول بارگاہ الٰہی ورسالت پناہی کی روشن دلیل ہے، حضرت علامہ عبد المصطفٰے ازہری امجدی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی، حضرت شیخ الحدیث مرشد طریقت بھی تھے، ہزارہا افراد آپ سے داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ ہوئے۔

(روداد مناظرہ بریلی، نوری کرن بریلی محدث اعظم پاکستان نمبر)

رئیس العلماء حضرت مولانا سید محمد سلیمان اشرف قدس سرہٗ

محلہ میرداد قصبہ بہار شریف ضلع پٹنہ کے باشندے رہیں ولادت ہوئی اور نشو و نما پائی، فارسی اور ابتدائی عربی درسیات پڑھنے کے بعد جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں حضرت استاذ العلماء علامہ محمد ہدایت اللہ خاں فاضل رامپوری قدس سرہٗ سے براہ راست اکتساب علم کیا، درسیات تمام کر کے سند فراغت حاصل کی،

قادر الکلام مقرر تھے، جون پور کے ایک جلسہ میں آپ تقریر فرما رہے تھے، استاذ العلماء کا ادھر سے گذر ہوا، آپ کی آواز سن کر رک گئے، جب آپ تقریر ختم کر چکے تو استاذ العلماء منبر کے قریب آئے، اور فرط خوشی سے بادیدۂ تر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہاتھ چومے، فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا نے جمعیۃ علماء کے جلسۂ منعقدہ بریلی میں مولوی ابو الکلام آزاد جیسے لسان کے مقابلہ میں آپ کو بلایا، مولوی ابو الکلام نے آپ کی تقریر کا وزن محسوس کیا، سنہ ۱۹۰۲ء میں جب آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے چیرمین ہو کر گئے تو جامع مسجد میں بعد جمعہ آپ کی تقریر ہوئی، بعد تقریر حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے غایت مسرت سے اپنے سینے سے لگایا، اور حسن تقریر کی داد دی، اجمیر شریف میں بموقع عرس پاک آپ کا خصوصی وعظ ہوتا تھا، ممتاز صاحب قلم بھی تھے، عربی زبان کی فضیلت و برتری میں "المبین" نامی کتاب تالیف کی، مشہور مستشرق پروفیسر براؤن" نے "المبین" کو دیکھ کر کہا، مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا، عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا"۔ ڈاکٹر اقبال نے بھی ایسے ہی کلمات بوقت ملاقات کہے ـــــ فارسی شعر و ادب کی تاریخ میں "الانہار" کے بارے میں فارسی و عربی و اردو کے محقق و ادیب مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے رائے دی، کہ آپ کی کتاب شبلی کی "شعر العجم" سے بہتر ہے ـــــ حج کے موضوع پر "الحج" تالیف کی، مولانا شروانی نے اس کو حج کے موضوع پر سب سے اچھی کتاب قرار دیا، "النور" اور "سبیل الرشاد" میں تحریک خلافت کے لیڈروں کے خلاف شرع افعال و اقوال پر تنقید ہے، ـــــ آپ بڑی آن بان کے عالم تھے، کلمۂ حق کہنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے، علماء و مشائخ، طلبہ و علوم دینی کے خاص قدردان تھے،

آپ کی مجلس میں بڑے بڑے دنیادار اور عہدیدار آتے اور جاتے، اور آپ کو خبر نہ ہوتی کہ کب آئے گئے ـــــ عبد الماجد دریابادی نے "ندیم" گیا کے بہار نمبر میں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ "مولانا سلیمان اشرف بڑے طنطنہ کی شخصیت تھے" ـــــ سلیمان ندوی نے آپ کی وفات پر لکھا کہ "آپ سلیمانوں میں نامور اور برتر تھے"

رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۸ھ میں علی گڑھ میں وفات ہوئی، یونیورسٹی کے قبرستان میں شروانیوں کے احاطہ میں آپ کا مدفن ہے، حبیب الرحمٰن شروانی نے قطعۂ تاریخ وفات لکھا، جو مزار پر نصب ہے لیکن باوجود کوشش کے وہ قطعہ حاصل نہ ہو سکا، راقم نے اپنے سفر علی گڑھ کے موقع پر دوبار آپ کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ کا شرف حاصل کیا، احقر آپ سے بے حد متاثر ہے، چند سال قبل احقر نے آپ پر ایک کتابچہ کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا، محمد مقتدی شروانی مرحوم نے وعدہ کیا تھا، کہ میں چھتیس ۳۶ سالہ مولانا کے دور قیام علی گڑھ کی روداد لکھ کر بھیجوں گا، مگر مرضئ الٰہی، انھوں نے وفات پائی، اور اس طرح راقم کی آرزو کا خون ہو گیا ـــــ آپ چشتی، نظامی، فخری، سلیمانی تھے، پیر و مرشد کا نام معلوم نہ ہو سکا، ـ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اجازت دی تھی۔

حضرت مولانا محمد سلیمان بھاگل پوری مدظلہ العالی

حضرت مولانا شاہ محمد اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ سے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں ابتدائی عربی درس نظامی کی کتابیں پڑھیں بعدہٗ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے، اجمیر شریف دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ اور دیگر اساتذہ سے کتب متداولہ پڑھیں، فارغ التحصیل ہوئے، جامعہ نعیمیہ مراد آباد، و، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ، بحر العلوم کٹیہار، جامعہ حمیدیہ بنارس میں درس دیا، ـــــ اب اپنے وطن اگر پور ماچھی ضلع بھاگل پور میں مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم کے شیخ الحدیث و صدر مدرس ہیں، درس نظامی کے جملہ فنون میں مہارت ہے، علوم عقلیہ سے خاص شغف ہے، مزاج بہت نفاست پسند اور شاہانہ پایا ہے

قطب المشائخ حضرت مخدوم اشرفی میاں قدس سرہٗ کے مُرید ہیں، ممتاز علمائے اہلِ سُنّت میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا سلام اللہ رامپوری قدس سرہٗ

زبدۃ المحدثین حضرت شاہ نورالحق[1] ابن امام عبدالحق محدث کے پرپوتے (حضرت مولانا شاہ محمد فخرالدین محدث قدس سرہم) کے پوتے تھے اپنے زمانے کے مشہور محدث تھے، دہلی سے ترک وطن کرکے رام پور جا بسے تھے، محدث رامپوری کے نام سے مشہور تھے۔ حدائق الحنفیہ میں مرقوم ہے کہ آپ فقیہ فاضل، محدث کامل، مفسر متبحر علامۂ عصر، محقق اور مدقق تھے، عربی زبان میں مطالب علمیہ کی تحریر پر کامل دستگاہ تھی، درس وتدریس، رشد وہدایت دو شغلہ حیات تھے۔ تصانیف میں موطا کی شرح "محلّی" آپ کے وفور علم پر شاہد عدل ہے، جلالین کا حاشیہ کمالین ۱۲۲۵ھ میں مجتبائی پریس سے چھپ

[1] شیخ المحدثین امام عبدالحق دہلوی کے فرزند وجانشین ۹۸۳ھ میں پیدا ہوئے، از ابتدا تا انتہا والد ماجد سے اخذ علوم کیا، اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت کی، والد ماجد کی رحلت کے بعد حضرت عاشق محمد نبیرۂ حضرت شاہ نظام الدین نارنولی قدس سرہما سے اکتساب فیض کیا، اور بیعت ارشاد حاصل کیا، والد ماجد کو آپ کی قوت علمی پر پورا بھروسہ تھا حضرت مخدوم دیوان محمد رشید مصنف مناظرہ رشیدیہ کی درخواست پر والد ماجد کے مواجہہ میں ان کو حدیث کی کتابوں کا درس دیا۔

شاہ جہاں بادشاہ کی درخواست پر اکبر آباد کے محکمہ قضاء کی ذمہ داری سنبھالی، ۱۰۵۲ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد دہلی آکر مسند درس کو زینت دی۔ ________ شیخ محدث آپ کو اپنا وجود ثانی فرمایا کرتے تھے۔ نوّے برس کی طویل عمر پاکر ۱۰۷۳ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے، مرقد والد ماجد کے احاطۂ مزار دائرۃ الانوار میں ہے، ۲ر نومبر ۱۹۶۳ء کی صبح کو راقم سطور آپ کے اور شیخ محدث کے مزار کی زیارت اور فاتحہ خوانی کے شرف سے مشرف ہوا، تیسیرالقاری بشرح صحیح البخاری آپ کی شہرۂ آفاق تالیف ہے ۱۲۹۵ھ میں لکھنؤ مطبع مولوی محمد علی حسن خاں سے چھپ کر شائع ہوئی۔

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

چھپ کر شائع ہوا، فارسی زبان میں بخاری کی شرح بھی آپ نے لکھی، ۷ جمادی الاخریٰ بوقت شام ۱۲۲۹ھ میں عمر طبعی پاکر فوت ہوئے، زبدۃ الاولیاء شاہ عبداللہ بغدادی قدس سرہ کی درگاہ کے احاطہ میں مسجد کے قریب جانب جنوب دفن ہوئے، (تذکرہ علمائے ہند، ابجد العلوم، حدائق الحنفیہ)

حضرت مولانا شاہ محمد شفیع بدایونی قدس سرہٗ

حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ کے منجھلے بھائی، محمد شفیع نام، ۶ر رمضان المبارک ۱۱۸۳ھ میں پیدا ہوئے، والد ماجد اور حضرت مولانا محمد علی بحرالعلوم بدایونی سے تحصیل علم کیا، نہایت متواضع اور بردبار تھے، ۴ر ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ میں بعد مغرب انتقال ہوا، ـــــ "عالم ذی وقار و باکمال"، فقرہ سال وفات ہے، عالم متبحر تھے، درس بھی خوب دیتے تھے۔ (اکمل التاریخ جلد اول)

حضرت مولانا مفتی شرف الدین رام پوری قدس سرہ

پنجاب کے رہنے والے تھے، رام پور آکر تحصیل علم کیا، تمام علماء رامپور کا سلسلۂ تلمذ ان پر ختم ہوتا ہے، نواب احمد علی خاں نے عہدۂ قضاء پر مقرر کیا، نواب صاحب دیوانے بن گئے، اہل کاروں نے نواب صاحب کے لئے جو تجویز کی مفتی صاحب بھی اس میں شریک تھے، سب کے خیالات سن کر نواب صاحب نے اصل صورت اختیار کرلی، سب گرفتار ہوئے، مفتی صاحب کو ولایتی شاگرد قید سے نکال لے گئے، نواب کی رحلت کے بعد ۱۲۵۶ھ میں کلکتہ سے رام پور آئے، مولوی صدیق حسن غیر مقلدوں کے معتمد نے ابجد العلوم میں مفتی صاحب کا ذکر متعصبانہ اور غیر منصفانہ انداز میں کیا ہے، لکھتے ہیں "یہ شخص شرفِ الدین تھا، شرف الدین نہ تھا۔ یہ شخص حواشی وشروح کتب درسیہ کا حافظ تھا" دشنام منکرین تقلید وہابیوں کے رد ومخالفت کا صلہ ہے، ۱۲۶۸ھ سال رحلت ہے۔

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا شاہ شہود الحق اصدقی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا سید شاہ قیام الدین اصدق قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے، شہود الحق نام نامی

زہد وتقویٰ، فقر وتوکل میں والد کے نمونہ، عالم متبحر، مجوّد، وقاری، والدماجد کے مرید ہوئے شب سہ شنبہ ۲۷ صفر المظفر ۱۲۹۵ھ میں والد ماجد سے خلافت پائی اور سجادہ نشین ہوئے، شادی نہیں کی، یوم شنبہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ میں راہیٔ عالم جاوداں ہوئے، قطعہ تاریخ وفات یہ ہے ؎

جانشین شہ قیام اصدق | بود آں باصفا شہود الحق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف | بود میر خدا شہود الحق
۱۳۳۱ھ (تخالف اصدق)

حضرت مولانا قاضی شمس الدین جون پوری مدظلہ

جون پور مولد ومنشاء، جعفری زینبی نسب، آباء واجداد شاہان شرقی کے زمانہ میں منصب قضاء پر فائز تھے، ابتدائی تعلیم جون پور میں پائی، بعدہٗ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں استاذ العلماء مولانا حکیم محمد نعیم الدین فاضل مراد آبادی سے درس لیا، حضرت صدر الشریعہ کے درس کی شہرت سن کر اجمیر شریف دار العلوم عثمانیہ معینیہ پہونچے، کامل انہماک ویکسوئی سے اساتذۂ دار العلوم سے پڑھا، حدیث پاک اور اُمہات کتب کی حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ سے تکمیل کی، ۱۳۵۲ھ میں جب صدر الشریعہ نے اجمیر شریف چھوڑ کر بریلی مراجعت فرمائی اور چالیس طلبہ کی جماعت (جو علوم وفنون میں کامل اور چنداں آفتاب و ماہتاب تھے) جو حضرت کے ساتھ بریلی پہونچی، اس میں آپ بھی تھے، مدرسہ منظر اسلام بریلی، جامعہ نعیمیہ مراد آباد، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، ضلع فیض آباد، مدرسہ حنفیہ جون پور میں درس دیا، آخر الذکر دو مدارس میں صدر مدرس رہے، اب جامعہ رضویہ حمیدیہ بنارس میں مسند صدارت کی زینت ہیں، علوم حکمیہ اور تفسیر وحدیث وفقہ کا خصوصی درس دیتے ہیں، اکابر علمائے اہل سنت میں باعتبار علم وفضل آپ کا بلند مقام ہے، تصانیف میں قانون شریعت دو جلدیں مشہور ومعروف کتاب ہے، راقم سطور کے پیر ومرشد والد بزرگوار کے رفیق درس اور محب مخلص، نیز راقم کے مخدوم مکرم ہیں، خدا آپ کا سایہ ہم گنہگاروں کے سروں پر تادیر قائم رکھے، اور آپ کے برکات وحسنات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ یاب فرمائے، آمین۔ آپ دس برس کی عمر میں اعلیٰ حضرت بریلوی سے مرید ہوئے۔

حضرت مولانا شریف الحق امجدی مدظلہٗ

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ کے ہم وطن ہیں، مبارک پور میں حضرت شیخ الحدیث مولانا شاہ سردار احمد قدس سرہٗ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی مدظلہ العالی اور دیگر علماء سے علوم کا تکملہ کیا، بریہا بریں گیا، صوبہ بہار کے مدرسہ میں درس دیا، وطن کے مدرسہ شمس العلوم میں صدر مدرس رہے، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا مدظلہ العالی کے زیر نگرانی رضوی دار الافتاء بریلی میں سیکڑوں فتاویٰ لکھے باذوق طلبہ کو درس بھی دیا، چند دنوں کے لئے حضرت مفتی اعظم کی اجازت سے جمنی بازار ضلع پورنیہ کے مدرسہ خانقاہ مصطفائیہ، صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے، مشہور شاعر جناب بیکل بلرام پوری کی دعوت پر ان کے قائم کردہ مدرسہ انوار القرآن کی مسند صدارت المدرسین کو زینت وشرف بخشا، مدرس ہونے کے ساتھ عمدہ خطیب ومصنف بھی ہیں، تقریر مؤثر، مدلل ہوتی ہے، ترویج مذہب اہل سنت کا خصوصی خیال فرماتے ہیں، تصنیف کا ایک خاص رنگ ہے، مسلم لیگ وکانگریس کی کشمکش کے زمانہ میں "سیل رواں" نام کی کتاب لکھی اور مسٹر جناح وغیرہ پر تنقید کی، دوسری کتاب سیرۃ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں "اشرف السیر" ہے، صرف مقدمۃ الکتاب ہی اب تک چھپ سکا ہے، مقدمہ بتاتا ہے کہ کتاب وسعت معلومات، تحقیق وتنقید کے اعلیٰ علمی معیار کی حامل ہے، خدا کرے جلد چھپ جائے، خلافت معاویہ ویزید پر آپ کی مدلل تنقید ماہنامہ "پاسبان" الٰہ آباد کے تحسین نمبر میں چھپ کر مقبول ہو چکی ہے، بیعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ قدس سرہٗ سے ہیں، خدا آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فیض یاب کرے، آمین، ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ آپ کا سال ولادت ہے۔

حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ قدس سرہٗ

محمد صدر الدین نام نامی، شیخ لطف اللہ کشمیری کے فرزند، ۱۲۰۴ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی حضرت شاہ عبد العزیز محدث، شاہ عبد القادر قدس سرہما سے علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وکلام کی تحصیل کی، مولانا فضل امام "امام معقولات" سے علوم عقلیہ پڑھا، اپنے زمانے ہی سرکار انگریزی

میں مفتیٔ عدالت اور صدر الصدور رہے، علوم و فنون کی ترقی و ترویج کے لئے شاہ جہانی دور کی یادگار مدرسہ دار البقاء کا احیاء کیا، یہ مدرسہ جامع مسجد کے نیچے تھا، مدرسین کا انتظام کیا، اپنے پاس سے ساتذہ اور طلبہ کے اخراجات پورے کرتے، عدالت کے کاموں سے فراغت کے بعد گھر پر طلبہ کو درس دیتے، علماء کی مجلس میں صدر نشین، مشاعرہ میں میر مجلس، محتاجوں بیکسوں کے ملجاء و ماویٰ، سادہ وضع تھے، عظیم الشان کتب خانہ جو زندگی بھر کی تلاش کا حاصل تھا فتویٰ جہاد پر دستخط کرنے کے جرم میں جائداد کے ساتھ ضبط ہوگیا، گرفتار ہوئے، جائداد تو آدھی مل گئی لیکن ظالم انگریز نے کتب خانہ واپس نہ کیا، جہاد کے فتویٰ پر دستخط کرنے کے بارے میں تمام مؤرخین غلط فہمی کا شکار ہیں، اور لکھتے ہیں کہ آپ نے دستخط کرتے ہوئے کُتِبَتْ بِالْخَیْر کو بغیر نقطے کے لکھا تھا، دارو گیر کے بعد عدالت میں عذر پیش کیا کہ میں نے تو کُتِبَتْ بِالْجَبْر لکھا تھا لوگوں نے نکتہ لگا کر بِالْخَیْر کر دیا ہے، فتویٰ جہاد دہلی کے اخبار الظفر میں چھپا تھا، جامعہ ملیہ دہلی کی سلور جبلی کی نمائش میں فتویٰ کی اصل جناب آغا حیدر حسن صاحب دہلوی نے پیش کی تھی۔

حضرت مفتی صاحب بلند پایہ شاعر تھے، کلام سادہ اور بلند ہوتا، آزردہ تخلص، عربی، فارسی اُردو تینوں زبان میں جو کہا اب ضائع ہوگیا، بہت سے اشعار ضرب المثل بن چکے ہیں ؎

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں — ایک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں
کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی — کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

تصنیف کی طرف توجہ نہیں کی ایک تذکرہ شعراء کا لکھا تھا، اس کا عکس پروفیسر مولانا مختار الدین احمد آرزو صدر شعبۂ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پاس ہے — ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ میں راہیٔ ملک بقا ہوئے، درگاہ حضرت چراغ دہلی میں مدفن ہے، مولوی ظہور علی شمس الشعراء نے قطعۂ تاریخ لکھا ؎

چو مولانائے صدر الدین کہ در عصر — امامِ اعظمِ آخر زماں بود
زہے صدر الصدور و نیک محضر — بعدل و داد چوں نوشیرواں بود
بروز پنجشنبہ کرد رحلت — کہ ایں عالم نہ جائے جاوداں بود
ربیع الاول و بست و چہارم — ودا ع او سوئے دار الجناں بود

ظہور افسوس، آں استاذ ذی قدر — پدر وارم ہمیشہ مہرباں بود
چہ افسوس ہست تاریخِ ولادت — کنوں گفتم چراغ روشہاں بود
۱۲۸۵ھ

گداز جسم، سانولا رنگ، چھوٹی چھوٹی گہرائی میں اتر جانے والی قدرے اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں بھری ہوئی دراز ڈاڑھی، — پیشوائے منکرین تقلید نواب صدیق حسن بھوپالی، عقائد مذہب دیوبندی مولوی محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی نے بھی آپ سے خصوصی درس لیا، آخر الذکر اپنے مریدوں کے مجمعوں میں آپ کا اہانت آمیز تذکرہ کرتے تھے، تذکرۃ الرشید حوالہ کے لئے دیکھی جائے (باغی علماء، جنگ آزادی نمبر، تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، الیٹ انڈیا کمپنی، گل رعنا)

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی دامت برکاتہم

۱۲۹۴ھ میں اگست کے مہینہ میں کسی دوشنبہ کو سیالکوٹ (پنجاب مغربی پاکستان) کے محلہ کلاس والا آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، اجداد میں حضرت مولانا عبد الحکیم اپنے زمانہ کے مشہور و معروف عالم تھے، خیالی اور قطبی پر ان کے حواشی مشہور ہیں۔ مولانا عبد الحکیم حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے معاصر تھے، حضرت شیخ احمد کو "مجدد الف ثانی" کا خطاب دینے والے آپ ہی ہیں، — ان کا سلسلۂ نسب حضرت سیدنا عبد الرحمٰن ابن حضرت خلیفۃ المسلمین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے وابستہ ہے،

حضرت مدنی دامت برکاتہم نے لاہور میں مولانا غلام قادر علیہ الرحمۃ سے ابتدائی تعلیم کی تحصیل کے بعد ۱۳۱۳ تا ۱۳۱۵ھ پیلی بھیت کے "مدرسۃ الحدیث" میں حضرت شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ سے دورۂ حدیث کیا، حضرت مولانا سید غلام حسین ابن حضرت شاہ جماعت علی محدث علی پوری آپ کے ہم سبق تھے، ۱۳۱۳ھ میں امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے مرید ہوئے، ۱۳۱۸ھ میں ترک وطن کر کے بغداد شریف دربار قادری میں مقیم ہوئے، سات برس آپ پر جذب کی کیفیت رہی، ۱۳۲۷ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، خانوادۂ سادات میں آپ کا عقد ہوا،

آپ کی ذات شریف علمائے شام و مصر و عجم کے لئے مدینہ طیبہ میں مرکز و مرجع ہے، ارض پاک میں آپ اس وقت منفرد عالم و شیخ ہیں، قدرت نے ذات گرامی میں عجیب خصوصیات ودیعت فرمائی ہیں، تواضع

مہمان نوازی، قلتِ کلام حضرت کے مخصوص اوصاف ہیں ـــــ آپ کو امام اہل سنت کے علاوہ شیخ احمد شمس مغربی المتوفی سنہ ۱۳۴۲ھ، شیخ محمود المغربی المراکشی، مولانا عبدالباقی فرنگی محلی المتوفی سنہ ۱۳۶۴ھ اور امام یوسف النبہانی قدس سرہٗ نے بھی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی ـــــ مصر و شام کے علاوہ ہندوستان و پاکستان میں مبین شریعت، برہان الاصفیاء مولانا شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور، حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری کراچی، علامہ غلام [illegible]، مولانا سید عبدالحق اعظمی (مدظلہم) مولانا حشمت علی خاں لکھنوی اور مولانا محبوب علی خاں رحمۃ اللہ علیہم کو آپ نے اجازت و خلافت مرحمت فرمائی اور ازراہ کرم راقم سطور کو اوراد و وظائف کی اجازت عطا کی ہے۔

شمس العلماء مولانا ظہور الحسین رام پوری نور اللہ مرقدہٗ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین علیہ الرحمۃ کے بھانجے، سنہ ۱۲۵۸ھ میں رام پور میں ولادت ہوئی اپنے والد مولوی نیاز اللہ بن مولوی عظمت اللہ فاروقی مجددی سے فارسی اور مولانا امداد حسین سے عربی نحو پڑھی، حضرت شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی سے اول سے آخر تک کتب معقولات کا درس لیا، دینیات حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین سے پڑھی، بعض کتب کا مولانا مفتی سعد اللہ سے درس لیا، صحاح ستہ کی سند حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن سے پائی، مدرسہ منظر اسلام بریلی میں صدر مدرس تھے، شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی کو آپ کی درسی قوت و صلاحیت پر پورا اعتماد تھا اپنے شاگردوں کو آپ کے سپرد کر دیتے تھے ـــــ تذکرہ کاملانِ رام پور میں ہے کہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں شمس العلماء نے مدرسہ عالیہ کے مدرسین کو نواب حامد علی خاں والیٔ رام پور کے سامنے بغرض امتحان پیش کیا، مولانا کی باری آئی تو شمس العلماء نے ان سے قاضی سے الکلیۃ والجزئیۃ قبل صفۃ العلم کے مطالب و مفاہیم بیان کرنے کے لئے فرمایا، آپ نے مالہٗ و ما علیہ کے ساتھ ایسی تحقیق فرمائی کہ شمس العلماء نواب سے کہنے لگے "قاضی پڑھانا اس کو کہتے ہیں"
مولانا حکیم برکات احمد نے حضرۃ العلماء میں آپ کو شمس العلماء کا خاص شاگرد لکھا ہے

سنہ ۱۳۲۲ھ میں نواب رامپور نے بلایا، اور جماعت علماء کے ساتھ شاہانہ استقبال کیا، عمائد و ذوی الاحترام نے جلسہ عام میں شمس العلماء کا خطاب دیا، ۱۲ رجمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۴۲ھ میں وفات ہوئی، تصانیف میں شرح قاضی مبارک، شرح میر زاہد، حاشیہ افق المبین ہے، مگر غیر مطبوعہ، (تذکرہ کاملان رامپور)

حضرت مولانا شاہ ظہور الحق عمادی پھلواروی علیہ الرحمۃ

حضرت شاہ ظہور الحق عرف مولانا شاہ نور الحق تپاں[2] ابن حضرت شاہ مجیب اللہ[1] پھلواروی کے بیٹے، سنہ ۱۱۵۲ھ میں ولادت ہوئی، علمائے پھلواری سے ابتدائی دینیات پڑھ کر ملا جمال اللہ جعفری سے تکمیل کی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث سے بذریعہ مکاتبہ سند حدیث حاصل کی، سنہ ۱۲۰۳ھ میں والد سے مرید ہوئے، سنہ ۱۲۱۱ھ میں والد نے الباس خرقہ کر کے سجادۂ عمادیہ پر جانشین کر دیا، درس و تدریس کا مشغلہ تھا، کثیر تعداد میں طلبہ زیر درس رہتے تھے، سنہ ۱۲۳۰ھ میں اہل عظیم آباد کی خواہش پر ترک وطن کر کے عظیم آباد میں سکونت گزیں ہوئے اور خانقاہ عمادیہ قائم کی، ۱۶ ذی قعدہ سنہ ۱۲۳۳ھ میں رحلت ہوئی، مدفن والد کے پہلو میں پھلواری شریف میں ہے، ـــ تصانیف میں "تسویلات الفلاسفہ" مشہور ہے، آپ بہار کے اکابر و اعاظم علماء میں تھے۔ (آثارات پھلواری)

حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قدس سرہٗ

میجرہ ضلع عظیم آباد پٹنہ کے ساکن، حضرت سید محمد ابراہیم ملک بیو بہاری سے نسلی علاقہ، والد کا

---

[1] پھلواری کے مشہور بزرگ، سنہ ۱۰۹۸ھ میں ولادت ہوئی، ـــ حضرت مولانا حارث رسول نما علیہ الرحمۃ سے درسیات پڑھی اور تکمیل سلوک بھی کی، اجازت و خلافت پائی، صاحب عرفان و طریقت عالم و فاضل بزرگ گذرے ہیں، سنہ ۱۱۹۱ھ بروز شنبہ ۲۰ جمادی الثانیہ وفات ہوئی۔

[2] حضرت شاہ مجیب اللہ قادری پھلواروی کے حفید رشید، اور شاہ احمد عبدالحق المتوفی سنہ ۱۱۹۹ھ کے فرزند نامور و متبحر عالم، فارسی کے زبردست شاعر تھے، مورخ نے آپ سے شورۂ [illegible] کیا، سنہ ۱۱۵۶ھ سال ولادت، والد سے اخذ علوم کیا، تپاں تخلص کرتے تھے، فارسی دیوان چھپ چکا ہے، رمضان شعبان سنہ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

نام عبدالرزاق، ۱۰ محرم سنہ ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوئے، غلام حیدر تاریخی نام ہوا، جس سے سنہ فصلی کے سنہ ۱۲۹۱ برآمد ہوتے ہیں، ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، جو فارسی کے دبیر تھے، دس برس کی عمر میں اپنی نانہال موضع بین کے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں داخل ہو کر مولانا معین الدین اشرف، مولانا بدالدین اشرف، مولانا معین الدین ازہری سے درس نظامی کی متوسطات تک تعلیم پائی،

سنہ ۱۳۲۰ھ میں حضرت مولانا قاضی عبدالوحید رئیس لودی کٹرہ کے مدرسہ حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کے درس میں شریک ہوئے، محدث سورتی کے چلے جانے کے بعد سنہ ۱۳۲۱ھ میں آپ کانپور پہونچے، اور دارالعلوم میں استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری سے منطق کی کتابیں پڑھیں، اور مولانا احمد حسن کے شاگرد رشید مولانا شاہ عبید اللہ سے ہدایہ اخیرین ختم کی، مولانا قاضی عبدالرزاق کانپوری تلمیذ رشید اُستاذ زمن سے بھی علمی استفادہ کیا کچھ دنوں پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی کے درس میں شریک ہو کر حدیث پاک کی سماعت و قرأت کی۔ ـــــ یہاں سے بریلی پہونچے، اسوقت وہاں مولوی غلام یٰسین خاں سہسرامی نے اہل سنت کے روپ میں فاضل بریلوی کی حمایت و تائید سے مصباح التہذیب کے نام سے مدرسہ قائم کر کے درس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، اس لئے آپ اُن کے درس میں شریک ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے، آپ کے ہی ذریعے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مولوی یٰسین صاحب درپردہ وہابی ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ ہی کی کوششوں سے مدرسہ منظر اسلام قائم ہوا جسکی تفصیل یوں ہے، کہ آپ نے حضرت مولانا حسن رضا بریلوی و مولانا حامد رضا خاں کو ہم خیال کر کے حضرت مولانا حکیم سید محمد امیر اللہ شاہ بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر منتخب کیا، کہ اعلیٰ حضرت سید ہونے کی وجہ سے ان کی بات نہ ٹالیں گے، ـــــ حکیم صاحب اعلیٰ حضرت کے پاس پہونچے اور سب کی طرف سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست پیش کی، اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفی مصروفیات کی بنا پر انکار فرمایا، تب حکیم صاحب نے کہا، قیامت کے دن اگر پوچھا گیا کہ بریلی میں دیوبندیت

کو کس نے فروغ دیا، تو میں آپ کا نام لوں گا۔ اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا، یہ کیوں کر؟ حکیم صاحب نے کہا، آپ مدرسہ نہیں قائم کرتے، اس لئے، ـــــ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، میں اپنی تصنیفی مصروفیات کی بنا پر چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا، حکیم صاحب نے فوراً کہا، ہم لوگ مدرسہ قائم کرتے ہیں، آپ تائید فرمادیں، ـــــ رحیم یار خاں کے مکان پر مولانا ظفر الدین صاحب اور مولانا عبدالرشید صاحب عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ہوا، اور اعلیٰ حضرت نے جا کر بخاری کا سبق شروع کرایا، "منظر اسلام"، مدرسہ کا تاریخی نام حضرت مولانا حسن رضا برادر خورد اعلیٰ حضرت نے تجویز فرمایا، اور حضرت حسن رضا ہی مدرسہ کے پہلے مہتمم مقرر[1] ہوئے

اسی مدرسہ میں مولانا ظفر الدین صاحب نے مولانا حکیم محمد امیر اللہ شاہ بریلوی تلمیذ والد ماجد فاضل بریلوی، و مولانا حامد حسن رام پوری شاگرد خاص مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری، و مولانا بشیر احمد علی گڑھی شاگرد مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے درسیات کا تکملہ کیا، اور فاضل بریلوی سے بخاری شریف، اقلیدس کے چھ مقالے، تصریح تشریح الافلاک، شرح چغمنی تمام کر کے علم توقیت وجفر وتکسیر حاصل کیا، تصوف کی کتاب عوارف المعارف، رسالہ قشیریہ پڑھا، شعبان سنہ ۱۳۲۵ھ میں کثیر مجمع علماء میں بدعوت فاضل بریلوی حضرت مخدوم شاہ حیات احمد قدس سرہٗ سجادہ نشین ردولی شریف نے دستار فضیلت باندھی اور سند مرحمت فرمائی۔

مدرسی کی ابتداء مدرسہ منظر اسلام سے ہوئی، سنہ ۱۳۲۹ھ تک یہاں درس دیا، اسی سنہ میں شملہ کی جامع مسجد کے خطیب ہو کر گئے، پھر مولانا حکیم عبدالوہاب الہ آبادی کے مدرسہ حنفیہ آرہ میں صدر مدرس ہوئے، اس کے بعد جب جامعہ شمس الہدیٰ پٹنہ سنہ ۱۹۱۳ء میں قائم ہوا تو بہ حیثیت مدرس حدیث آپ کا تقرر ہوا، اس کے بعد مدرس فقہ و تفسیر ہوئے، مدرس اول کے منصب پر فائز تھے، کہ سنہ ۱۹۱۶ء میں حضرت سید شاہ ملیح الدین احمد سجادہ نشین خانقاہ کبیریہ سہسرام کے مدرسہ میں مدرس اول ہو کر گئے، سنہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۱ء میں جب جامعہ شمس الہدیٰ گورنمنٹ کے زیر انتظام آیا تو سینیر مدرس ہو کر

[1] قیام مدرسہ کے یہ واقعات حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی نے راقم سطور کو مکہ معظمہ میں سنہ ۱۳۹۰ھ بماہ ذی الحجہ میں بتائے

واپس آئے ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۸ء میں جامعہ کے پرنسپل ہوئے، ۲۲ر نومبر ۱۹۴۵ء سے رخصت لے کر آرام کیا، ۱۹۵۱ء میں پرنسپل کے عہدے سے سبکدوش ہوئے ۱۳۶۶ھ سے ۱۳۷۰ھ تک نظر منزل شاہ گنج پٹنہ مقیم رہے، حضرت سید شاہ شاہد حسین سجادہ نشین تکیہ حضرت شاہ رکن الدین عشق پٹنہ المتوفی ۱۳۰۳ھ قدس سرہٗ کی استدعا پر ۱۲ر شوال المکرم ۱۳۷۰ھ میں کٹیہار میں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح کیا، اور صدر مدرس کے عہدہ کو رونق بخشی۔ ——— ربیع الاول ۱۳۸۰ھ میں علالت کی وجہ سے نظر منزل پٹنہ آگئے، ۱۹ر جمادی الاخری ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۶۲ء شب دوشنبہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے پہلے ذکر جہر اللہ اللہ کرتے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے واصل الی اللہ ہوئے۔ ——— حضرت شاہ ایوب ابدالی شاہد محمد رشیدی اسلام پوری نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ راقم سطور نے "فاضل بہار" تاریخی نقرہ کہا۔

محرم الحرام ۱۳۲۱ھ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے مرید ہوکے اور بعد فراغت تمام سلاسل میں مجاز مطلق ہوئے، آپ نے درجنوں کتابیں تالیف و تصنیف کیں، احناف کی مؤید حدیثوں کا مجموعہ جو بیس جزو اور چھ جلدوں میں بنام جامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری مشہور و معروف ہے، فاضل بریلوی نے "ملک العلماء" کا خطاب دیا، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبۂ عربی پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو آپ کی تنہا یادگار اور فرزند ہیں۔

حضرت مولانا شاہ محمد عادل کانپوری علیہ الرحمۃ

وطن قصبہ نارہ ضلع الہ آباد، تاریخ ولادت ۱۱ر ربیع الآخر ۱۲۶۱ھ، غلام نعیم تاریخی نام، چھ سال کی عمر میں اپنے والد شیخ محی الدین بخش بن کرم بخش کے پاس فتح پور آگئے، جہاں وہ منصف تھے، اور یہاں کے علماء سے کافیہ تک پڑھا، بیس برس کی عمر میں مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت کشفی نے فراغت کے بعد دس ربیع الآخر ۱۲۸۱ھ میں سند فضیلت مرحمت کی ۱۲۸۲ھ میں علامہ سید احمد دحلان شیخ الحرم مکی نے سند ارسال کی اور قدوۃ العلماء الاعلام کے لقب سے یاد کیا، جس کے واقعی آپ مصداق تھے، ۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۲۹۲ھ میں دہلی میں حضرت قطب عالم شاہ عبد العزیز اخوند قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت

میں داخل ہوئے، اسی مجلس میں اہلیت تامہ کی بنا پر مجاز مطلق کی سند عطا ہوئی، اور شاہ مشتاق احمد کے لقب سے سرفراز ہوئے، ۲۱ر محرم ۱۲۹۵ھ میں حضرت شاہ ابو الحسن احمد نوری سجادہ نشین مارہرہ شریف نے اجازت و خلافت دی، آپ کی تصانیف میں تنزیہ الفواد عن سوء الاعتقاد رد وہابیہ میں مشہور کتاب ہے، آپ کے فتاویٰ کی ضخیم جلدیں محفوظ تھیں جو دیمک کی نذر ہو گئیں، آپ کی مہر کا سجع حاکم محکمۂ شرعی محمد عادل تھا، ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ سال وفات اور حضرت کشفی کے حظیرہ میں بائیں طرف آخری آرامگاہ ہے، مشہور قاری مولانا ضیاء الدین الہ آبادی المتوفی ۱۹۵۸ء آپ کے نواسہ تھے۔

حضرت مولانا عبد العلی خاں رام پوری علیہ الرحمۃ

رام پور کے مشہور عالم معروف بہ ریاضی داں، ابتدائی تعلیم مولوی حیدر غیر مقلد ٹونکی اور مولانا مفتی شرف الدین رام پوری المتوفی ۱۲۲۸ھ سے حاصل کی، اور کسب حدیث شریف و طب بترتیب حضرت شاہ اسحاق دہلوی اور حکیم صادق علی دہلوی سے کیا، فاضل خیر آبادی علامہ فضل حق سے حاشیہ قدیمہ پڑھا، پختہ استعداد اور حاضر العلم تھے، علوم حکمیہ سے خصوصی شغف اور دلچسپی رکھتے تھے، مدرسہ عالیہ میں مدرس اول تھے، طلبہ پر شفیق و مہربان اور ترقی استعداد کا خیال رکھتے تھے، باذوق طلبہ کی جماعتوں کو گھر پر بھی درس دیتے، تقریباً ۱۲۹۱ھ/۹۰ میں رام پور حاضر ہو کر مجدد الملۃ مولانا احمد رضا بریلوی نے شرح چغمنی کے چند سبق پڑھے، نواب یوسف علی خاں، اور نواب حاجی کلب علی خاں المتوفی ۱۳۰۲ھ بھی شاگردوں میں تھے، ۱۳۰۳ھ آپ کا سال رحلت ہے۔

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی علیہ الرحمۃ

سال ولادت ۱۲۷۰ھ حضرت مولانا عبد الحی فرنگی محلی سے فاتحہ فراغ پڑھا، حکیم محمد رشید گوپاموی، اور حکیم رضا حسین لکھنوی سے طب پڑھی، حضرت حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۲۳ھ کے مرید تھے، حضرت مولانا آل امام پھلواروی سے بھی کسب فیض کیا، تخلص کوثر تھا، حضرت امیر مینائی سے مشورہ سخن کیا، عرصہ تک ریاست ٹونک میں درباری طبیب رہے، آپ کی حذاقت مسلم تھی، صرف چند ادویہ سے علاج کرتے تھے، حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے

مرض الموت میں بحیثیت صحیح العقیدہ طبیب کے آپ کا نام لیا گیا تھا، مگر کسے معلوم تھا کہ دو ماہ کے بعد ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ دوشنبہ کو آپ بھی راہی دار ملک بقا ہو جائیں گے، آپ کے بیٹے حکیم احمد علی، مولانا اسد الحق اور مولانا عبد العزیز کے تلمیذ رشید اور ماہر العلم تھے، حرکت قلب بند ہو جانے سے ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (خیر آباد کی علمی جھلک، وصایا مولانا شاہ محمد...)

حضرت مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد عبد الحلیم فرنگی محلی ۱۱ شوال المکرم ۱۲۰۹ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، صرف و نحو اپنے والد مولانا محمد امین اللہ المتوفی ۱۲۳۶ھ سے پڑھ کر کتب متداولہ کا درس علماء فرنگی محل مولانا مفتی ظہور اللہ، مولانا مفتی محمد اصغر اور مولانا مفتی محمد یوسف علیہم الرحمۃ سے لیا، تکمیل کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

۱۲۶۰ھ میں نواب ذو الفقار الدولہ والی باندہ کی طلب پر باندہ تشریف لے گئے، ریاست کے مدرسہ میں مدرس مقرر کئے گئے، اس کے بعد ۹ برس مدرسہ حنفیہ میں صدر مدرس رہے، یہاں قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار مولانا حکیم وکیل سکندر پور کی استدعا پر قلم بند فرمایا، ۱۲۶۷ھ میں حضرت مولانا شاہ عبد الوالی فرنگی محلی سے سلسلۂ قادریہ رزاقیہ میں مرید ہوئے، ۱۲۶۸ھ میں حیدر آباد کا سفر کیا، سید تراب علی خاں مدار المہام نے مدرسہ نظامیہ کا مدرس بنایا، ۱۲۷۹ھ میں حج و زیارت کے لئے گئے، مکہ معظمہ میں مولانا محمد جمال حنفی اور شیخ احمد زینی دحلان سے علم حدیث اور دیگر علوم کی سند حاصل کی، ۱۲۸۰ھ میں مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، مولانا شاہ عبد الغنی ابن حضرت شاہ ابو سعید علوی مجددی سے حدیث و تفسیر اور مولانا شاہ عبد الرشید ابن مولانا شاہ احمد سعید ابن حضرت شاہ ابو سعید علوی مجددی سے قصیدۂ بردہ اور حزب البحر کی اجازت و سند حاصل کی، ۱۲۸۲ھ میں حیدر آباد واپس ہوئے اور عدالت نظامیہ سے وابستہ ہو گئے۔

صفر المظفر ۱۲۸۴ھ میں سل و دق کے مرض میں مبتلا ہوئے، اور ۲۱ شعبان المعظم ۱۲۸۵ھ میں

حیدر آباد میں وفات پائی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو شاہ یوسف قادری کے زیر قدم دفن کیا گیا ـــــ "واقف راہ خدا مولوی عبد الحلیم" مصرعۂ تاریخ وفات ہے۔ ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گذاری، تالیفات شروح حدیث و فقہ میں گراں قدر اضافات ہیں۔ (حسرۃ العالم بوفاۃ مرجع العالم)

حضرت مولانا شاہ عبد الرزاق فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے والد کا نام مولانا جمال الدین فرنگی محلی ہے، ۱۲۳۶ھ سال ولادت باسعادت مولانا جمال الدین صاحب کا قیام بسلسلۂ تدریس مدراس تھا، آپ فطری رجحان کی بنا پر تحصیل علم میں لگ گئے، پہلے کچھ کتابیں مولانا نور کریم دریا بادی اور مولانا مفتی محمد اصغر اور مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی سے اکثر درسیات پڑھی، حدیث و تفسیر مولانا حسین احمد ملیح آبادی اور مولانا مرزا حسن علی لکھنوی سے پڑھی، ـــــ مولانا شاہ محمد عبد الوالی کے مرید تھے، کتب تصوف کی تحصیل انھیں سے کی، ۱۲۵۲ھ میں تکمیل علوم سے فارغ ہوئے، پیر و مرشد اور والد سے اجازت و خلافت تھی، آپ نے آخر عمر میں تدریس کا کام ختم کر دیا تھا، ـــــ مولانا شاہ عبد الرزاق اپنے زمانے میں فرنگی محل کے نامور صاحب ارشاد بزرگ و مرجع خاص و عام تھے، ۲۵ صفر المظفر بروز دوشنبہ بوقت نصف النہار ۱۳۰۷ھ میں فوت ہوئے، آپ کا مزار باغ مولانا انوار صاحب میں ہے، شاہ محمود احمد محمود رودولوی نے قطعۂ تاریخ کہا ؎

کرد رحلت چوں سپہر اتقا — مہر اوج فقر و قدر منزلت
تیرہ و تاریک شد عالم کنوں — از وصال آں تقدس مرتبت
سال وصلش گفت محمود حزیں — "ہائے بودہ آفتاب معرفت"
۱۳۰۷

(انوار رزاقیہ)

حضرت مولانا سید عبد الصمد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ آل احمد بلگرامی کے صاحبزادے تھے، ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۵ھ میں آپ

کا سال پیدائش ہے، ۱۲ برس کی عمر میں سنہ ۱۲۶۰ھ میں قرآن پاک اور فارسی کی درسیات ختم کی، اس کے بعد والد کے ہمراہ اپنے ماموں سید فرزند حسین صاحب کے پاس کانپور آئے، قرآن پاک حفظ کیا اور صرف ونحو اور منطق کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی کے شاگردوں سے پڑھیں، شرح سلم العلوم وحمد اللہ مولانا کشفی کی خدمت میں تمام کی، منطق وفلسفہ اور عربی قصائد رامپور لکھنؤ اور الور میں رہ کر مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ـــــ تفسیر وحدیث مولانا نور الحسن اور مفتی الٰہی بخش کاندھلوی سے حاصل کی، پھر کانپور آکر حضرت کشفی سے تفسیر بیضاوی کا درس لیا، شوال سنہ ۱۲۶۷ھ میں فراغت کی سند پائی، حج وزیارت کے لئے گئے تو مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الاسلام احمد زینی دحلان سے فقہ، حدیث، تفسیر کی سند حاصل کی،

گورنمنٹ کالج بنارس میں عربی وفارسی کے پروفیسر تھے، اپنے استاذ حضرت علامہ خیر آبادی کی طرح عربی کے بہترین ناثر وناظم تھے، کلام تینوں زبان میں کہا ـــ تصانیف میں تذکرۃ الشعرا، حاشیہ ہدایہ، تحفۃ الطلبہ، حاشیہ ہدیہ سعیدیہ اور دیگر رسائل مقبول تھے، وہابیوں کے رد میں اور ان کے استیصال میں مولانا عبد اللہ بلگرامی کی خدمات بہت ہیں، اعلیٰ حضرت تاج الفحول بدایونی قدس سرہٗ سے خصوصی تعلقات وروابط تھے، سنہ ۱۲[illegible]ھ میں حضرت شاہ عبد العزیز اخوند دہلوی قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اور انھیں کی طرف سے اجازت وخلافت سے سرفراز تھے، کانپور میں یکم رمضان المبارک بروز شنبہ سنہ ۱۳۰۵ھ میں فوت ہوئے، کربلا قبرستان کرنیل گنج میں مزار ہے، قطعہ تاریخ وفات یہ ہے،

نکو سیرت چو عبد اللہ حافظ — سوئے ملک بقا از گاہ رفتہ
بہ سال رحلتش ہاتف ندا داد — بہ جنت پاک عبد اللہ رفتہ
۱۳۰۵ھ

حضرت مولانا صوفی عبد الرحمٰن وجودی رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد کا نام سید محمد حسن، وطن کوٹ مخدوم عبد الحکیم تعلقہ مبارک پور شکار پور سندھ، سنہ ۱۱۶۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، ۱۹ سال کی عمر تک والد سے تحصیل علوم کی، قصبہ بہاروی میں چند دنوں

مولانا اسد اللہ سے پڑھنے کے بعد دہلی پہونچے اور وہاں سے رامپور آئے، رامپور سے سنہ ۱۱۹۸ھ میں لکھنؤ پہونچ کر حضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر سنہ ۱۱۹۹ھ میں درسیات کی تکمیل کی، سنہ ۱۲۰۰ھ میں فریضۂ حج ادا کیا، لکھنؤ میں مسجد پنڈاری میں قیام تھا، سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ عظیم خلیفہ حضرت فخر دہلوی سے بیعت اور اجازت وخلافت سے سرفراز تھے سماع سے خاص ذوق تھا، شریعت مطہرہ کے سختی سے پابند تھے، نہایت متبحر اور خوش تقریر عالم تھے، قناعت وتوکل خصوصی اوصاف تھے، اکابر صوفیۂ کرام کے مسئلہ پر "وحدۃ الوجود" کے قائل تھے، اس مسئلہ میں آپ کے زمانے میں آپ کا کوئی مثیل نہ تھا.

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے بالاکوٹ خون ریزی کے ارادے سے جاتے ہوئے نہ بدا حضرت سے کہا تھا " واپس ہو کر تمہاری خبر لوں گا،، حضرت نے جواب دیا" پہلے تم واپس بھی تو آجاؤ،، قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید، مولوی اسماعیل سنہ ۱۲۴۶ھ میں خوانین بالاکوٹ کے ہاتھوں مارے گئے ـــــ اس طرح حضرت کا ارشاد مبارک ظہور میں آیا، کلمۃ الحق آپ کی مشہور تصنیف ہے، ۶ ذی قعدہ سنہ ۱۲۵۹ھ سال رحلت ہے.

قطب عالم حضرت شاہ عبد العزیز اخوند رحمۃ اللہ علیہ

قطب العالم حضرت شاہ عبد العزیز اخوند دہلی کے اکابر واعاظم بزرگوں میں تھے، والد کا نام مولوی حکیم الٰہی بخش، دادا کا نام حافظ محمد جمیل تھا، سنہ ۱۲۱۱ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ۹ سال کی عمر میں اخوند برہان صاحب سے قرآن پاک حفظ کیا، اخوند برہان صاحب پشاور کے رہنے والے تھے، شاہ عالم کے زمانے میں غلام قادر کے ہمراہ دہلی کو تاخت وتاراج کرنے کے ارادے سے آئے تھے، حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے شاگرد اور مرید تھے، کہا کرتے تھے کہ ہم غلام قادر کے ہمراہ دہلی لوٹنے آئے تھے، حضرت شاہ عبد القادر کی نظر نے ہمیں لوٹ لیا، ـ اخوند برہان صاحب نے تیمناً وتبرکاً حضرت کا ختم قرآن اپنے پیر ومرشد سے کرایا، ـــ فارسی کی درسیات اور شافیہ

اور شرح ملّا جامی حضرت مولانا کریم اللہ دہلوی سے پڑھیں، مولانا کریم اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث کے شاگرد تھے، سہ شنبہ ۴؍ شوال المکرم ۱۲۹۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا، حضرت قطب العالم کو خبرِ وصال سن کر کافی صدمہ ہوا، باچشم تر فرمایا، آج مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا انتقال ہوا، حضرت قطب العالم نے مشکوٰۃ المصابیح کا درس حضرت شاہ عبدالعزیز محدث سے لیا، لوائح جامی حضرت حافظ محمد علی شاہ فخری سلیمانی خیرآبادی سے اور مثنوی مولانا ئے روم حضرت حقائق پناہ غلام محمد شاہ عرف مسکین شاہ سے پڑھی، ———— حضرت قدوہ ارباب کاملان شاہ محمد غوث شہید قادری کی خدمت میں شیخو پورہ بدایوں شریف میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا رخصت کے وقت حضرت شاہ محمد غوث[1] شیخو پوری نے فرمایا، ہم نے تمہارا نام شاہ مقبول احمد رکھ کر مجاز ارشاد کیا، حضرت قطب العالم نے قدم بوسی کے بعد عذر معذرت چاہی تو حضرت پیر و مرشد نے فرمایا، ہم نے تم کو بحکم پیران عظام مجاز کیا ہے، اگر کوئی شخص بحسن عقیدت، بنظر استفادہ حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کرے، استخارہ کے بعد اس کی دست گیری کرنا''

حضرت قطب العالم کی قوت مکاشفہ بڑی زبردست تھی، ہزارہا مخلوق نے آپ کے نفس زکیہ کی برکات سے جلاء قلب و نظر حاصل کی، حضرت مولانا شاہ سراج الحق حفید رشید حضرت شیخ المشائخ

---

[1] حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ قصبہ زمانیہ ضلع غازی پور کے رہنے والے تھے حضرت شیخ الشیوخ شاہ آل احمد عرف اچھے میاں کے مرید و خلیفہ تھے، شیخو پور بدایوں میں قلعہ کے باہر ایک مسجد، خانقاہ اور کنواں تعمیر کیا، اور خلق خدا کی ہدایت میں مصروف ہوئے، آپ کا گذر بسر توکل پر تھا کسی سے فتوح و نذر قبول نہیں کرتے تھے، خرچ بہت زیادہ تھا بدایوں تشریف لے گئے، ایک جماعت ساتھ تھی، اسی میں سے کئی شخصوں نے مل کر آپ کو زخمی کر دیا، آپ نے قاتلوں سے فرمایا، تم لوگ فوراً چلے جاؤ، ایسا نہ ہو کہ کوئی تم کو دیکھ لے اور گرفتار کرلے، یہ واقعہ رشعبان ۱۳۵۵ھ کو شب جمعہ میں پیش آیا، آپ کا مزار شریف پیر بودلہ و حضرت احمد بودلہ کے مزار سے متصل ہے، تکاشاہ آپ کے ممتاز خلفاء میں تھے مگر سلسلہ کا اجراء حضرت قطب العالم شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ سے ہوا۔ (تذکرۃ الواصلین)

غوث الوقت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی، حضرت تاج العرفاء مولانا شاہ محمد عادل کانپوری حضرت شاہ سید مہدی حسن، حضرت حافظ عبداللہ قدس اسرارھم مشہور و اجل خلفاء میں تھے۔

حضرت قطب العالم نے بروز شنبہ ۱۰؍ محرم المکرم بوقت ظہر ۱۲۹۶ھ میں انتقال فرمایا مزار مبارک آپ کی مسجد محلہ فراش خانہ دہلی میں ہے، ———— حضرت کے مرید خاص حضرت مولانا سید محمد بخش اللہ شاہ گورکھپوری نے ''خاص خدا'' مادۂ تاریخ کہا، جس کو حافظ غلام رسول ویراں شاگرد ذوق نے نظم کیا ؎

حافظ آگاہ دل شیخ زماں عبدالعزیز — آں کہ اُو مقبول احمد بود از صدق و صفا
بہر تاریخ وصالش ثبت شد ''خاص خدا''
۱۲۹۶ھ

(ریاض الابرار)

حضرت شاہ عبدالعلیم آسی سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹؍ شعبان المعظم ۱۲۵۰ھ میں سکندر پور ضلع میں ولادت باسعادت ہوئی، ظہور الحق تاریخی نام قرار پایا، والد کا نام شیخ قنبر حسین، آپکے نانا کا نام مفتی احسان علی، حضرت مولانا مظفر بلخی[1] کی اولاد میں تھے، ابتدائی کتب نانا سے پڑھنے کے بعد خانقاہ رشیدیہ جون پور حاضر ہوئے اور حضرت شاہ غلام معین الدین قدس سرہٗ سے میر قطبی تک پڑھا، حاجی امام بخش جون پوری المتوفی ۱۲۷۷ھ نے اپنی آمدنی سے چار آنہ وقف کر کے مدرسہ حنفیہ کی بنا ڈالی اور حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی کو بلاکر صدر مدرس مقرر کیا تو آپ حضرت مولانا سے پڑھنے لگے، پڑھنے میں بہت محنت فرماتے، رات گذر جاتی مگر خبر نہ ہوتی، ایک صفحہ سے زیادہ کسی کتاب کو سبقاً نہیں پڑھا، مولانا عبدالحلیم صاحب فرماتے

---

[1] حضرت مولانا مظفر بلخی، بلخ کے تارک سلطنت سلطان، اور تعلیم معرفت الٰہیہ کے شاہ حضرت مخدوم شرف الدین منیری قدس سرہٗ کے چمنستان کی بہار تھے، بحکم پیر و مرشد عدن تشریف لے گئے، وہیں ۳؍ رمضان المبارک ۷۸۸ھ میں وفات پائی، ''بہارِ شرف'' فقرہ تاریخ وصال ہے، تفصیل کے لئے مناقب الاصفیاء، تاریخ سلسلۂ فردوسیہ، ''وسیلۂ شرف'' دیکھی جائے۔ (وسیلۂ شرف)

کتاب ختم ہوگئی، اب دوسروں کو پڑھاؤ، ـــــ مولانا عبدالحلیم صاحب کے جانے کے بعد ان کی جگہ پر مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی آئے، آپ ہدایہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، مفتی صاحب نے فرمایا، فقیر کا شمس بازغہ کے بعد ہدایہ پڑھانے کا معمول ہے، حضرت آسی نے عرض کیا، شمس بازغہ پڑھ چکا ہوں، اس گفتگو کے بعد انھوں نے عام طلبہ کی طرح پڑھانا چاہا، حضرت آسی نے عرض کیا، تین سطروں کا مطالعہ کرکے آیا ہوں، میں نے جو باتیں ان میں پیدا کی ہیں، ان کو سن لیجئے، تین گھنٹہ تقریر کی، مفتی صاحب دم بخود سنتے رہے، ختم تقریر کے بعد مفتی صاحب نے فرمایا، صاحبزادے میں آپ کی تعریف مولوی عبدالحلیم سے سن چکا ہوں، مجھے ایسے شاگرد کی جب تلاش تھی تو کوئی نہیں ملا، اب بوڑھا ہو چکا ہوں، پڑھانے کے لائق نہیں رہا، آپ مطالعہ کرکے کتاب خود ختم کر لیجئے اور دوسروں کو پڑھایئے، جہاں شبہ ہو پوچھ لیجئے۔

حضرت آسی کے والد اور پیر و مرشد شاہ غلام معین الدین قدس سرہما کو حضرت قیام الحق شاہ امیر الدین حیدری رشیدی سے بیعت تھی، خلافت بھی دونوں کو ساتھ ملی، حضرت آسی برسہا برس سفر و حضر میں خدمت گذاری کے لئے پیر و مرشد کے ساتھ رہے، شیخ کے وصال کے بعد درگاہ رشیدیہ کے سجادہ نشین ہوئے، اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے، شاہ غلام افضل الہ آبادی سے تلمذ تھا، دیوان عین المعارف حقائق و معارف کا گنجینہ ہے ـــــــــــ کشیدہ قامت، گداز بدن، کتابی چہرہ، سیاہ آنکھیں، گھنی اور گول داڑھی، خندہ رُو، سڈول بدن، سراپا جمال تھے، ابتدا میں ذریعۂ معاش کے لئے طبابت کی، طبیعت بذلہ سنج پائی تھی، آخر عمر میں صحت خراب ہوگئی تھی، بصارت میں زوال ہوگیا تھا لیکن نور بصیرت میں کمال کا درجہ حاصل ہوگیا تھا وفات سے پانچ سال پہلے فتلی کا مرض لاحق ہوا، چائے پر گذارہ تھا،

۸۵ برس کی عمر میں ۳ رجمادی الاخری ۱۳۳۵ھ موافق ۲ فروری ۱۹۱۷ء اپنی سسرال محلہ نور الدین پورہ غازی پور میں انتقال فرمایا، مزار مبارک اسی محلہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت مولانا محمد فاخر الہ آبادی، حکیم عبدالعزیز بہاری، شاہ ادریس رسول پھلواروی، شاہ

عبدالحق ظفر آبادی، مولانا عبدالحنان غازی پوری، مولانا محب اللہ غازی پوری، مولانا حکیم نذیر احمد بہاری خلفاء تھے، مشہور عالم، ادیب و شاعر اور علم نواز مولانا سید محمد سبحان اللہ عظیم رئیس گورکھپور آپ ہی کے مرید تھے، حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش المتوفی ۱۳۷۶ھ فانی جانشین تھے، انھوں نے درج ذیل منظوم تاریخ وفات کہی۔

قطب دوراں شیخ ما عبدالعلیم ــ چوں بحق واصل شد از راہ نیاز

دست گیرش چوں بخواند او را حلیم ــ عفو و لطفش زاں شدہ عاصی نواز

مثل عرش از پرتو خلق عظیم ــ بود او را دامن رحمت دراز

ہر تاریخش چو فانی فکر کرد ــ ایں صدا آمد ز خلوت گاہ راز

شد جہاں بے او بچشم من سیاہ ــ محو ذات اللہ حلیم پاک باز

۷ - ۱۳۴۲ = ۱۳۳۵

(دیوان آسی، تاریخ شیراز ہند جونپور)

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی

اپنے وطن دیوہ شریف، ضلع بارہ بنکی میں ۹ رشوال المعظم ۱۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے، ۱۲۴۰ھ میں بعمر تیرہ برس علماء کی سنت مستمرہ کے مطابق رام پور کا تعلیمی سفر کیا، مشہور وہابی مولوی حیدر علی ٹونکی رام پوری، مولانا سید محمد بریلوی اور مولانا نور الاسلام سے درسی کتابیں پڑھیں، حدیث کا دور شاہ اسحاق دہلوی سے کیا، علی گڈھ میں مولانا بزرگ علی مارہروی سے ریاضی پڑھی، فراغت کے بعد علی گڈھ ہی میں سرکار انگریزی میں مفتی و منصف کے منصب پر مقرر کئے گئے، ایک سال کے بعد بریلی تبادلہ ہوا، بریلی مجاہدین استخلاص وطن کا خاص مرکز تھا، ۱۸۵۷ء کی آتش انقلاب سرد ہونے کے بعد بغاوت کے الزام میں بعبور دریائے شور کی سزا تجویز ہوئی اور ۱۸۵۹ء میں مفتی صاحب کالا پانی بھیج دیئے گئے، وہاں پہلے سے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور حضرت مولانا مفتی مظہر کریم دریابادی موجود تھے، یہاں ان دونوں کا ساتھ رہا، زنداں کی کلفت اور غریب الوطنی

کی اذیت و محن کے باوجود حفظ قرآن پاک کیا، اور سیرت نبوی میں "تواریخ حبیب الہ" بغیر کتابوں کی مدد و مراجعت کے تالیف کی، مقابلہ کے بعد سارے واقعات صحیح نکلے، ۱۲۷۷ھ میں حافظ وزیر علی داروغہ جیل کی کوشش سے رہا کئے گئے۔

کاکوری میں تھوڑا عرصہ قیام کرنے کے بعد کانپور آئے، اور اسی سنہ میں مدرسہ فیض عام قائم کیا، مولانا لطف اللہ علی گڑھی مشہور زمانہ عالم و بزرگ مدرسہ کے پہلے فارغ طالب علم تھے ۱۲۷۹ھ میں بذریعہ ہوائی جہاز حج و زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے، ۷ رشوال المکرم ۱۲۷۹ھ کو جہاز جدہ پہونچ کر پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا، مفتی صاحب بحالت نماز احرام باندھے ہوئے غریق بحر رحمت ہوئے، (استاذ العلماء، تذکرہ علمائے ہند، ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما)

حضرت مولانا عبد الحق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۴۴ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا سید شاہ مصباح الحسن پھپھوندی اپنے استاذ مولانا ہدایت اللہ خاں جون پوری کی روایت سے فرماتے تھے کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی نے آپ کے عقیقہ میں ساٹھ ہزار روپئے خرچ کئے تھے۔

آپ نے والد ماجد سے کسب علوم کیا، ۱۲۵۸ھ میں چودہ برس کی عمر میں فاتحہ فراغ پڑھا مشاہیر علمائے دہلی، مفتی صدر الدین وغیرہ علیہم الرحمۃ نے جلسۂ دستار بندی میں شرکت کی، عرصہ تک سہارنپور میں والد ماجد کے ہمراہ رہے وہاں سے الور پہونچے، وظیفہ مقرر ہوا، معائدین میں شامل کئے گئے، یہیں تھے کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ رونما ہوا، بغاوت کے جرم میں آپ کے والد ماجد کالا پانی بھیجدیئے گئے اس کے بعد آپ دہلی ہوتے ہوئے خیرآباد وطن چلے گئے اور والد ماجد کی رہائی کی کوشش کرتے رہے کامیابی ہوئی، بھائی مولوی شمس الحق کو پروانہ رہائی دے کر کالا پانی بھیجا، مولوی شمس الحق نے کالا پانی پہونچ کر والد ماجد کو روح اور بدن دونوں سے رہا پایا، آپ نے تقریباً ۱۸۶۰ء تا ۱۸۶۱ء دو سال ریاست ٹونک سے وابستہ رہنے کے بعد گورنمنٹ بنگال کی درخواست پر مدرسہ عالیہ کلکتہ کی

ملازمت کی، بڑے باوضع، خوددار اور مرد غیور تھے، یہاں وضع میں فرق آتا دیکھا تو استعفیٰ دے کر وطن چلے آئے، نواب کلب علی خاں مرحوم کو معلوم ہوا تو کمال قدردانی سے رام پور بلا کر حاکم مرافعہ اور مدرسہ عالیہ کا پرنسپل بنا دیا، یہ دور ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۰۲ھ تک ممتد رہا، ۱۳۰۲ھ میں نواب کلب علیخاں کا انتقال ہوگیا، اور نواب مشتاق علی خاں تخت نشین ہوئے، حالات بدل گئے، قدردانی رخصت ہوگئی، داغ و امیر جیسے سخنور رخصت ہو کر حیدرآباد چلے گئے، آپ نے آٹھ ماہ کی رخصت لی مگر مدت ختم ہونے پر بجائے رام پور کے داغ کی دعوت پر حیدرآباد تشریف لے گئے، دو سو روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا، نواب حامد علی خاں کے با اختیار ہونے پر ۲۳ رمئی ۱۸۹۱ء میں نواب حامد علی خاں کی دعوت پر رام پور تشریف لائے، نواب نے معقول کے چند سبق پڑھے اور عہد خلد آشیاں کے مراتب و اعزاز پھر سے قائم کر دیئے۔

درس کی دھوم تھی، طلبہ اکناف عالم سے آپ کے دریائے علم سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے پہونچتے تھے، طلبہ پر بہت شفیق تھے، جو طالب علم ایک سبق پڑھ لیتا پھر آپ کا در نہ چھوڑتا، آپ کو تصنیف کا بھی خاص ذوق تھا، شرح سلم الثبوت، حاشیہ قاضی مبارک، شرح ہدایۃ الحکمۃ، حاشیہ حمد اللہ شرح سلم وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔ ______ حضرت مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری، مولانا برکات احمد ٹونکی، مولانا سید عبد العزیز سہارنپوری جیسے اموزِ عالم آپ کے شاگردوں میں تھے،

آپ حضرت شاہ الہ بخش[1] تونسوی قدس سرہ کے مرید تھے، پابند وضع دست آشنا، غرباء کے ہمدرد اور انگریزی وضع و معاشرت سے تنفر خصوصی اوصاف تھے۔

[1] خواجہ الہ بخش، والد کا نام خواجہ گل محمد المتوفی ۱۲۴۳ھ، دادا کا نام حضرت شاہ سلیمان تونسوی ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ میں تونسہ شریف میں پیدا ہوئے "زہے بیدار بخت" سے تاریخ ولادت نکلتی ہے، آپ کے دادا بزرگوار نے اپنے مرید مولانا محمد امین کو آپ کی تعلیم پر مامور فرمایا، قرآن مجید کی ناظرہ خوانگی سے حدیث تک کی آپ نے ان سے تعلیم پائی، فراغت کے بعد جد امجد سے مرید ہوئے، خواجہ سلیمان تونسوی نے اپنی حیات ہی میں مریدوں کے شجروں پر دستخط اور بیعت کا کام آپ کے سپرد کر دیا تھا، ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں وفات پائی، مصرعہ تاریخ "سہ چراغ جہاں بجھ گیا ہے" ہے، حافظ محمد موسیٰ، حافظ احمد، حافظ محمود، آپ کے صاحبزادگان تھے، حافظ موسیٰ آپ کے بعد جانشین ہوئے، جو ۱۳۲۳ھ میں وفات ہوئے، ان کے بعد حافظ محمود نے مسند سجادگی کو رونق دی۔ یہ جید عالم اور صاحب باطن بزرگ تھے۔ (تذکرہ صوفیائے سندھ)

آپ نے بہت گداز طبیعت پائی تھی، صوفیاء کے حالات و واقعات بہت شوق سے سنتے تھے آپ کے سامنے جب بزرگان دین کے مجاہدات و ریاضات اور مصائب کے واقعات بیان کئے جاتے تو بے اختیار سیلاب اشک رواں ہو جاتا، ۲۳ شوال المکرم ۱۳۱۶ھ میں خیر آباد میں رہگزائے عالم جاودانی ہوئے، حضرت امیر مینائی نے قطعہ تاریخ کہا ؎

شمس العلماء ز ظلمت دھر — چوں تیر ز ابر تیرہ بر جست

بر لوح مزار امیر بنویس — "آرام گہ امام وقت است"

(حضرۃ العلماء بوذاۃ شمس العلماء، تذکرہ علماء ہند، باغی ہندوستان)

حضرت مولانا قاضی عبد الرزاق کان پوری علیہ الرحمۃ

نگینہ ضلع بجنور وطن، حضرت مولانا شاہ احمد حسن استاذ زمن سے تحصیل و تکمیل علوم کی اور علوم و فنون میں ممتاز و مشہور ہوئے، حضرت حاجی امداد اللہ مکی کے مرید تھے، ساری زندگی خدمت تدریس میں بسر کر دی، پڑھانے کا انداز خوب پایا تھا، مدرسہ امداد العلوم بانس منڈی کان پور میں درس دیتے تھے حضرت مولانا شاق احمد استاذ زمن مولانا شاہ حبیب الرحمٰن ابن مولانا شاہ محمد عادل، مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی صاحب صحیح البہاری مشہور آفاق عالم اور دس ہا مصنف نے آپ سے درس لیا، ۸۵ برس کی عمر میں ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۶ھ فوت ہوئے، جمعیۃ علماء کانپور (جس کے بانی مولانا شاہ عبد الماجد بدایونی تھے) کے سرگرم رکن مولانا محمد عبد الکافی اور مشہور عالم و مناظر مولانا عبد الغنی دو صاحبزادے دین کے خادم ہوئے۔

مولانا سید عبد السلام ہسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۲ھ سال ولادت، تاریخی نام سید ریاض الحسن، تحصیل علم اپنے چچا مولوی سراج الدین اور مولانا معین الدین کڑوی اور مولانا محمد حسین لکھنوی سے کی، صحاح ستہ کی حضرت شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی سے سند لی، ۱۲۶۰ھ میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے، حضرت قطب العالم مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی سے نقشبندی سلسلہ میں مرید ہو کر خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے، ۱۲۸۲ھ میں

حج و زیارت کا شرف حاصل کیا، مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی قدس سرہٗ سے تکمیل حدیث کی، ساری زندگی تبلیغ و ارشاد میں گذری، شوال ۱۲۹۹ھ میں اپنے وطن فتح پور ہسوہ میں انتقال کیا، شیخ محمد علی طلیق ہسوی نے "نور اللہ مرقدہٗ" نقرہ تاریخ کہا۔

(تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی کے چھوٹے بھائی، ۱۲۳۵ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد والد ماجد حضرت شاہ ابو سعید اور برادر بزرگ اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث و شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے تکمیل علوم کی، والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے، رشد و ہدایت کے ساتھ درس حدیث بھی خوب دیتے تھے، محرم ۱۲۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا، اکثر مشاہیر علماء آپ کے شاگرد ہوئے صنادید فرقۂ دیوبندی مولانا قاسم نانوتوی و مولانا رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل صدر مدرس مظاہر علوم سہارن پور، آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔

(تذکرہ علمائے ہند، تذکرہ کاملان رام پور)

تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی قدس سرہٗ

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے فرزند اصغر، اعلیٰ حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر قادری ۷ رجب ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے، بالہام باطن "شیخ الاسلام فی الہند" تاریخی لقب رکھا گیا، جد امجد حضرت عین الحق شاہ عبد المجید قدس سرہٗ نے تاریخی نام "مظہر حق" تجویز فرمایا، باشارہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ "عبد القادر" کے نام سے عقیقہ ہوا، والد ماجد نے "محب رسول" جزو نام قرار دیا۔

تقریب "بسم اللہ" دادا بزرگوار نے ادا کرائی، اس کے بعد حضرت استاذ العلماء مولانا شاہ نور احمد عثمانی بدایونی سے تحصیل علم شروع کی، الور اور دہلی میں رہ کر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی سے

علوم عقلیہ کی یکساں وتمام تحصیل کی حضرت علامہ خیرآبادی آپ کے بڑے مداح تھے، آپ پر ناز فرماتے تھے، علامہ خیرآبادی اکثر فرماتے کہ صاحب قوت قدسیہ ہر زمانہ میں ظاہر نہیں ہوتے، دفتاً بعد وقت اور عصراً بعد عصر پیدا ہوتے ہیں، اگر اس زمانہ میں کسی کا وجود مانا جائے تو آپ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ یہ ہیں، علامہ یہ بھی فرماتے کہ ان کے ذہن کی جودت وسلامت ابوالفضل وفیضی کے اذہان ثاقبہ کی جودت کو مات کرتی ہے ——— آپ کے والد ماجد حضرت سیف اللہ المسلول فرماتے کہ مجھ سے مولانا فیض احمد کی ذہانت زیادہ ہے مگر برخوردار عبدالقادر کی ذہانت وذکاوت ہم دونوں سے زیادہ ہے، علامہ خیرآبادی کے شاگردوں میں حضرت اُستاذ العلماء ہدایت اللہ خاں رام پوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور شمس العلماء علامہ عبدالحق خیرآبادی فرزند وجانشین اور اعلیٰ حضرت تاج الفحول عناصر اربعہ سمجھے جاتے تھے ——— علامہ عبدالحق خیرآبادی آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ ہر سہ تلامذہ کسی خاص فن میں یکتائے عصر اور وحید روزگار ہیں، مگر مولانا عبدالقادر بدایونی کا تبحر اور جامعیت تمام علوم وفنون میں ہے۔ آپنے تکمیل علوم کے بعد والد ماجد سے سند حدیث حاصل کی اور انھیں کے دست شریف پر بیعت سے مشرف ہوئے، ۱۲۷۹ھ میں پہلی بار حج وزیارت کی حاضری کے وقت خلافت واجازت سے سرفراز کئے گئے، مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ جمال عمر مکی سے سند حدیث حاصل کی، ۱۲۹۰ھ میں بغداد مقدس کا سفر کیا، دربار غوث اعظم سے سرفراز و شادکام ہوئے، حضرت نقیب الاشراف شیخ سلیمان ابن علی نے بڑی پذیرائی کی، متعدد بار حاضر حرمین شریفین ہوئے، ۹۹ بار بے پردہ آپ کو تجلیات باری کا دیدار ہوا، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے قصیدہ چراغ انس میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے روز سعی وصفا محب رسول

صفا مروہ پہ تو نے جو دیکھا وہ مجھے بھی دکھا محب رسول

ہاں یہ سچ ہے کہ یاں وہ آنکھ کہاں آنکھ پہلے دلا محب رسول

شروع میں آپ کو درس وتدریس سے خصوصی شغف تھا، کامل توجہ وانہماک کے ساتھ

تعلیم دیتے تھے، آخر عمر میں تدریس کا مشغلہ ترک ہوگیا تھا، ۱۳۱۱ھ میں مجلس ندوۃ العلماء کانپور میں قائم کی گئی اور بانیوں نے اہل سنت کے ساتھ شیعوں اور غیر مقلد مولویوں کو شامل کیا تو آپ نے سخت اختلاف فرمایا۔ فاضل بریلوی نے آپ کی ذات محبت کو علامت اسلام قرار دیا ہے ؎

تبعیت سے پھرا بدی سے پھرا اب جو تجھ سے پھرا محب رسول

آج قائم ہے دم قدم سے ترے دین حق کی بنا محب رسول

حضرت مولانا محب احمد بدایونی، حضرت مولانا فضل احمد بدایونی، حضرت مولانا فضل مجید بدایونی، حضرت مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی، حضرت مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی چشتی، مولانا محمد حسن سنبھلی جیسا نامور شاگرد تھے۔ مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند نے بھی آپ سے کسب علم کیا تھا، اسی طرح مولوی امیر احمد سہسوانی غیر مقلد آپ کے شاگرد تھے، بعد میں دونوں نے اُستاذ کے عقیدہ سے بغاوت کی ——— ۱۷ ر جمادی الاخریٰ کو اتوار کا دن گزار کر شب دوشنبہ ۱۳۱۹ھ میں بعد ادائے نماز مغرب ایک ہفتہ کی علالت کے بعد واصل بحق ہوئے، والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ کی وفات پر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ نے عربی، فارسی، اور اُردو میں اوصاف وکمالات پر مشتمل جو قطعات تاریخ تحریر فرمائے تھے وہ باوجود کوشش حاصل نہ ہوسکے ——— آپ کی تصانیف بکثرت ہیں "حقیقۃ الشفاعۃ علی طریق اہل السنۃ" (مولوی نذیر حسین دہلوی کے رد میں) "احقاق الحق بتحقیق المسائل" (ایک سو مسائل فقہیہ واعتقادیہ کی تحقیق وتصریح) "سیف الاسلام" مولوی بشیر قنوجی نے حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی کے رسالہ میلادیہ "اشباع الکلام" کے رد میں تائید الکلام لکھا "سیف الاسلام" اسی کا رد ہے، "ہدایت الاسلام" (رد روافض میں) "عقائد الاسلام" (بزبان عربیہ عقائد کے بیان میں) "تاریخ بدایوں" (مشاہیر علماء ومشائخ، ادباء وشعراء کا تذکرہ)۔ اس کے علاوہ چار دیوان ایک عربی، ایک فارسی اور دو اردو کے غیر مطبوعہ ہیں۔ (اکمل التاریخ حصہ دوم، ودیگر کتب ورسائل)

حضرت مولانا سید عبد الصمد سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴؍ شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۲۶۹ھ موافق جنوری ۱۸۵۳ء میں اپنے آبائی مکان محلہ محی الدین پور سہسوان میں پیدا ہوئے، نسبی علاقہ حضرت قطب المشائخ خواجہ ابو یوسف مودود چشتی سے ہے، اپنے خالہ زاد بھائی حضرت مولانا حکیم سخاوت حسین انصاری سے تعلیم شروع کی، سات برس کی عمر میں حفظ قرآن سے فراغت پائی، گیارہ برس کی عمر میں صرف ونحو اور علوم شرعیہ کی تعلیم متوسطات تک پانے کے بعد حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے، اور علوم وفنون کی تکمیل کی، حضرت سیف اللہ المسلول اور حضرت مولانا شاہ نور احمد قدس سرہما سے بھی استفادہ کیا، فراغت کے بعد تدریس کا آغاز بھی مدرسہ قادریہ میں کیا، اسی دوران میں بغیر کسی علم و اطلاع کے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ سید مبارک کی خدمت میں نو ماہ قیام کرکے بخاری و مسلم سنائی، اور کتب تصوف کا درس لیا حضرت سید مبارک نے طریقۂ عالیہ قادریہ چشتیہ کی ۷؍ شوال ۱۲۸۹ھ کو سند اجازت عطا کی، مدینہ طیبہ سے واپسی میں مدرسہ قادریہ میں قیام کرکے درس وتدریس میں مصروف رہے ـــــ اسی زمانہ میں مشہور غیر مقلد عالم مولوی امیر حسن سہسوانی نے طبقۂ ارض کے ہر حصہ میں سرور کائنات کے مثیل کا فتنہ پیدا کیا، اور امکان نظیر کے ساتھ امکان کذب کے قائل ہوئے اور اپنے شاگرد مولوی تراب علی کے نام سے امکان کذب اور امکان کذب کی صحت وجواز میں "افادات ترابیہ" لکھ کر شائع کی، آپ نے اس کے جواب ورد میں مدلل کتاب "افادات صمدیہ" لکھی، جو ۱۲۸۵ھ میں چھپ کر شائع ہوئی، اور ۱۲۸۶ھ میں عید کے دن "افادات صمدیہ" کے مندرجات پر آپ نے مولوی امیر حسن سے مباحثہ کیا اور ہزارہا افراد کے مجمع میں مولوی امیر حسن کو ذلت وشکست دی، اس وقت حضرت مولانا شاہ عبد الصمد کی عمر ۱۷ برس تھی، مسئلہ مذکورہ پر ۱۲۸۸ھ میں شیخوپور ضلع بدایوں میں حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور مولوی امیر حسن سہسوانی کے درمیان مناظرہ ہوا، مؤخر الذکر کو شرمناک شکست فاش ہوئی ـــــ ایک بار گونڈہ کے علاقہ میں تشریف لے گئے، یہیں پر

میر فاروق علی پھپھوندوی سے ملاقات ہوئی، میر صاحب آپ کے تورع وتقویٰ سے متاثر ہو کر مرید ہو گئے اور انھیں کی درخواست پر اُن کے وطن پھپھوند تشریف لائے، میر فاروق صاحب محلہ سیّد واڑہ میں رہتے تھے، جس کی اکثر آبادی شاہان اودھ کے زیر اثر شیعہ ہو چکی تھی (اہالیان سید واڑہ شاہ جعفر علی کی اولاد سے تھے) میر فاروق علی صاحب گیارہ ماہ بعد بسلسلۂ ملازمت حیدر آباد دکن چلے گئے، اُن کے جانے کے بعد آپ کچہری کے قریب قاضی ایزد بخش کے یہاں قیام پذیر ہو گئے، آپ یہاں اپنی تقریروں میں رد شیعیت کی طرف خاص توجہ فرماتے جس سے شیعیت کو نقصان پہونچنا شروع ہوا، اور لوگ ان کے فاسد عقائد سے آگاہ ہونے لگے، شیعوں نے باہم مشورہ کیا اور اپنے سرگروہ لطافت علی کی قیادت میں آپ کے پاس پہونچے، پہلے تو آپ ان کی باتیں سنتے رہے، مگر کچھ دنوں کے بعد ایسے مدلل اور مسکت جواب دینے شروع کئے کہ شیعوں کو بجز خاموشی کوئی راہ نظر نہ آئی اور شیعی عالم مولوی عمار علی بھرت پوری نے آپ کی تقریر کا جسے آپ نے میر یعقوب علی سے املا کرایا تھا اور متعہ کے حرام ہونے پر قاہر دلیلیں قائم کی تھیں "اثبات المتعہ" کے نام سے جواب لکھ کر شائع کرایا، اس کے جواب میں آپ کے خامۂ حقیقت رقم سے ساڑھے سوا جزو کی ضخیم کتاب "ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ المتشیعین" نکلی یہ کتاب اگرچہ بظاہر متعہ کی حرمت میں ہے مگر ضمنی طور پر اصول مسائل شیعہ کی تردید میں شاہکار تصنیف ہے۔

مجلس ندوۃ العلماء کی اصلاح کے لئے علمائے اہل سنت کی مجلس علمائے اہل سنت کے آپ مستقل صدر رہے، اصلاح ندوہ کے لئے آپ کی مولوی محمد علی مونگیری سے طویل مراسلت رہی

گیارہ برس کی عمر میں اپنے خالہ زاد بھائی حکیم سخاوت حسین انصاری کی رہنمائی میں حضرت مولانا شاہ محمد اسلم خیر آبادی سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں مرید ہو گئے تھے اور جب آپ کو خلافت ملی تو آپ ۱۹ برس کے تھے، آپ کے ہزارہا مرید بن گئے تھے ـــــ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ کے پہلے ہفتہ میں بدایوں کی تاریخی شاہی جامع مسجد شمسی میں وعظ فرمایا اور ندوہ کے لفظ ہی سے اس کی شقاوت ظاہر کی، یہ آپ کا آخری وعظ تھا، وعظ میں انداز وبیان واستدلال حضرت مولانا

تاج الفحول کی طرح آپ بعض وقت اجنبی دعوکا کھا جاتے تھے کہ حضرت تاج الفحول بیان فرماتے ہیں بدایوں سے واپس ہو کر پھپھوند آئے، ۱۰ رجمادی الثانیہ کو اٹاوہ میں محفل میلاد شریف تھی، شرکت کے لئے جارہے حکیم مومن سجاد ہمرکاب تھے، پھپھوند اسٹیشن پر اچانک حکیم صاحب سے آپ نے فرمایا، سیدھا پاؤں بھاری ہو گیا ہے تھوڑی دیر میں لکنت بھی پیدا ہو گئی، حکیم صاحب فوراً بذریعہ یکہ پھپھوند واپس ہوئے اچانک علالت کی خبر سے قصبہ میں کہرام مچ گیا، ۱۷ رجمادی الثانیہ شنبہ کا دن گزار کر گیارہ بجے شب میں واصل بحق ہوئے، ۱۸ رکو تجہیز و تکفین ہوئی، مولانا حکیم حبیب علی کاکوروی المتوفی ۱۳۳۰ھ نے جنازہ کی امامت کی، مولوی محمد یعقوب حسن ضیاء القادری بدایونی نے تاریخ وفات کہی۔

بلبل باغ شریعت مولوی عبد الصمد — وائے حسرت، عازم گلزار رضواں ہو گیا
نور باطن سے ضیا لکھی یہ تاریخ وصال — گوہر درج طریقت، ہائے پنہاں ہو گیا

حق الیقین فی مبحث املاء علی النبیین (۲) نصر المستیقین علی احزاب المبتدعین افادات صمدیہ، طوارق صمدیہ، ادغام الشیاطین وغیرہ، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ کو بخاری شریف مکمل مع رواۃ زبانی یاد تھی اور حصن حصین بھی، اور قرآن مجید ڈھائی گھنٹہ میں تراویح میں ختم کرتے تھے۔ (اکمل التاریخ حصہ دوم، تحفہ حنفیہ پٹنہ، دربار عرس قادری ۱۳۲۷ھ، ملفوظ مصابیح القلوب)

حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر بدایونی قدس سرہٗ

حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی قدس سرہٗ کے بڑے لڑکے، گیارہ جمادی الاولیٰ دوشنبہ کے دن، صبح صادق کے وقت ۱۲۸۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، تاریخی نام غلام پیر رکھا گیا، حضرت سیف اللہ المسلول نے "مطیع الرسول محمد عبد المقتدر" نام تجویز فرمایا، مولانا حکیم سراج الحق ابن مولانا فیض احمد بدایونی نے رسم تسمیہ ادا کرائی، حضرت تاج الفحول نے حکیم صاحب کو بسلسلۂ تعلیم ایک دن روپیہ نذر کیا، تکمیل علوم حضرت مولانا شاہ نور احمد اور والد ماجد سے کی، درس پوری قوت سے دیتے تھے، والد ماجد کی حیات میں درس کی طرف کامل انہماک تھا، والد صاحب

کی وفات کے بعد تمام علائق سے بے تعلق ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے، بیعت و اجازت والد ماجد سے تھی، آپ کے سب سے پہلے مرید مولانا شاہ عبد الماجد بدایونی تھے، دوبار حرمین معظمین اور ایک بار عتبات عالیہ بغداد مقدس، کاظمین و نجف اشرف اور کربلائے معلی کی زیارت سے آنکھوں اور دل کو روشن فرمایا، ۱۳۱۹ھ میں حضرت تاج الفحول کے وصال کے بعد سجادہ مجیدی پر رونق افروز ہوئے حضرت مولانا شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ برکات مارہرہ شریف نے خرقہ پہنایا اور پہلی نذر پیش کی، آپ کی موت ہر مومن کے لئے قابل رشک موت ہے، شنبہ کے دن ۲۷ رمحرم ۱۳۳۴ھ میں نماز فجر میں بحالت سجدہ محبوب حقیقی کا قرب خاص حاصل کیا، الٰہی راقم سطور کو بھی ایسی ہی موت عطا فرما۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد محدث کچھوچھوی نے بھی آپ سے خصوصی درس لیا۔

حضرت مولانا شاہ عبد القیوم شہید قدس سرہٗ

شوال المکرم ۱۲۸۲ھ سال ولادت، "ذاکر رسول اللہ" تاریخی نام، پردادا مولانا شاہ فضل رسول بدایونی نے محمد عبد القیوم نام رکھا، دادا کے حقیقی چھوٹے بھائی حضرت تاج الفحول نے تعلیم دی، ۱۲۹۸ھ میں حضرت تاج الفحول کے ہمراہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے، تکمیل علوم کے بعد طب کی تحصیل مولانا حکیم سراج الحق سے کی، پھر دہلی جا کر حکیم عبد المجید خاں سے استفادہ کیا، حکیم محمود خاں دہلوی نے بہت مسرت کے ساتھ سند طب پر دستخط ثبت کئے، طب میں خصوصی کمال حاصل کیا، علاج نہایت ارزاں اور تیر بہدف کرتے، نامی طبیب آپ کی حذاقت کے قائل و معترف تھے، حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے، حضرت تاج الفحول اور مولانا عبد العزیز مکی سے اجازت و خلافت تھی۔

علم کلام سے شغف ورثہ میں ملا تھا، خصوصاً وہابیوں کے رد کی طرف پوری توجہ صرف کرتے، آپ کی ذات سے بدایوں میں اصلاح معاشرہ کے بڑے بڑے کام انجام پائے، بدایوں میں شیعوں سے قرابت نے سنیوں کے دلوں میں مداہنت کا رنگ جمایا، سنیوں کی مجالس محرم میں شیعہ سوز خوانی پڑھتے تھے، مولانا حکیم عبد القیوم نے از خود سنی مجلسوں میں شرکت کر کے محافل پڑھیں، جس وقت ذکر شہادت و فضائل اہل بیت بیان فرماتے مجلس عرصۂ کربلا بن جاتی، خود بے اختیار روتے اور دوسروں کو رلاتے

جب سنہ ۱۳۱۱ھ میں مجلس ندوۃ العلماء قائم ہوئی اور اس کے بانیوں نے دین و مذہب کے قیود و دائرہ سے تجاوز کرکے وہابیوں، غیر مقلدوں اور شیعوں سے وداد و الفت کی ٹھانی تو دیگر علمائے اہلسنت کی طرح مولانا حکیم عبدالقیوم شہید نے اُن کی اصلاح کی کوشش فرمائی، اور بعد میں اُس کے بالمقابل مجلس علمائے اہلسنت کی بنیاد ڈالی، قاضی عبدالوحید صاحب رئیس اعظم عظیم آباد سے تحریک کرکے "تحفۂ حنفیہ" جاری کرایا اور اس کے ذریعہ مفاسد ندوہ کا رد بلیغ فرمایا ________ اجلاس پٹنہ سے ایک سال پہلے ۱۱ر صفر سنہ ۱۳۱۷ھ میں جامع مسجد شمسی میں جامعہ شمسیہ کی بنیاد ڈالی اور ایک عظیم الشان افتتاحی جلسہ منعقد کیا، جس میں مولانا شاہ احمد رضا بریلوی، مولانا سید شاہ عبدالصمد سہسوانی، مولانا وصی احمد محدث سورتی نے شرکت کی، مولانا شاہ محب احمد بدایونی صدر مدرس مقرر کئے گئے۔

مولانا حکیم عبدالقیوم قدس سرہٗ کی رحلت و موت ایک خاص انداز سے ہوئی حضرت سیف اللہ المسلول کے عرس میں ۶ر جمادی الثانیہ کو معمولاً اہل بیت و ذکر شہادت بیان کیا جاتا تھا، سنہ ۱۳۱۸ھ کو مواجہہ میں بیٹھ کر خاص شان سے ذکر شہادت و مصائب اہل بیت بیان کیا، علماء و مشائخ کا مجمع تھا سب اشکبار تھے، اختتام پر دفعۃً دعاء کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں سراپا عجز و نیاز ہو کر یہ دعا مانگی، کہ الٰہی! ابر برکت شہادت اہل بیت رسالت و عزت خاندان نبوت اس گنہ گار بندہ کو بھی خمخانہ شہادت سے ایک جام عطا ہو، دعاء قبول ہوئی اور آپ نے چالیس دن کے اندر درجۂ شہادت حاصل کیا

ندوۃ العلماء کا جلسہ پٹنہ میں ہو رہا تھا، اسی کے مفاسد کے انسداد و استیصال کے لئے مولانا قاضی عبدالوحید صاحب نے مدرسہ حنفیہ کا جلسہ طلب کیا، مولانا عبدالقیوم صاحب نے جلسہ کی کامیابی کے لئے مشاہیر علماء و مشائخ کو آمادہ کرنے کے لئے ملک گیر دورہ کیا، اور وقت مقررہ پر حضرت تاج الفحول کی ہمرکابی میں کثیر تعداد میں علماء کو لے کر جلسہ کی شرکت کے لئے روانہ ہوئے، دانا گر میں گاڑی رکی، نماز فجر کا وقت تھا، اسٹیشن پر اترے، حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کیا، ریل نے سیٹی دے دی، لپک کر چڑھنا چاہا، ریل تیز ہو چکی تھی پاؤں پھسل گیا، نیچے جا گرے، مسافروں میں کہرام مچ گیا، مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی جو ہمراہ تھے سب سے پہلے گاڑی سے کود پڑے، گاڑی روک دی گئی، بار بار

پہیے سے ٹکرانے کی وجہ سے آپ کا جسم زخموں سے چور تھا، ہمت و توانائی کا یہ عالم کہ گاڑی رکتے ہی دامن قبا جھاڑتے ہوئے نکل آئے، مولانا شاہ محمد فاخر نے بڑھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیا، قوت باطنی اور ہمت و توانائی پر سب کو حیرت تھی، صحیح سلامت نکل آنے پر حاضرین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے، مگر حضرت تاج الفحول کی حق بیں نگاہیں پرنم تھیں، اس حادثۂ فاجعہ کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی امکان واپسی کے لئے لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا جس نیت سے گھر چھوڑا ہے وہ امر دینی ہے اور اس کی شرکت جان سے زیادہ عزیز اور مقدم ہے، پٹنہ اسٹیشن پر ہزارہا افراد موجود تھے، فرودگاہ پر پہونچ کر زبدۃ العرفاء مولانا سید شاہ امین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء و مشائخ کے اصرار سے ڈاکٹری علاج شروع کرایا گیا ________ حضرت تاج الفحول کے حکم کے مطابق مولانا سید شاہ عبدالصمد سہسوانی مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی، مولانا شاہ فضل مجید بدایونی تیمارداری کے لئے مقرر تھے، طبیعت بظاہر روبصحت ہو رہی تھی کہ یکایک دل و جگر کے ٹکڑے خون بن کے خارج ہونے لگے، سترھویں رجب کو جلسۂ اہل سنت ختم ہوا، کامیابی جلسہ کے شکر میں شکر الٰہی ادا کرکے نماز عشاء معہ وتر ادا کی، اس کے بعد آدھ گھنٹہ تک یاد الٰہی میں مصروف رہنے کے بعد جام شہادت نوش فرمایا ________ حضرت تاج الفحول نے حضرت مولانا سید شاہ عبدالصمد صاحب سے فرمایا، سید صاحب! آپ شہید مرحوم کے بہت زیادہ ناز بردار اور خیال رکھنے والے تھے، آج آپ ہی اُن کو غسل بھی دیجئے، مولانا شاہ عبدالصمد نے مولانا شاہ عبدالمقتدر، مولانا فضل مجید مولانا عبدالواحد خاں رام پوری کی مدد سے غسل دیا، اور قطب بہار حضرت شاہ امین احمد ثبات منیری المتوفی سنہ ۱۳۲۱ھ قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ بذریعہ ریل بدایوں لے جایا گیا، ۱۴ر رجب کو خانقاہ قادری میں حضرت سیف اللہ المسلول کے قرب میں دفن کئے گئے، مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی نے قطعۂ تاریخ کہا ؎

عالم کامل، طبیب نامدار | عبد قیوم آں وحید روزگار
از شہادت منصب اعلیٰ گرفت | روح پاکش رفت در دار القرار

ماتمی از فوت او اہل جہاں | نوحہ خواں اندر فراقش روزگار
تا بکے ایں گریہ نالہ تا بکے | تا بکے ہاشمی حسن اشک بار
صبر کن تاریخ رحلت خوش نویس | شد بجنت عالم عالی وقار

آپ کی تصانیف میں "رسالۂ شفاعت"، "فضائل الشہود"، "بیان علم عروض"، "تدبیر حاجات مرضیٰ"
عربی فارسی اردو قصائد و غزلیات کا مجموعہ ہے آپ کا تخلص جوش تھا۔

(تذکرۂ طیبہ، اکمل التاریخ حصہ دوم، تحفۂ حنفیہ پٹنہ)

حضرت مولانا عنایت اللہ خاں رام پوری قدس سرہٗ

ان کے اجداد موضع شل باندہ بانس کٹا علاقہ بونیر افغانستان کے رہنے والے تھے، حضرت مولانا عنایت اللہ خاں کے دادا بزرگوار رحمت خاں نواب فیض اللہ خاں کے آخر عہد میں رام پور آکر فوج میں جمعدار ہوئے، نواب نصر اللہ خاں کا عہد آیا تو ناخوش ہو کر ریاست ٹونک چلے گئے، رحمت اللہ خاں کا ٹونک میں انتقال ہوا، اُن کے بیٹے حبیب اللہ خاں کی شادی حضرت مُلّا فقیر اخوند[1] قدس سرہ کے بھتیجی محمد صالح کی لڑکی سے ہوئی، اسی عفیفہ کے بطن سے ۱۲۵۸ھ میں صاحب ترجمہ پیدا ہوئے۔

[1] حضرت مُلّا عبد الکریم معروف بہ مُلّا فقیر اخوند سلسلۂ قادریہ کے عالی مرتبت بزرگ تھے، اُن کو حضرت شاہ منور علی الہ آبادی قدس سرہٗ سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھی، حضرت الہ آبادی کی عمر شریف ساڑھے پانچسو برس کی ہوئی، ۱۲۰۶ھ حضرت اخوند صاحب کا سال رحلت ہے، حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ کے سلسلۂ رفیق سے راقم سطور وابستہ ہے، راقم خاکسار کے پیر و مرشد حضرت بدر العرفا و رہبر راہ شریعت، گوہر درج طریقت، مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے پیر بیعت و ارشاد محبوب ربانی، عارف حقانی، مجدد الطریقۃ الاشرفیہ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ مقدسہ حضرت امیر طریقت بدر شریعت عارف باللہ مولانا سید شاہ امیر احمد کابلی کے مجاز و ماذون تھے، ان کو حضرت اخوند صاحب سے، اُن کو حضرت شاہ دولہ قدس سرہ مؤخر الذکر حضرت قطب الافراد سلطان بغداد غوث اعظم قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے، کاتب سطور کو دور طالب علمی مدرسہ عالیہ ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں کئی بار حضرت اخوند کے مزار پر حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل ہوا۔

حافظ اکبر خاں رام پوری اور حافظ عنایت اللہ خاں سے حفظ قرآن پاک کیا، مولوی کریم بنتوری سے فارسی کی چند کتابیں پڑھ کر سلسلۂ تعلیم ختم کر دیا، —— حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی حرمین مکرمین سے واپس آکر مُلّا اخوند فقیر کی مسجد میں مقیم تھے، آپ ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا نے آپ کی طرف بغور دیکھ کر فرمایا، تم خود کیوں نہیں پڑھتے، فرمایا جوان ہو گیا ہوں، لڑکوں کی کتاب پڑھتے ہوئے حیا و شرم معلوم ہوگی، مولانا نے فرمایا ہم تم کو ایسی کتاب پڑھائیں گے جو کسی نے نہ پڑھی ہوگی، مولانا نے "ارشاد الصرف" آپ ہی کو پڑھانے کے لئے تصنیف فرمایا، چند روز بعد آپ پر شوق علم ایسا غالب ہوا کہ ترک علائق کر کے پوری توجہ سے تحصیل علوم میں لگ گئے آپ نے معقول و منقول کی اکثر کتابیں حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین سے پڑھیں، اُن کی اجازت سے حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں رام پوری، مولانا احمد حسن مراد آبادی، مولانا عبد العلی خاں ریاضی داں سے بھی کسب علم کیا، حضرت مولانا نے اپنے مشائخ کے معمول کے خلاف آپ کو خود اپنے حلقۂ ذکر میں شرکت کی ہدایت کی اور چند دن کے بعد مرید کیا، آپ ۳۲ سال شب و روز خلوت و جلوت اور سفر و حضر میں حاضر خدمت رہے آپ کو حضرت مولانا سے اجازت و خلافت بھی ملی، شیخ و استاذ کی رحلت ۱۳۱۱ھ کے بعد مولانا امداد حسین برادر اکبر حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب ارشادی مجددی سلوک کے سالکوں کی خدمت و رہبری آپ کے سپرد ہوئی، علوم عقلیہ و نقلیہ کا درس بھی پوری قوت سے دیتے تھے، مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ سے آپ کے خصوصی روابط تھے، اکثر مراسلت رہتی تھی، حضرت بریلوی کے بہت سے فتاویٰ آپ کے دستخط اور مہر سے مزین ہیں —— ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ میں سفر آخرت فرمایا، ۱۱ ذی الحجہ کو اپنی خانقاہ واقع حلقہ والی زیارت میں مدفون ہوئے۔

(مقامات ارشادیہ)

حضرت مولانا شاہ عبد المجید بدایونی قدس سرہٗ

قدوۃ العلماء، زبدۃ العرفاء، عروس حجلۂ تقدیس، نوشاہ خلوت توحید، حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید سرمست بادہ توحید حضرت شاہ عبد الحمید عثمانی المتوفی ۱۲۳۴ھ کے بڑے صاحبزادے

۲۹ رمضان المبارک ۱۱۷۹ھ کو پیدا ہوئے، "ظہور اللہ" تاریخی نام تجویز ہوا، بزرگ خاندان اور والد ماجد کے پھوپھا، بحر العلوم حضرت مولانا شاہ محمد علی عثمانی اور اپنے ماموں حضرت مولانا محمد عمران خطیب اور پھوپھا حضرت مولانا مفتی شاہ عبد الغنی قدست اسرارہم سے پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں حضرت مولانا ذو الفقار علی دیوی سے تکمیل علوم کی، باشارہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت شاہ اچھے میاں مارہروی کے دست حق پرست پر مرید ہوئے، مرید ہونے کے بعد آپ نے شب و روز شیخ کی خدمت میں حاضری کا التزام کرلیا، ——— بدایوں سے طلبی کا جب کوئی خط جاتا اور حضرت اچھے میاں کو خبر ہو جاتی تو حضرت وطن جانے کی تاکید فرماتے، آپ اچھا کہہ کر تعمیل حکم والا کا قصد فرماتے لیکن دل جدائی پر راضی نہ ہوتا، ادھر ادھر پھر کر حاضر دربار ہو جاتے، یہاں تک کہ حضرت اچھے میاں خود ہی سواری کا انتظام فرما کر جانے کا حکم فرماتے، مجبوراً بدایوں جاتے، دو چار دن رہ کر واپس آجاتے آثار احمدی میں حضرت اچھے میاں نے آپ کے بارے میں نہایت بلند کلمات تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت نے تکمیل مراتب کے بعد آپ کو خلافت عطا کی اور شاہ عین الحق کے خطاب سے عزت افزائی فرمائی، ۱۲۵۱ھ میں حضرت مخدوم شاہ اچھے میاں نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر فرمایا، اس واقعہ کے بعد آپ مستقل بدایوں رہنے لگے، ۱۲۵۶ھ میں آپ نے حج و زیارت کا شرف حاصل فرمایا، یوں تو بدایوں کا خاندانِ عثمانی ہمیشہ سے علم و معرفت میں مشہور چلا آتا تھا، مگر آپ کے زمانہ میں اس نے کافی شہرت پائی اور آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خلائق نے راہ ہدایت پائی ہے ——— سہ شنبہ ۱۷ محرم الحرام ۱۲۶۳ھ میں پچاسی سال تین ماہ اٹھارہ یوم کی عمر میں واصل بحق ہوئے حضرت سید شاہ[1] صاحب عالم

[1] حضرت سید شاہ صاحب عالم مارہروی ابن شاہ مخدوم عالم ابن شاہ مقبول عالم ابن شاہ نجات اللہ فرزند اصغر حضرت مخدوم شاہ برکت اللہ پیر برکات عشقی ۲۶ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ کو پیدا ہوئے، عربی و فارسی کے عالم اور شاعر و ادیب تھے، مرزا غالب کے بہت سے خطوط آپ کے نام ملتے ہیں، مرزا نے بطور مزاح آپ کو لکھا "پیر و مرشد کے سنہ ولادت کا مادہ "تاریخ" ہے اور غلام کا "تاریخا"۔
بروز جمعہ ۲ محرم ۱۲۹۶ھ میں وفات ہوئی، گنبد درگاہ معلی مارہرہ میں جانب غرب دفن ہوئے۔
(خاندان برکات)

قدس سرہٗ مارہروی نے قطعہ تاریخ کہا ہے۔

سفر کرد سوئے مکاناتِ قدس | شہِ عینِ حق، اکملِ واصلین
اگر سالِ نقلش بہ پرسد کسے | بگو "داد رونق بخلدِ بریں"
۱۲ ۶۳

حضرت شاہ آل رسول مارہروی اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی آپ کے نامور شاگرد تھے۔ اور حضرت مولانا فضل رسول بدایونی آپ کے صاحبزادہ اور جانشین تھے (تذکرہ علماء ہند، اکمل التاریخ حصہ اوّل)

حضرت مولانا عبد الغنی بدایونی قدس سرہٗ

حضرت مولانا عبد الغنی بدایونی نہایت برگزیدہ متورع و متقی اور یکتائے روزگار علماء میں سے تھے، آپ نے درسیات کی تکمیل حضرت مولانا محمد علی بحر العلوم بدایونی سے کی، حضرت مولانا محمد سعید جعفری المتوفی ۱۱۶۳ھ کے مرید ہوئے، ان کے وصال کے بعد حضرت شاہ اچھے میاں سے کسب فیض کیا، ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۰۹ھ میں آپ کا وصال ہوا، حضرت سید احمد المتوفی ۶۲۵ھ جو والد ماجد حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہما کے قریب ناصر شاہ دکھنی کے باڑہ میں اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد الرشید مجددی قدس سرہٗ

حضرت مولانا شاہ عبد الرشید مجددی ابن حضرت مولانا شاہ احمد سعید ابن شاہ ابو سعید مجددی ۲ جمادی الاخری ۱۲۳۶ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر پوری نہ ہونے پائی تھی کہ حافظ قرآن ہو گئے، صرف و نحو مولوی حبیب اللہ ملتانی سے، علوم عقلیہ مولوی فیض احمد دہلوی سے، کتب فقہ، تصوف اور اصول حدیث والد ماجد سے، کتب حدیث مولانا شاہ مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا محمد اسحٰق سے پڑھیں، ——— ۱۲۵۶ھ میں والد ماجد سے بوقت اجازت لے کر حج و زیارت کے لیے گئے، والد ماجد شاہ احمد سعید صاحب شہر کے دروازہ تک رخصت کرنے آئے، اور مجمع عام میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا عطیہ "ٹوپی قمیص اور

عمامہ پہنا کر خلافت عطا کی، مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ سراج مکی سے سند حدیث حاصل کی، سنہ ۱۲۴۳ھ میں والد ماجد کے حکم سے نواب سید کلب علی خاں مرحوم کی بیعت کے لئے رام پور گئے، ایک ماہ قیام کرکے دہلی واپس گئے، سنہ ۱۲۷۲ھ میں والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کی حضرت شاہ احمد سعید کے انتقال سنہ ۱۲۷۷ھ کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف ہوگئے، انتقال سے ۸ سال پہلے ہر سال حج کرتے، سال رحلت کے حج کے موقع پر منٰی میں ۱۲ ذی الحجہ کو اپنے لڑکے شاہ محمد معصوم سے فرمایا، حج کے بعد ہندوستان جانا معلوم نہیں دو دن بعد کیا ہو، ۱۴ ذی الحجہ سے بخار کے ساتھ درد سر شروع ہوا، جو رفتہ رفتہ شدت پکڑتا گیا، سکرات موت میں بار بار مسکراتے تھے، ۱۱ ذی الحجہ کو منگل کے دن عصر اور مغرب کے درمیان انتقال ہوا، ——— حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پائیں شریف دفن ہوئے، ہزاروں بندگان خدا کو آپ کی ذات سے فیض پہونچا، ممالک عربیہ میں بکثرت آپ کے مرید اور خلیفہ تھے

(تذکرہ کاملان رام پور)

حضرت مولانا عبدالغفار خاں رامپوری قدس سرہٗ

عبدالغفار نام، والد کا نام محمد خاں، — محمد خاں شاہ منصور علاقہ سرحد کے رہنے والے تھے تحصیل علم کے لئے رام پور پہونچے، ملا غفران وغیرہ علمائے رام پور سے کتب درسیہ پڑھیں، رام پور ہی میں اُن کی شادی ہوئی، اس عقد سے سنہ ۱۲۷۲ھ میں مولانا عبدالغفار خاں پیدا ہوئے، محمد خاں مشہور غیر مقلد مولوی عبدالجلیل علی گڑھی کے ساتھ سنہ ۱۲۷۳ھ میں مارے گئے، اس لئے ایک ہی سال کی عمر سے آپ اپنے نانا مرزا باقی بیگ کے زیر تربیت پرورش پائی، — آپ نے صرف ونحو مولانا عالم علی مراد آبادی سے پڑھا، میبذی اور ملا حسن تک مولانا حافظ عنایت اللہ خاں سے پڑھا، حضرت قطب ارشاد مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری کے حلقہ درس میں شریک ہوکر تکمیل علوم کی، مولانا شاہ ارشاد حسین نے اپنے ہاتھ سے آپ کی دستار بندی کی اور سند فراغ مرحمت فرمائی، زمانۂ طالب علمی ہی سے پڑھانے کا شوق تھا، کابل وبخارا کے طلبا آپ کے حلقۂ درس سے فیضیاب ہوئے، علم کلام سے

خاص شغف تھا، مشہور غیر مقلد عالم مولوی ابراہیم آروی سے رام پور میں آپ کی گفتگو ہوئی، مولوی آروی صاحب تاب مقابلہ نہ لاسکے، اور گھبرا کر شہر سے چلے گئے، سنہ ۱۳۲۱ھ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری بریلوی نے جمعہ کی اذان ثانی کے خارج از مسجد ہونے کی مردہ سنت کا احیاء کیا تو آپ نے شدید اختلاف کیا، — مولانا رام پوری دیوبندی فرقہ کے شدید مخالف تھے، اس سلسلہ میں وہ جمہور علمائے اہل سنت کے موقف کے حامی ومؤید تھے، سنہ ۱۳۱۸ھ میں مجلس اصلاح مفاسد ندوۃ العلماء کے اجلاس پٹنہ میں پورے جوش وخروش سے شامل تھے، آپ کے صاحبزادے مولوی عبدالجبار خاں صاحب آپ کے قدم بقدم تھے، اور ردِ وہابیہ میں خصوصی شغف رکھتے تھے حضرت قطب الارشاد مولانا شاہ ارشاد حسین قدس سرہٗ سے بیعت تھے، اور طریقۂ نقشبندیہ میں اُن کے خلیفۂ مجاز تھے۔

(تذکرہ کاملان رام پور، دربار حق وہدایت)

حضرت مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی قدس سرہٗ

حضرت مولانا سید عبدالفتاح ابن سید عبداللہ ناسک گلشن آباد کے رہنے والے تھے آپ نے حضرت مولانا خلیل الرحمٰن رامپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی وغیرہ علماء سے تحصیل علم کیا، سنہ ۱۲۶۳ھ میں فارغ ہوئے، سنہ ۱۲۷۱ھ میں خاندیش میں عدالت عالیہ کے مفتی مقرر ہوئے، اور سنہ ۱۲۸۴ھ میں الفنسٹن کالج بمبئی میں عربی وفارسی کے پروفیسر کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا تصنیف تالیف سے بھی خصوصی شغف تھا "تحفۂ محمدیہ فی رد وہابیہ" آپ کی مشہور ومعروف کتاب ہے، مشاہیر علمائے خاندیش حضرت مولانا نظام الدین ومولانا شیخ قطب الدین آپ کے مشہور شاگرد تھے، سنہ ۱۲۹۶ھ میں آپ فوت ہوئے، مولانا سید امام الدین حسنی آپ کے صاحبزادے بھی عالم متبحر اور عارف حق نگر تھے، آپ ہی کی طرح درس وتدریس اور رشد وہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے مولانا امام الدین نے تین جلدوں میں تاریخ الاولیاء کے نام سے عہد رسالت سے چودھویں صدی کے ربع اول تک کے اُن علماء کا تذکرہ لکھا جو عارف بھی تھے، اس کتاب کے دو حصے چھپ کر شائع ہوچکے ہیں، تیسرے حصہ کا حال معلوم نہیں۔

حضرت مولانا عبد القادر سلہٹی قدس سرہٗ

مولانا عبد القادر کے مورث اعلیٰ عبد الکریم نامی بزرگ، مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے اور سلہٹ میں مقیم ہوئے، ان کی اولاد کی چھٹی پشت میں مولوی محمد کلیم نامور بزرگ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں[1] المتوفی ۱۱۹۵ھ کے مرید وخلیفہ تھے، ان کے پوتے ابو سعید محمد محمود نواب مرشد آباد کے ندیم اور "عاقبت محمود" کے لقب سے ملقب تھے، یہ مولانا عبد القادر صاحب ترجمہ کے دادا تھے مولانا عبد القادر کے والد مولوی ابو النصر محمد ادریس صاحب صدر الصدور کے منصب پر فائز تھے، مولانا عبد القادر نے مولوی رمضان اللہ سے تکمیل علم کی، مولوی رمضان اللہ صاحب حضرت مولانا بحر العلوم محمد عبد العلی فرنگی محلی کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ تھے، صاحب ترجمہ اپنے اوقات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروفیت رکھتے تھے "الفوائد القادریہ" شرح عقائد کی شرح ہے، اور "رد المعقول" فرقہ باطلہ وہابیہ کے رد میں ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند)

سلہ قبلۂ ارباب کمال حضرت میرزا مظہر جان جاناں حضرت محمد ابن حنفیہ ابن شیر خدا، امام الواصلین الی رب العالمین امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسل پاک سے تھے، آپ کے والد ماجد حضرت عالمگیر غازی قدس سرہٗ کے عہد سلطنت میں دکن میں منصب دار تھے، وہاں سے ترک وطن کرکے واپس آرہے تھے کہ ریاست مالوہ بمقام کالاباغ بروز جمعہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ میں حضرت مظہر جان جاناں کی ولادت باسعادت ہوئی، درسیات کی تکمیل کے بعد مشہور محدث حاجی محمد افضل سیالکوٹی سے حدیث پڑھی حضرت سید نور محمد بدایونی المتوفی سنہ ھ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سیف الدین فرزند خاص حضرت خواجہ محمد معصوم ابن حضرت مجدد الف ثانی قدست اسرارہم سے مرید ہوئے، صاحب تقویٰ وورع تھے، انتہائی نازک طبع ونفاست پسند تھے، ایک مدت تک درس بھی دیا، تفسیر مظہری عربی آپ کی شاہکار تصنیف ہے، اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے، حضرت کا دیوان بمبئی سے عبد الرزاق قریشی نے انجمن اسلام انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے مرتب کرکے شائع کردیا ہے، تفسیر دہلی سے شائع ہورہی ہے، ایک شیعہ فولاد خاں نے ۷ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ میں سینہ پر طپنچہ مارا، دس محرم کو وصال ہوا، "عاش حمیداً مات شہیداً" تاریخ وفات ہے۔

(تذکرہ علمائے ہند، اکمل التاریخ، مرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ

۱۱۵۹ھ سال ولادت، "غلام حلیم" تاریخی نام، والد ماجد سے تکمیل علوم کی، ۱۶ برس کی عمر میں فاتحہ فراغ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے، آپ کی عمر کا سترھواں برس تھا جب حضرت شاہ ولی اللہ نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا، حضرت شاہ عبد العزیز اپنے سب بھائیوں میں باعتبار علم وفضل بڑے تھے، اس لئے والد کے جانشین ہوئے، سوم کے دن آپ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، حضرت مولانا شاہ فخر الدین محمد چشتی[1] نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور بطور ہدایت بزرگانہ ارشاد فرمایا "آپ کے والد سے جو غلطیاں ہوگئی ہیں ان کو مٹانے کی کوشش کیجیے گا" ——— حضرت شاہ عبد العزیز نے وسجادۂ ارشاد پر رونق افروز ہوکر درس وتدریس میں مصروفیت اختیار کی، شائقین علم نے دور دور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا سلسلۂ تلمذ بہت وسیع ہوا، ہندوستان کے تقریباً تمام علماء کا سلسلۂ حدیث آپ ہی سے وابستہ ہے حضرت شاہ صاحب

سلہ حضرت مولانا شاہ فخر الدین محب النبی قدس سرہٗ ۷ ربیع الاول ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ نظام الدین قدس سرہٗ "نگرام" کے ساکن اور حضرت مخدوم شیخ سعدی کاکوروی کی اولاد میں تھے، اور اپنے مرشد شیخ المشائخ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی المتوفی ۱۱۴۰ھ کے حکم سے اورنگ آباد دکن میں جاکر مقیم ہوگئے تھے، وہیں ۱۱۴۲ھ میں مولانا نظام الدین کا انتقال ہوا،

حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہٗ نے علوم وفنون والد ماجد سے حاصل کئے، بیعت واجازت وخلافت سب کچھ والد ماجد سے پائی ۱۱۶۰ھ / ۱۷۴۶ء میں اجمیر شریف حاضر ہوئے اور وہاں سے دہلی آئے، یہ محمد شاہ کا زمانہ تھا، خود بادشاہ اور امراء آپ کی خدمت میں کمال عقیدت سے حاضر ہوتے

۷۳ برس کی عمر میں ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۵ء بروز شنبہ بوقت عشاء واصل بحق ہوئے، "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ" سے سال وفات برآمد ہوتا ہے

مہرولی شریف حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجرے کے باہر آپ کا مزار مرجع خاص وعام ہے، آپ کی دو کتابوں کا پتہ چلا ہے، ایک "نظام العقائد" ہے جو تفضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اور دوسری کتاب "فخر الحسن" شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعض اقوال کے رد میں ہے، جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔ (اکمل التاریخ، تلامذۂ غالب)

ہر جمعہ اور منگل کو پرانے مدرسہ کوچہ چیلاں میں وعظ فرماتے تھے، ــــــ حضرت مخدوم آل رسول مارہروی، حضرت مولانا مفتی صدر الدین خاں، حضرت شاہ غلام علی برادر زادہ مولانا مخصوص اللہ اور مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی، حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی، حضرت شاہ ابو سعید اور اُن کے صاحبزادے حضرت شاہ احمد سعید مجددی، مولانا شاہ ظہور الحق پھلواروی، مولانا شاہ عبد الغنی پھلواروی قدست اسرارہم آپ کے مشہور اور نادرۂ روزگار تلامذہ سے تھے، ــــــ بروز یکشنبہ ۷ رشوال المکرم سنہ ۱۲۳۹ھ میں حضرت کا وصال ہوا، ــــ تصانیف میں تفسیر عزیزی، اور روافض کے رد میں تحفہ اثنا عشریہ مشہور کتاب ہے آپ عربی کے شاعر بھی تھے، علی گڑھ یونیورسٹی کے نوجوان عربی کے لکچرر مولوی عضد الدین نے آپ کا عربی کلام طباعت کے لئے جمع کیا ہے۔

(تذکرہ علماء ہند، اکمل التاریخ، برکات مارہرہ، تذکرہ کاملان رامپور، تذکرہ شاہ ولی اللہ دہلوی)

حضرت مولانا عبد الغنی پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ

عبد الغنی نام، حضرت مولانا عبد المغنی پھلواروی کے فرزند، یکم رمضان المبارک سنہ ۱۱۹۰ھ کو آپ کی ولادت ہوئی، درسیات کی تکمیل مفتی برکت علی عظیم آبادی سے کی، مفتی صاحب حضرت مولانا شاہ نظام الدین فرنگی محلی کے تلمیذ التلمیذ اور نامور عالم تھے۔

مولانا عبد الغنی کو اس قدر شوق علم تھا کہ روزانہ ۳۲ میل پاپیادہ پٹنہ جاکر مفتی صاحب سے تحصیل علم کرتے، اور راستہ میں قرآن مجید حفظ کرتے، فراغت کے بعد تازندگی مدرسہ سید سنگی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، آپ کا سلسلۂ فیض کافی وسیع ہوا۔ آپ کو بیعت حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی منعمی قدس سرہٗ سے تھی، اور انھیں سے خلافت بھی پائی تھی

تصنیفات: مواطن التنزیل حل غوامض فتوحات مکیہ (۲) حاشیہ صدرا (۳) حاشیہ شرح سلم، حاشیہ خیالی وتلویح، ــــــ یکم ۔۔۔ سنہ ۱۲۷۲ھ کو آپ کا وصال ہوا

حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہٗ

استاذ الاساتذۃ الہند ملا نظام الدین المتوفی سنہ ۱۱۶۱ھ کے صاحبزادے سنہ ۱۱۴۴ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۱۱۶۱ھ میں والد بزرگوار سے علوم متعارفہ کی تحصیل کر کے فارغ ہوئے، آپ کی عملی زندگی کا آغاز تھا، کہ تعزیہ کے جلوس کے سلسلہ میں اودھ کی رافضی حکومت نے آپ کو شہر بدر کر دیا، بحر العلوم شاہجہانپور چلے گئے، حافظ الملک حافظ رحمت خاں مرحوم نے بڑی قدردانی کی، گزارے کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا حافظ الملک کی شہادت کے بعد نواب فیض اللہ والئ رام پور کی طلبی پر رامپور گئے، یہاں بھی درس و تدریس کا مشغلہ تھا، پھر بہار گئے، وہاں سے نواب والا جاہ محمد علی والئ کرناٹک نے سفر خرچ بھیج کر اپنی ریاست کے مدرسہ کے لئے بلایا، مدراس پہونچنے پر نواب صاحب نے امراء اور اپنے عزیزوں کے ہمراہ آپ کا شاندار استقبال کیا، اور آپ کو اپنے محل میں لے گئے اور ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس میں مولانا عبد العلی کا دریائے علم جاری ہوا، "بحر العلوم" آپ کا خطاب مقرر ہوا، ۱۲ رجب المرجب سنہ ۱۲۳۵ھ وہیں آپ کا انتقال ہوا۔

سلہ حضرت استاذ اساتذۃ الہند ملا نظام الدین سہالوی حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی کے صاحبزادے اور علوم اسلامیہ کے فاضل اجل، وحید العصر و فائق الاقران، مولانا قطب الدین شمس آبادی المتوفی سنہ ۱۱۲۱ھ اور حضرت مولانا غلام نقشبند المتوفی سنہ ۱۱۲۶ھ کے شاگرد تھے، آپ کا درس عظیم الشان اور بے مثل ہوتا تھا، آپکے آگے بڑے بڑے افاضل کے چراغ گل ہو گئے، برصغیر ہی نہیں بلکہ اکثر ممالک اسلامیہ میں آپکا سلسلۂ تلمذ پھیلا ہوا ہے، درس نظامی کی نسبت آپ کی ذات والا صفات کی طرف ہے، آپنے علوم باطنی کی تعلیم حضرت فرد الافراد شاہ عبد الرزاق المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ سرکار بانسہ شریف سے حاصل کی اور تکمیل حضرت سرکار بانسہ کے خلیفہ میر محمد اسمٰعیل بلگرامی قدس سرہٗ سے کی، ۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے، حضرت علامہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے قطعہ وفات کہا

عالم کامل، امام عصر، استاذ جہاں ۔۔۔ طائر روحش بسیر جنت الماوی شتافت
سال تاریخ وفات او، بہ طور تعمیہ ۔۔۔ گفتہ شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت ۱۱۶۱ھ

(اکمل التاریخ، تذکرہ علمائے ہند، مآثر الکرام)

حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمۃ

ابوالحسنات کنیت، بمقام باندہ ذوقعدہ ۱۲۶۴ھ میں ولادت ہوئی، دس برس کی عمر میں حافظ قرآن پاک اور سترہ برس میں علوم متعارفہ کی والد بزرگوار مولانا عبدالحلیم قدس سرہ سے تحصیل کرکے فارغ ہوئے دوبار حرمین طیبین کی حاضری و زیارت سے شادکام ہوئے، پہلی مرتبہ ۱۲۷۹ھ میں اور دوسری بار ۱۲۹۶ھ میں، آپ کو شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی قدس سرہٗ سے سند حدیث حاصل تھی، ایک عالم آپ کے فیضان علم سے مستفید ہوا، درجنوں علوم و فنون کی کتابیں تصنیف کیں، نواب صدیق حسن بھوپالی کی غیر مقلدیت کی تردید میں رسالے تصنیف کئے، ۴۰ برس کی مختصر عمر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، حضرت مولانا سید عین القضاۃ لکھنوی وغیرہ جیسے بڑے بڑے نامور علماء آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ـــ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ بروز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا، قبر باغ مولانا انوار میں پختہ بنی ہوئی ہے۔ ـــ راقم حالات نے ۹ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ موافق ۱۳ جون ۱۹۷۰ء بروز شنبہ ۱۱ بج کر پانچ منٹ پر آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا

یہ مصرعہ تاریخ رحلت ہے ـــ "شد فرنگی محل ز علم تہی" ۱۳۰۴ھ

حضرت مولانا شاہ عبدالحی چاٹگامی قدس سرہٗ

چاٹگام کے رہنے والے، یکشنبہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان ۱۲۷۶ھ میں ولادت ہوئی، والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ مخلص الرحمٰن قدس سرہٗ نے تسمیہ خوانی کی رسم ادا کی، قرآن پاک ختم کرنے کے بعد علوم دل لگی کے سبب کئی سال میں کافیہ تک پڑھا، ایک معتقد نے بے توجہی کا ذکر آپ کے والد سے کیا، والد نے فرمایا، گھر میں چند افراد جب لائق ہوں تو ان کے لئے کوئی ایسا بھی ہونا چاہیے جو ان کی خدمت کرے، "چھوٹے میاں اگر نہ پڑھیں گے تو بڑے بھائیوں کی خدمت کریں گے"۔ ـــ مولانا عبدالحی صاحب والد کی باتیں آڑ سے سن رہے تھے، بڑی غیرت آئی اور اسی وقت پڑھنے کے لئے سفر کا عزم کرلیا،

والدہ ماجدہ سے ارادہ ظاہر کرکے روپے طلب کئے، انھوں نے چھ روپے دیئے، ۱۲۹۱ھ میں کلکتہ پہونچے اسی دوران میں مولانا مخلص الرحمٰن صاحب کے پیر و مرشد حضرت سید شاہ امداد علی بھاگلپوری المتوفی ۱۳۰۲ھ کلکتہ آئے، ان کی ہمراہی میں مرزاپور آگئے، یہاں سے فرنگی محل جاکر حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے، گیارہ بجے تک مدرسہ فرنگی محل میں عربی پڑھتے اور ایک بجے دن میں مشہور شاعر خواجہ عزیز لکھنوی سے ان کے گھر جاکر فارسی پڑھتے، ۱۳۰۲ھ میں والد کی وفات کا سانحہ رونما ہوا، پردیس میں خبر وفات سن کر بڑا صدمہ ہوا، مکان جاکر والد کا فاتحہ کیا، تھوڑے دن کے بعد لکھنؤ واپس آگئے، ۱۳۰۴ھ میں حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے رحلت کی، تکمیل حدیث میں تین کتابیں باقی رہ گئی تھیں دہلی میں مولوی نذیر حسین غیر مقلد کے مدرسہ میں پہونچے، مولانا سید عبدالحی جب مولوی نذیر حسین سے ملنے گئے تو ایک شخص نے مولوی نذیر حسین کے سامنے ایک دوسرے شخص سے حضرت امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا، اگر ایک خلیفہ کے وقت میں دوسرا اپنے لئے بیعت لے تو وہ واجب القتل ہے، اس کے علاوہ اور بھی دوسرے کلمات گستاخی اور بے ادبی کے کہے، مولوی نذیر حسین خاموش سنتے رہے، کچھ نہ بولے، ـــ مولانا نے سمجھ لیا کہ یہ بے ادبوں کی جگہ ہے، اس کے بعد گنگوہ میں مشہور دیوبندی عالم مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک سال حدیث پڑھی" مولانا فرماتے تھے گنگوہ میں ناجنس اور بدعقیدوں کی مجلس میں میرا دل ہر وقت کڑھتا تھا، اس لئے جلد ہی رخصت ہوکر لکھنؤ پہونچا۔

فرنگی محل میں صاحبزادگان کی تعلیم پر مامور ہوئے، مولانا عبدالباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی اور مولانا عبدالحمید ان کے شاگرد تھے، ۱۳۰۸ھ میں مولانا عبدالاحد شمشاد فرنگی محلی نے اپنے خسر کے قائم کردہ مدرسہ "چشمۂ رحمت" غازی پور میں بلایا، آپ سے پہلے مولانا فاروق چریاکوٹی یہاں صدر مدرس رہ چکے تھے، طلبہ شروع میں آپ کی نوعمری کی وجہ سے نامانوس رہے، مگر بعد میں طریقہ درس کی ندرت کی وجہ سے مانوس و مطمئن ہوگئے، غازی پور میں بڑا قبول عام حاصل ہوا، حلقۂ ذکر و فکر اور مجالس سماع کا انعقاد ہوتا، صاحب ترجمہ حدیث پاک پڑھا رہے تھے کہ کلکٹر معائنہ کے لئے مدرسہ میں پہونچا، مولوی عبدالاحد شمشاد نے آکر چپکے سے کان میں کہا، یہ حاکم وقت ہیں، کتابیا استقبال سے تھا، اگرچہ اس وقت کھڑے ہوگئے، مگر دوسرے دن استعفیٰ

داخل کردیا، ہرچند مولوی عبدالاحد شاد اور مولانا شاہ امانت اللہ نے کہا سنا، تو ان کی دلداری کے خیال سے اس وقت ترک ارادہ فرمادیا، چھ ماہ بعد رخصت لے کر وطن گئے، واپس آکر چھ سال دو ماہ کی مدرسی کے بعد ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ھ میں استعفیٰ دے کر وطن تشریف لے گئے اور والد ماجد کے وسادۂ ارشاد پر رونق افروز ہو کر سلسلہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوئے، ہزارہا مخلوق نے اُن کے نفسِ ذکی کی برکات سے راہ ہدایت پائی، تاریخ وصال دوشنبہ، ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ اور مزار مرزا کھل ضلع چاٹگام میں ہے، حکیم سید سکندر شاہ کانپوری آپ کے مُرید وخلیفہ تھے۔ (سیرت شمس العارفین)

حضرت مولانا حکیم عبدالماجد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالماجد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی کیف بار اور ولولہ انگیز خوش خطابت سے معمور تقریر وموعظہ کی یاد دلوں میں اب بھی باقی ہے، آپ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان کے گوہر شب چراغ تھے، ۴؍ شعبان المکرم ۱۳۰۴ھ میں ولادت ہوئی، تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ کے زیر سایہ تربیت اور پرورش پائی، حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالمجید قادری مقتدری اور مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی سے ابتدائی درسیات پڑھیں، اور شاہ محب احمد بدایونی قدس سرہٗ سے درس نظامی پڑھ کر ۱۳۲۰ھ میں سند فراغ حاصل کی، ۱۳۲۱،۲۲ھ میں دہلی میں قیام کر کے حکیم غلام رضا خاں اور حکیم عبدالرشید سے تحصیل طب کیا، ۱۳۲۳ھ میں حکیم غلام رضا خاں نے سند طب دی، حکیم اجمل خاں دہلوی نے دستخط کر کے مہر لگائی، دہلی کی اقامت کے دوران زینت محل وغیرہ میں آپ کی تقریریں ہوئیں جہاں عیسائیوں، آریوں، غیر مقلدوں اور قادیانیوں سے آپ کے مناظرے ہوئے ـــــ دہلی سے واپس آکر والد بزرگوار کے قائم کردہ جامعہ شمسیہ کی ترقی کی اسکیم بنائی، چندہ کی فراہمی کے لئے اسفار کئے، نواب سر مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور علی گڈھ، نواب سر حافظ احمد سعید خاں نواب چھتاری نے چندہ میں کافی رقم دی، اہالیانِ بمبئی وحیدرآباد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مسٹر نگرام کلکٹر بدایوں اور مسٹر لارڈ مسٹن گورنر صوبہ یوپی نے وسط شہر میں خوشنما قطعہ آراضی مع عمارت دوامی پٹہ پر مدرسہ کے لئے دینا منظور کیا، مولوی

ظہور حسن صاحب (ٹونک والا) نے علوتبتی شمس العلوم کا سربفلک مینارہ اور دروازہ تعمیر کرایا، کتب خانہ کی خوشنما عمارت تیار ہوئی، دارالحدیث عثمانیہ کا نقشہ وتخمینہ تیار کرکے شاہ دکن کی خدمت میں پیش کردیا گیا، افسوس ہے کہ اسی زمانہ میں مسجد مچھلی بازار کانپور کا حادثہ اور خلافت کا مسئلہ پیش آگیا اور مولانا عبدالماجد کی توجہ مدرسہ کی تعمیر وترقی کی طرف سے ہٹ کر ملکی معاملات کی طرف مبذول ہوگئی ورنہ یہ مدرسہ باعتبار وسعت وعمدگی تعلیم ہندوپاک میں معیاری اور سب سے بڑا جامعہ ہوتا، مدرسہ کو ریاست رام پور سے مستقل ماہانہ امداد ملتی تھی۔

مولانا کی ملکی وقومی خدمات تادیر لوگوں کو رُلائے گی، مولانا شاہ محمد عبدالباری فرنگی محلی نے حفاظت کعبہ کے لئے جب "خدام کعبہ" کے نام سے مجلس قائم کی تو سب سے پہلے بدایوں حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر کی خدمت میں پہونچے اور تعاون وہمدردی کی درخواست کی، مولانا عبدالماجد بحکم پیرومرشد خُدام کعبہ کی خدمت پر مامور ہوئے، ۱۹۲۲ء/۱۹ میں لالہ لاج پت رائے اور شردھانند کی کوششوں سے ملکانوں میں ارتداد کی مہم شروع ہوئی تو دیگر علمائے اہل سنت کے ساتھ آپ نے بھی رمضان المبارک میں جبکہ گرمی شباب پر ہوتی ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے پیدل سفر کئے، عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گذرا،

پیرومرشد حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہٗ کی معیت وہمرکابی میں بغداد مقدس کا سفر کیا وفد خلافت کے ساتھ حجاز مقدس حاضر ہوئے، خلافت وکانگریس کے وفد میں موتی لعل نہرو، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر گاندھی کے ساتھ پورے ہندوستان کا دورہ کیا، آپ کے وعظ کا عجب حال تھا، نہایت ہی کیف بار اور وجد آگیں تقریر کرتے تھے، جوش تقریر میں عمامہ سر سے اتر جاتا تھا، کانپور کے پریڈ میدان کے رجبی شریف کے جلسہ کا آپ ہی کے ہاتھوں قیام ہوا جہاں بھی ہوتے اس جلسہ میں ضرور تشریف لاتے، مولانا کے مواعظ کا ابتدائی دور تھا، کہ مرادآباد میں حضرت صدرالافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی کوشش اور مساعی سے حفظ الایمان کی ایمان سوز عبارت پر فاضل بریلوی اور مولانا تھانوی کے درمیان مباحثہ تصفیہ کے لئے طے پایا، فاضل بریلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے شوکت مذہب اہلسنت کے لئے شرکت کی درخواست کی، حضرت نے آپ کو اور حضرت مولانا شاہ محب احمد قدس سرہٗ کو شرکت کے لئے بھیجا، وہاں بڑے بڑے علمائے اہل سنت تشریف فرما تھے، دس بجے دن میں مولانا سید محمد فاخر کی تقریر

کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب کا وعظ شروع ہوا، پہلے دیر تک منبر پر دوزانو بیٹھ کر دعا مانگی پھر کھڑے ہوکر آہستہ آہستہ خطبہ شروع کیا، مجمع سے آواز بلند کرنے کی درخواست ہوئی، ابھی دو چار ہی جملے کہے تھے کہ بحرِ فصاحت موج آفریں ہوا، طبیعت روانی پر مائل ہوئی، جوشِ خطابت میں عبا کے دامن لہرانے لگے، تھوڑی دیر میں عمامے کے بل کھل گئے، اتنا مؤثر اور دل نشین وعظ تھا کہ ہر طرف سے مرحبا صلِ علیٰ، جزاک اللہ کی صدا آرہی تھی، کوئی بے خودی میں اشک بار تھا، کسی طرف سے آہ و بکا کا شور تھا، مسئلہ علم غیب پر کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے دلائل کے انبار پیش کرتے جارہے تھے، مجمع بے خود و ساکت تھا کہ مولانا نے ایک بجے دھوپ کی تمازت اور پسینے سے شرابور ہونے کی وجہ سے دعا پر تقریر ختم کی، مجمع کے اصرار پر ظہر بعد پھر چار گھنٹہ تک تقریر فرمائی،

۱۹۳۱ء میں بمقام لکھنؤ مسلم کانفرنس کا جلسہ تھا، اس میں شرکت کے لئے لکھنؤ گئے، راجہ صاحب سلیم پور کے مہمان ہوئے، نو بجے شب میں رخصت ہوتے ہوئے مولانا حسرت موہانی مرحوم نے فرمایا "خدا حافظ" پھر اپنے ایک مرید مولوی محمد نذیر صاحب کے یہاں جو صدر میں رہتے تھے اُن کے یہاں گئے، گیارہ بجے نماز عشاء پڑھی، اور دیر تک تلاوت قرآن پاک کی، اور اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر فرزندِ ارجمند حضرت مولانا عبدالواحد صاحب سے فرمایا، تم تنہا ہو گھبرانا نہیں، یہ کہہ کر سینے سے لگایا اور فرمایا، آج روح بے چین ہے، دست و قئے بار بار ہو رہا ہے، تازہ وضو کرادو، نقاہت و ناتوانی بے حد افزوں تھی، مولانا عبدالواحد صاحب کے کاندھے پر سر رکھ دیا اور یا غفور، یا رحمان کہتے ہوئے دوشنبہ کی رات میں ۳ بجے ۳ر شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ موافق ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو واصل بحق ہوئے اور اس طرح عمر بھر کی بیقراری کو قرار آگیا، نو بجے دن میں نعش بذریعہ موٹر روانہ ہوکر ۸ بجے شام بدایوں پہونچی، ۹ بجے شب میں اسی جگہ پر غسل دیا گیا جہاں آپ کے مرشدانِ عظام کا غسل میت ہوتا تھا، ایک بجے شب میں مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی کے اصرار پر آخری زیارت کرائی گئی، صبح کے وقت جنازہ زنانخانہ میں پہونچایا گیا تو چند قطرے خون کے ناک سے جاری ہوئے، درگاہ قادری کی حاضری کے وقت تک بوقت رونمائی ناک سے تازہ خون اُچھل اُچھل کر بہہ رہا تھا، یہ مولانا کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ اپنے والد ماجد کی طرح شہادت کی محافل میں شہید ہونے کے لئے مانگا کرتے تھے ——— دس بجے دن میں عیدگاہ شمسی میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا ہوئی، درگاہ قادری میں اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر

قدس سرہٗ کے پائیں دفن کئے گئے، شکیل بدایونی مرحوم کے والد ماجد مولانا جمیل احمد سوختہ مرحوم نے قطعۂ تاریخ وفات کہا ؎

شیخ کل حضرت عبدالماجد — مقتدائے علم دیں، نیک مزاج
یکبیک ہوگئے واصل بخدا — ہوگئی علم کی دنیا تاراج
رہبرِ دین، شہ دیں تھے حضور — آپ تھے ملتِ حق کے سرتاج
کہیئے یہ آپ کی تاریخ جمیل — "گل ہوا ہائے چراغِ دین آج"

(حیات طیبہ، اکمل التاریخ، معارف، صدق جدید)

حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ضلع بجنور، قصبہ گھنگورہ (جھالو) کے رہنے والے مولوی ظفریاب خاں مرحوم کے فرزند اکبر، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرید و خلیفہ تھے، فارسی گھر پر پڑھی اور درس نظامی کی تکمیل مولوی احمد حسن امروہی سے کی اور صحاح ستہ کا دور بھی انھیں سے کیا، مدرسی کا آغاز حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کی نگرانی میں مدرسہ حافظیہ پیلی بھیت سے ہوا، ۱۳۳۰ھ میں مدرسہ منظر اسلام میں مدرس ہوئے، ۱۳۵۰ھ میں آپ کے سپرد درسِ حدیث ہوا، بریلی کی جامع مسجد کے امام بھی تھے، آپ کو درسِ نظامی کے تمام علوم و فنون میں دستگاہ حاصل تھی، حدیث شریف میں امتیازی فنی خصوصیت و قوت حاصل تھی، بعد عصر مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے، ۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ میں دارِ فانی سے آپ نے رحلت فرمائی، اور انجمن اسلامیہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے، ——— شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم و مفتیٔ بدایوں نے قطعۂ تاریخ وفات کہا ؎

اہل عرفاں مولوی عبدالعزیز — جن سے تھا سرسبز علم دیں کا باغ
ہوگئے رخصت سوئے گلزارِ خلد — دے کے وہ اپنے غم فرقت کا داغ
لکھو ابراہیم اُن کا سالِ فوت — رنج و غم سے گو پریشاں ہے دماغ
اٹھ گیا ہے اک محدث یوں کہو — "آج بزم دیں ہوئی ہے بے چراغ"

مولانا شاہ حامد رضا فاضل بریلوی نے [illegible] خطاب عطا فرمایا۔ (مرسلہ مولانا فریدی مدظلہٗ)

حضرت مولانا شاہ عبد القدیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبد القادر بدایونی کے چھوٹے صاحبزادے، آپ کا نام عاشق رسول محمد عبد القدیر تھا، ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے "محمد ظہور حق" تاریخی نام، بڑے بھائی مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر قدس سرہٗ کی آغوش میں پرورش پائی، ابتدائی تعلیم حافظ غوثی شاہ، مولوی سید الطاف علی، مولوی سید عبد الحی سے پائی، درسِ نظامی کی کتب متداولہ مولانا فضل احمد قادری، مولانا محب احمد قادری، مولانا حافظ بخش قادری اور برادرِ بزرگ سے پڑھیں، مولانا حبیب الرحمٰن قادری بدایونی سے بھی کسب علم کیا، ۱۳۳۱ھ میں فراغت کے بعد متواتر "کابوس" کا دورہ پڑا، علاج کے لئے حضرت العلامہ حکیم سید برکات ٹونکی کے پاس گئے، تین ماہ تک اُن کی خدمت میں رہ کر علوم عقلیہ کی کتابوں کا درس لیا، اور رام پور میں مولانا سید عبد العزیز تلمیذ مولانا عبد الحق خیر آبادی سے قدماء کی کتابیں پڑھیں، درس و تدریس کی لیاقت ورثہ میں پائی تھی، مدتوں مدرسہ عالیہ قادریہ میں طلبہ کو پورے انہماک ساتھ تعلیم دی۔

برادرِ بزرگ کے مُرید تھے، ۱۳۳۱ھ ماہ جمادی الاخریٰ کو اجازت و خلافت ملی، ۱۳۳۴ھ میں پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سجادۂ قادریہ کو رونق دی ——— انگریزوں کے خلاف لڑائی میں کافی حصہ لیا، مولانا عبد الباری فرنگی محلی، مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی، مولانا سید مصباح الحسن قدست اسرارہم آپ کے رفقاءِ خصوصی تھے، کاکوری شریف کے مشہور کیس کی آپ نے پوری رہنمائی کی، مولانا قطب الدین عبد الوالی کے ساتھ صوبہ سرحد کا دورہ کیا، انگریزی حکومت کی دست درازی سے دیسی ریاستوں کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے لاہور میں کل ہند کانفرنس بلائی، اور خطبہ صدارت پڑھا۔

مسجد شہید گنج کی واپسی کے لئے حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے جد و جہد کی تو آپ نے اُن کی پوری مدد کی ——— انگریزوں نے عرب اکثریت کا توازن برباد کرنے کے لئے ارضِ مقدس میں باہر سے یہودیوں کو لا کر آباد کرنا شروع کیا اور عربوں نے اُن کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے آپ نے ہندوستان کے نمائندہ کی حیثیت سے فلسطین کا سفر کیا، مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی نے عربی یونیورسٹی کے لئے ہندوستان کا دورہ کیا تو اُس کے ترجمان اور سکریٹری کا کام کیا

سیاسی حالات کی ابتری کا مشاہدہ کر کے ایک عرصہ صرف کرنے کے بعد کنارہ کش ہوگئے، اسی زمانہ میں میر عثمان علی آصف جاہ سادس والی سلطنت آصفیہ نے محکمہ امور مذہبی کے صدر الصدور کے لئے آپ کا انتخاب کیا، مگر سابقہ انگریز دشمن سیاسی زندگی کی بناء پر انگریزی حکومت نے اس عہدہ پر آپ کا تقرر مناسب نہ سمجھا، اور عدالت عالیہ کا مفتی اعظم مقرر کیا، پولیس ایکشن تک اس منصب پر فائز رہے ——— دو بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے اندرون خانۂ کعبہ کے غسل میں شرکت کی، حرم نبوی اور روضۂ مطہرہ کی خلوت خاص میں باریاب ہوئے ——— دربارِ غوثِ اعظم کی حاضری معمولات سے تھی، آپ سب سے پہلے عالم و بزرگ تھے جن کو دربار شریف میں امامت و خطابت کا اعزاز ملا، اسی طرح مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کے بے حد اصرار پر آپ نے مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ دیا، بغداد میں ہی ایک خوابی معاملہ کی وجہ سے متاثر ہو کر جنرل فوزی الزعیم آپ سے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے، آپ کی قوت حافظہ بہت قوی تھی اقوال فقہاء و محدثین و صوفیاء ازبر تھے ہزارہا اشعار یاد تھے خود بھی شعر موزوں فرماتے تھے، کاش صاحبزادگان آپ کے فتاویٰ شائع کرا دیتے تو ایک عظیم سرمایہ امت تک پہونچ جاتا، ۲۳ر شوال المکرم ۱۳۷۹ھ بروز پنجشنبہ چار بجے دن میں وصال ہوا، دوسرے دن ۵ بجے شام درگاہ قادری میں سپرد خاک کئے گئے

پروفیسر مولانا ضیاء احمد بدایونی صدر شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے یہ قطعہ تاریخ وفات میں کہا ؎

عالم دیں، حضرت عبد القدیر ——— ذی فضائل، ذی کرم، ذی مرتبت

آہ رخصت ہوگئے، شوال میں ——— اس جہاں سے سوئے دارِ آخرت

جب چھپے ایسا مہِ اوجِ کمال ——— کیوں نہ ہو تاریک بزمِ شش جہت

قادری مسند کو سُونا دیکھ کر ——— مضطرب ہیں اہل علم و معرفت

گزری کچھ دن حیاتِ مستعار ——— یاد آئے گا وہ لطف و مرحمت

ہے دعا یارب! ہو اُن کے زیبِ سر ——— تاج گلہائے ریاضِ مغفرت

کر رقم تاریخ اس غم کی ضیا ——— انتقالِ عالمِ نیکو صفت

۱۳ ۷۹ [illegible]

۱۳۰۸ھ میں ۱۷ر جمادی الاخریٰ کو مدرسہ احسن المدارس قدیم کان پور کے فارغ التحصیل طلبہ کی جلسۂ دستار بندی کے موقع پر جو "پھپھوند" میں حضرت مولانا سید شاہ عبد الصمد قدس سرہٗ کے موقع پر منعقد ہوا تھا تو کاتب سطور کی

بھی دستار بندی حفظ قرآن پاک ہوئی تھی،، اسی موقع پر احقر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔

(تذکار محبوب، اکمل التاریخ جلد دوم)

مولانا سید عبد الحمید دربھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

صوبہ بہار ضلع دربھنگہ کے موضع "راجو" کے ساکن، محمد عبد الحمید نام، ابو سعید کنیت ۱۲۳۰ھ پیدائش قرآن مجید کے حافظ، درس نظامی کی کتابیں چند مدرسوں سے پڑھیں خیر آباد کے مدرسہ نیازیہ میں تعلیم پائی، ٹونک میں کئی سال امام المعقولات مولانا حکیم سید برکات احمد کے درس میں بیٹھے اور تکمیل کی، تدریس کا آغاز مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے ہوا، تقریباً ۱۲ برس مدرسہ سبحانیہ میں مدرس اول رہے، پھر شہر دربھنگہ کے مدرسہ حمیدیہ کا ۱۳۳۵ھ میں احیاء کیا اور ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے، تا حین حیات مدرسہ حمیدیہ کے ناظم رہے اور درس دیتے رہے، صوبہ بہار کے قابل فخر صاحب تدریس عالم تھے، ۱۳۴۹ھ میں فوت ہوئے، شاہی جامع مسجد قلعہ گھاٹ کے پہلے دروازے کے جانب جنوب دفن کئے گئے، مدرسہ حمیدیہ کا قیام ۱۳۰۱ھ میں مولوی حسن علی مرحوم کی کوشش سے ہوا

حضرت مولانا عبد الکافی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

والد کا نام مولانا عبد الرحمن، کسی دوشنبہ کو ربیع الاول ۱۲۷۵ھ میں اپنے وطن قصبہ نارہ ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، پانچ برس کی عمر میں تعلیم کی ابتدا کرائی گئی، ۱۲۸۵ھ میں اپنے چچا مولانا محمد عبد السبحان کے پاس قصبہ کڑا ضلع الہ آباد چلے گئے، اوّلاً قرآن پاک حفظ کیا، ۱۲۹۱ھ میں چچا کے ہمراہ الہ آباد پہونچے، درس نظامی کی کتابوں کا درس از ابتداء تا انتہاء انھیں سے لیا، ۱۳۰۰ھ میں سند فراغ حاصل کی ــــ حضرت مولانا حکیم فخر الدین الہ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے، حکیم صاحب کو آپ پر فخر تھا، ــــ محلہ یاقوت گنج میں مولوی عبد الحمید صاحب کے مکان سے تدریس کا آغاز کیا، شروع میں طلبہ کا رجوع آپ کی طرف کم تھا، جس سے آپ کبیدہ خاطر رہتے، ایک بار اپنے مرشد زادہ مولوی حکیم مسیح الدین سے اس کا شکوہ کیا، انھوں نے تسلی دی اور آئندہ کے لئے روشن امکانات کی خوشخبری سنائی، چند دنوں بعد حاجی صوبہ دار خاں جو پنجاب کے ساکن اور آپ کے مرید تھے انھوں نے آپ کو جامع مسجد کی امامت و خطابت کی پیش کش کی،

اور درس کی بھی گذارش کی ۱۳۱۶ھ سے جامع مسجد میں باقاعدہ آپ کا درس شروع ہوا، اور آپ کی درس گاہ مدرسہ سبحانیہ کے نام سے مشہور ہوئی، اور با ذوق طلبہ نے آپ کے درس میں شرکت کر کے مختصر مدت میں اپنا ممتاز مقام بنایا، جامع مسجد کی موجودہ وسیع اور شاندار عمارت آپ ہی کی توجہ سے ۱۹۱۰ء میں بن گئی۔

اکبر الہ آبادی جن کو آپ سے بیعت کا تعلق تھا مسجد کے بارے میں ان کا یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

مسجد کافی کی شانِ آسمانی دیکھئے ۔ خاکساروں کی بلندی کی نشانی دیکھئے ۔

آپ نے درس و تدریس کے ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی قائم کر رکھا تھا، بکثرت مجرمین اور بدکرداروں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، مشرکین بھی بکثرت آپ کی توجہ سے مسلمان ہوئے، مشہور انگریزی ادیب وانشاء پرداز برنارڈ شا کے بھتیجے نے ۱۹۲۱ء میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، آج کل ان کا قیام ناظم آباد کراچی میں ہے۔

۱۳۱۸ھ کے مشہور جلسہ اصلاح ندوہ پٹنہ میں آپ نے شرکت فرمائی اور تقریباً ۱۳۲۸ھ میں ایک اشتہار کے ذریعہ دیوبندیوں کی تکفیر کا اعلان عام کیا، ــــ آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا فرخند علی صاحب بانی مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام، اور مولوی محمد سجاد بہت مشہور ہوئے ــــ قاری ولی محمد المتوفی ۱۹۶۸ء اور حکیم ولی احمد المتوفی ۱۹۵۷ء آپ کے صاحبزادے تھے، ۱۳۵۰ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء میں آپ کا وصال ہوا، مزار دیبی پور میں ہے۔

حضرت مولانا قاضی عبد الوحید عظیم آبادی قدس سرہٗ

مولانا قاضی عبد الوحید صوبہ بہار کے مشہور قاضی و مشائخ خاندان سے تھے، حضرت امام محمد ملقب بہ تاج فقیہ جعفری زینبی اس خاندان کے بانی تھے، آپ عرب سے منیر شریف ضلع پٹنہ آئے اور روایت مشہورہ کے بموجب مقامی راجہ سے لڑائی ہوئی "دین محمد شد قوی" سے تاریخ فتح نکلتی ہے، بڑے بڑے صوفی اور صاحب حال علماء آپ کی اولاد میں ہوئے، حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد منیری المتوفی ۷۸۲ھ جو آپ کے صاحبزادے حضرت مخدوم محمد اسرائیل کے پوتے تھے، قاضی عبد الوحید صاحب اس طریقت پناہ گھرانے میں ۱۲۸۹ھ پٹنہ میں پیدا ہوئے، "منظور النبی" تاریخی نام تجویز ہوا، قاضی صاحب کے والد کا نام قاضی عبد الحمید، دادا کا نام قاضی محمد اسماعیل قدیمی تخلص، بن قاضی اکرام الحق بن قاضی امین الحق

بن قاضی کمال الحق جوکہ بہترین فارسی کے شاعر تھے ان کے والد حضرت مفتی غلام یحییٰ تھے، یہ مترجم ہدایہ تھے اور نہ وہ جن کا نام حضرت حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ المتوفی ۱۱۹۵ھ کے بعض مکتوبات میں ملتا ہے بلکہ محشی شرح آداب المریدین تھے، قاضی صاحب کے نانا جناب سید شاہ امجد علی جروہ حاجی پور ضلع مظفر پور کے رہنے والے تھے، قاضی عبدالوحید صاحب کے دادا قاضی اکرم الحق سید احمد بریلوی کے مرید تھے، قاضی اکرم الحق کے بھائی واعظ الحق اُن وہابی مولویوں میں تھے جو ۱۲۸۵ھ میں نظر بند ہوئے تھے، اُن کے بیٹے کا نام سید احمد نے محمد اسماعیل رکھا کہ تقویۃ الایمان کے مشہور شرک گر مصنف کا نام بھی محمد اسماعیل تھا،

قاضی عبدالوحید صاحب نے درسی کتابیں مولانا سید عبدالعزیز چشتی صابری انبیٹھوی تلمیذ رشید شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی سے پڑھا، انگریزی تعلیم ایف۔ اے تک پائی تھی، قاضی رضا حسین قاضی عبدالحمید کے خالو کے بیٹے تھے، لیکن ان کی خالہ کے بطن سے نہیں، دونوں میں گہرے تعلقات تھے، قاضی رضا حسین کی تحریک سے قاضی عبدالحمید قاضی عبدالوحید کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھیجنا چاہتے تھے، لیکن قاضی عبدالوحید صاحب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر فاضل بدایونی قدس سرہما کی تعلیمات کے زیر اثر انگریز اور انگریزی تعلیم سے بیزار ہو چکے تھے، جب زیادہ زور پڑا تو احتجاجاً گھر چھوڑ دیا۔

قاضی عبدالوحید صاحب مجلس ندوۃ العلماء سے مفاسد کی وجہ سے سخت بیزار تھے ۹ ذوقعدہ ۱۳۱۵ھ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو لکھتے ہیں "بہ اخوت اسلامی وحمایت مذہب حنفیہ کے جہت سے لکھتا ہوں، ایک اخبار تردید مذاہب باطلہ ومخالفت ندوہ میں نکالنے والا ہوں، آپ سرپرستی کریں اگر آپ لوگ آمادہ ہوں تو مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں قائم کردوں"۔۔۔۔۔۔ اس خط کے لفظ لفظ سے قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کا تصلب دینی ظاہر ہوتا ہے، ۱۳۱۵ھ میں مخزن تحقیق جس کا دوسرا نام تحفۂ حنفیہ تھا جاری کیا اور حضرت مولانا شاہ محمد ضیاء الدین ہمدم پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ کو پٹنہ بلا کر رسالہ کا مدیر ومنتظم مقرر کیا، خود بھی اس میں مضامین لکھتے تھے، مدرسہ حنفیہ کے نام سے عربی ادارہ قائم کیا، حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیت سے جا کر صدر مدرس ہوئے، علامہ سید عبدالعزیز بھی اس میں درس دیتے تھے، مدرسہ کا سالانہ جلسہ

بہت اہتمام سے کرتے تھے، جس کی روداد دربار حق وہدایت کے نام سے شائع ہوتی تھی، ۱۳۱۸ھ میں پٹنہ میں ندوۃ العلماء کا جلسہ ہوا تھا، اراکین اطراف ملک سے سمٹ کر وہاں جمع ہوئے، حضرت قاضی صاحب نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے ۱۶، ۱۷، ۱۸ رجب المرجب کو مدرسہ کا عظیم الشان جلسہ بلایا، جس میں پانچ سو مشاہیر علمائے اہل سنت اعلیٰ حضرت تاج الفحول بدایونی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، اُستاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ خاں رام پوری صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ جون پور (استاذ حضرت صدر الشریعہ، مولانا سید سلیمان اشرف، نیز رکن ندوہ شبلی نعمانی) علامہ عبدالکافی صدر مدرس جامعہ سبحانیہ الہ آباد، علامہ سید محمد فاخر الہ آبادی، علامہ معوان حسین فرزند وجانشین حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی، حضرت مولانا سید شاہ عبدالصمد پھپھوندوی صدر مجلس علمائے اہل سنت بریلی، حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی، حضرت مولانا محب احمد بدایونی قدس اللہ اسرارہم نے شرکت کی اور ندوہ کے مفاسد کا اعلان ورد فرمایا۔۔۔۔۔۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسی مجلس میں حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی فرزند اکبر تاج الفحول قدس سرہٗ نے فاضل بریلوی کو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے پہلے پہل مخاطب کیا اور کبار علماء ومشائخ نے تائید کی، جلسہ کی صدارت حضرت شاہ مخدوم امین احمد ثبات منیری سجادہ نشین مخدوم شاہ شرف الدین منیری قدس سرہٗ نے فرمائی، ایک روایت ہے کہ قاضی صاحب نے مدرسہ اور رد ندوہ وفرق باطلہ کے لئے چھ ہزار کی جائداد وقف کی تھی،۔۔۔۔۔۔ قاضی عبدالوحید صاحب کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے غیر معمولی عقیدت تھی، قاضی صاحب کے اُستاذ علامہ سید عبدالعزیز نے فاضل بریلوی کے حق میں بعض نا ملائم الفاظ زبان سے نکالے، جس کا علم قاضی صاحب کو ہوا، نتیجۃً علامہ سید عبدالعزیز وطن واپس چلے گئے، فاضل بریلوی قدس سرہٗ بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے، آپ کے مرض الموت میں عیادت کے لئے پٹنہ تشریف لے گئے، اور علاج اپنے ہاتھ میں لے لیا، ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے جنازہ کی امامت فرمائی، چہارم کر کے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بریلی شریف واپس ہوئے، مادۂ تاریخ مغفور ہے، قریب کی درگاہ حضرت مخدوم شہاب الدین[1] پیر جگ جوت قدس سرہٗ

---

[1] حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگ جوت قدس سرہٗ بہار کے بزرگوں کے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

المتوفی ۷۶۶ھ جو واقع چھتلی شریف میں دفن کئے گئے ــــــ قاضی صاحب کو حضرت مخدوم امین احمد ثبات قدس سرہ سے بیعت تھی اور مرشد کے نہایت محبوب مرید تھے، اعلیٰ حضرت سے اجازت تھی، آپ اردو فارسی و عربی کے شاعر تھے، وحید تخلص تھا، اصلاح کسی سے نہیں لی، ڈاکٹر حامد علی خاں رام پوری ایم اے پی۔ایچ۔ڈی نائب پروفیسر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے اپنے تحقیقی مقالہ "ہندوستان کے عربی گو شعراء" (حامد علی صاحب کو اس مقالہ پر پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری ملی ہے) میں قاضی صاحب کے احوال اور عربی کلام کو جمع کیا ہے۔ ــــــ قاضی صاحب کے تین صاحبزادے تھے، سب نامور ہوئے، قاضی عبدالودود صاحب اردو فارسی کے محقق، ناقد، ادیب اور ہندوستان و پاکستان کی مشہور شخصیت ہیں۔

حضرت مولانا عبد المصطفیٰ مجددی مدظلہٗ

حافظ عبدالرحیم اعظمی اشرفی صاحب کے صاحبزادے، وطن گھوسی ضلع اعظم گڈھ، اسی نسبت سے اعظمی لکھتے ہیں، مولانا نے اپنی اولین تالیف "معمولات الابرار" میں اپنے احوال بالتفصیل لکھے ہیں، کہ مجھ سے پہلے میرے آٹھ بھائی بہن فوت ہو چکے تھے، والدین کو اولاد کی بھوک پیاس حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی، اس لئے میری پرورش انتہائی ناز و نعمت میں ہوئی، میری ہر خواہش کو ضرور پوری کرتے ــــــ مولانا نے تعلیم مدرسہ محمدیہ امروہہ مدرسہ منظر اسلام بریلی میں علی الترتیب مولانا غلام جیلانی اعظمی، مولانا حکمت اللہ امروہی، حضرت مولانا سید محمد خلیل کاظمی مدظلہ محدث امروہی، حضرت مولانا شاہ سردار احمد محدث پاکستان سے علوم کی تکمیل کی، دس شوال المکرم ۱۳۵۵ھ کو دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ ریاست دادوں علی گڈھ پہونچے، حضرت صدر الشریعہ سے دورۂ حدیث پڑھا اور ۱۳۵۶ھ میں سند فضیلت مرحمت ہوئی، حضرت فرید العصر مولانا سید مصباح الحسن مودودی علیہ الرحمۃ نے دستار باندھی، اور امروہہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ اس حلقہ اور مرشد و جدّ امجد ہیں، آپ [illegible]ھ میں بمقام کاشغر پیدا ہوئے، نسبی سلسلہ حضرت حسین شہید کربلا سے ملتا ہے، شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اس سلسلہ کی بہار میں اشاعت آپ ہی سے ہوئی، مشہور ناقب بزرگ حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین منیری آپ کی بڑی صاحبزادی بڑی بوا حضرت رضیہ کے فرزند ہیں، ۱۲ ذی قعدہ ۶۶۲ھ بوقت صبح جاں بحق ہوئے، چھتلی شریف میں لب دریائے گنگا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔

میں، ۷ صفر ۱۳۵۳ھ میں حضرت شاہ ابرار حسن خاں مجددی شاہجہاں پوری سے مرید ہوئے، سب سے پہلے مدرسہ اسحاقیہ جودھ پور میں مدرسی کی، پھر مدرسہ محمدیہ امروہہ میں مدرس دوم مقرر ہوئے، گیارہ برس دارالعلوم مبارک پور میں مدرس دوم رہے، کچھ عرصہ صدارت بھی کی، ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء تک دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد کے روح رواں اور مسند صدارت کی زینت رہے، دارالعلوم نے مولانا کی مساعی سے ترقی کے بڑے منازل طے کئے، مارچ ۱۹۶۰ء کو فریضۂ حج سے واپسی کے بعد دارالعلوم صمدیہ بھیونڈی میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے ۱۹۶۳ء تا اپریل مدرسہ سکینیہ دھوراجی ضلع راج کوٹ میں مسند صدارت کو رونق دی، اور اب دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں شیخ الحدیث ہیں، حضرت مولانا نے انداز تدریس خوب پایا ہے، درس نظامی کے جملہ فنون میں دستگاہ ہے، ناظم و ناثر بھی ہیں، تصانیف میں معمولات الابرار، تاریخ اولیاء، رجال الحدیث، علوم حدیث، نورانی تقریر، ایمانی تقریر مقبول ہیں، خدا آپ کی ذات بابرکات سے مسلمانوں کو نفع پہونچائے آمین۔ (معمولات الابرار، رپورٹ دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ ۱۹۳۶ء)

حضرت مولانا عبد الحفیظ حقانی مفتی آگرہ علیہ الرحمۃ

عالم ربانی وحید العصر مولانا محمد عبد الحفیظ ابن حضرت مولانا عبد المجید متوطن قصبہ آنولہ، ضلع بریلی، اپنے ننھیال محلہ بانس شہر بریلی میں ۱۳۱۶ھ کو پیدا ہوئے، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں والد ماجد سے تکمیل علوم و فنون کرکے ۱۹۱۳ء میں سند حدیث حاصل کی، علی الترتیب بنارس، مبارک پور میں دو دو سال درس دیا، بعدہ سات برس منظر حق میں مدرس رہے ۱۹۳۰ء میں قصور ضلع لاہور گئے اور سولہ ماہ مقیم رہے، یہاں سے امرتسر چند ماہ ٹھہر کر دہلی کے دارالعلوم نعمانیہ میں چار ماہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، ۱۹۳۶ء میں شاہی جامع مسجد آگرہ کے مفتی و خطیب مقرر ہوئے، اور سولہ برس کے بعد ۱۹۵۲ء میں کراچی چلے گئے، جامع مسجد جناح، اور دارالعلوم مظہریہ کے منصب صدارت کو زینت بخشی، ۱۹۵۶ء میں علامہ احمد سعید کاظمی کی دعوت پر مدرسہ انوار العلوم ملتان تشریف لے گئے، اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے، آٹھ ماہ بعد ۱۹۵۷ء کو ملتان میں وصال ہوا، آپ کے برادر طریقت حضرت مولانا الحاج حامد حسن قادری نقشبندی مؤلف داستان تاریخ اردو نے جناب

محمد ایوب قادری آنولوی صاحب کی تحریک پر چند تاریخی فقرے اور ایک قطعۂ تاریخ لکھا ہے

مفتی عبدالحفیظ صاحب آج — پردہ فرما کے حق سے ہیں واصل
نیک دل، نیک طبع، نیک صفات — سربسر پاک جان و روشن دل
واعظ خوش بیان و بحر علوم — صاحب فیض و فاضل کامل
تربت پاک اُن کی نورانی — رشک خلد اُن کی اولیں منزل
قادری نے بھی ان کا سال وصال — لکھ دیا ہو وصل نجات کا حاصل"

(قومی زبان کراچی)

حضرت مولانا سید عبدالعزیز انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

سادات و پیرزادگان انبیٹھہ ضلع سہارنپور کے ممتاز رکن، وہیں پیدا ہوئے، نشو و نما پائی، مختلف اساتذہ سے فارسی و عربی کتابوں کا درس لینے کے بعد رام پور گئے، بعمر بیس برس شب و روز امام المعقول شمس العلماء حضرت علامہ عبدالحق خیر آبادی کی خدمت میں حاضر رہ کر درسیات کا تکملہ کیا، مولانا حکیم سید برکات احمد بہاری ٹونکی نے حسرت العلماء بوفاۃ شمس العلماء میں آپ کا ذکر خیر رفیع الفاظ میں کیا ہے۔ اور آپ کو شمس العلماء کا ممتاز شاگرد و خدمت گذار لکھا ہے، ایک عرصہ تک نواب حامد علی والئ رام پور کے دربار سے دو سو روپے ماہوار پر والئ رام پور کی مجلس علمی سے وابستہ رہے، فخر بہار مولانا عبدالوہاب منطقی اور استاذ العلماء مولانا حکیم برکات احمد میں جو تاریخی مناظرہ ہوا تھا آپ بھی اس میں شریک تھے، مشرباً چشتی صابری تھے، ندوہ کے ممتاز رکن تھے، مگر بعد میں اس سے علیحدہ ہو کر حمایت حق کے لئے علمائے بدایوں و بریلی کے ساتھ ہو گئے، ایک زمانہ تک مدرسہ حنفیہ لودی کٹرہ پٹنہ میں صدر مدرس رہے، قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمۃ نے آپ سے عربی درسیات کا اکتساب کیا، معقولات کے امام مانے جاتے تھے، ۹ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ میں دہلی میں فوت ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالباری نعمانی حاجی پوری علیہ الرحمۃ

جڑودھا حاجی پور وطن، مدرسہ حنفیہ جڑودھا حاجی پور ضلع مظفر پور میں مدرس تھے، مجلس علمائے اہلسنت کے رکن خاص اور مفاسد مجلس ندوہ کے دور کرنے والوں میں تھے، حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی

سے خصوصی تعلقات تھے، شاید کچھ قرابت بھی تھی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حکیم شاہ عبدالقیوم شہید کے چھوٹے صاحبزادے ۱۳۱۸ھ میں دہلی میں اپنی نانہال میں پیدا ہوئے، "محمد ذوالفقار حق" تاریخی نام، والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب حضرت غوث اعظم سے ہے، حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی اور اساتذہ مدرسہ خانقاہ قادریہ سے تعلیم پائی، وعظ و تقریر کا خصوصی ملکہ تھا، کبھی نامور بزرگ بھائی کے ساتھ اور کبھی تنہا ہندوستان کے بلاد و امصار میں مجالس میلاد، سیاسی کانفرنسوں میں شریک ہوتے، انتظامی صلاحیتوں سے آراستہ تھے، برادر بزرگ کی زندگی میں جامعہ شمس العلوم کے نائب مہتمم اور اُن کے معاون و سکریٹری رہے، بعد میں جامعہ شمس العلوم کے مہتمم ہو گئے، تحریک مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کے مطالبہ میں آپ کا ممتاز کردار رہا، تقسیم کے بعد کراچی تشریف لے گئے، کراچی میں مقیم تھے، ایک عرصہ تک ریڈیو پاکستان سے تفسیر قرآن بیان کرتے رہے، جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے ملکی، ملی، مذہبی خدمات انجام دیں، حکومت نے بھی آپ کی قدر اور عزت افزائی کی، حامد میاں ایک متحرک و فعال شخصیت تھے، پاکستان میں دستور اسلامی کے نفاذ کے لئے آپ نے بڑی کوشش کی، مختلف مکتبۂ فکر کے علماء کو شریک کر کے حکومت سے دستور اسلامی کا مطالبہ کیا، جس کو ابوالاعلیٰ مودودی نے ناکام بنا دیا، آپ کو سیاحت کا بھی شوق تھا، پاکستان سے باہر ملکوں کا دورہ کیا، دل کے مرض سے ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ کراچی میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا عبداللہ بہاری ٹونکی علیہ الرحمۃ

آپ کے بزرگ عظیم آباد صوبہ بہار کے تھے، وہاں سے ریاست ٹونک میں گورکھپوریوں کے محلہ میں آکر آباد ہوئے، یہیں آپ پیدا ہوئے، محمد عبداللہ نام رکھا گیا، والد کا نام شیخ صابر علی تھا، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی سے درسیات پڑھی، مولوی احمد علی سہارنپوری سے حدیث کا دور کیا، مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے ادبیات عربی حاصل کیا، محلہ مدرسہ عبدالرب دہلی سے تدریس کی ابتدا کی، بعدہٗ اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر ہو گئے، یہاں انجمن مستشار العلماء قائم کی، جو

دارالافتاء کی حیثیت رکھتی تھی، ایک زمانہ تک وہاں مقیم رہے، اس کے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس ہوگئے، آپ اپنے استاذ مولانا فیض الحسن کی طرح عربی کے عمدہ ناظم وناثر تھے، عربی درسگاہوں کی قدیم تعلیم کا بہترین نمونہ تھے، ہندوستان کے مشاہیر علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کی تصانیف میں مندرجہ ذیل کتابوں کے نام مرتب اوراق کو معلوم ہوسکے ہیں (۱) عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب، یہ رسالہ آپ نے سنہ ۱۳۰۸ھ ۱۵ جمادی الاولیٰ میں مولوی محمود حسن صدر المدرسین دیوبند کے رسالہ جہد المقل کے جواب میں تحریر فرمایا، مولوی محمود حسن نے اپنی کتاب حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری کے رسالہ تنزیہ الرحمٰن عن تقدیس الرحمٰن کے جواب ورد میں لکھا تھا، اسی بحث پر ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۶ھ میں آپ نے مولوی محمود حسن دیوبندی سے لاہور میں مناظرہ کیا، اس مناظرہ میں مولوی محمود حسن کو سخت ذلت آمیز شکست ہوئی، آپ کے قاہر دلائل وسوالات سے وہ اتنے مرعوب ہوئے کہ ادھر ادھر کی کہنے لگے (۲) تعلیقات المفتی "شرح سلم لمولوی حمداللہ کا حاشیہ شرح سلم کے ساتھ مطبع اسلامیہ لاہور میں طبع ہوا، (۳) عقد الدرر فی جید نزھۃ النظر" نزہۃ النظر کا حاشیہ ہے، جو سنہ ۱۳۰۱ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۲۲ صفحات میں طبع ہوا، (۴) الکلام الرشیق،

کلکتہ میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا، وہاں سے بھوپال اپنے بیٹے مولوی انوار الحق ایم۔اے ناظم تعلیمات بھوپال ومرتب دیوان غالب نسخۂ حمیدیہ کے پاس چلے آئے اور کچھ مدت صاحب فراش رہ کر ۷ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا، مولوی عبدالحی صاحب نزہۃ الخواطر نے سال وفات سنہ ۱۳۳۹ھ لکھا ہے، جو ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء سے شروع ہوکر ۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء پر ختم ہوتا ہے، اس طرح انھوں نے پورے دس برس کا فرق کر دیا۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری مدظلہ العالی

سنہ ۱۳۳۶ھ میں ۱۰ محرم الحرام کو آپ کی ولادت ہوئی، چار سال کی عمر میں قاعدہ شروع کیا، قرآن یعنی ختم مولانا احسان علی مظفرپوری سے بریلی میں پڑھا، مولانا احسان علی اس وقت مدرسہ منظر اسلام میں ابتدائی مدرس تھے، (اور اب شیخ الحدیث ہیں، اجمیر شریف میں حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد امیٹھوی اور مولانا حکیم

سید عبدالحی صاحب سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، فارسی عارف بدایونی سے پڑھی، جو دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں فارسی کے استاذ تھے، یہاں سے جامعہ ازہر تشریف لے گئے، سنہ ۱۹۳۶ء کی ابتداء میں تکمیل کرکے واپس ہوئے والد ماجد سے دوبارہ دورہ حدیث شریف تقریباً سبقاً سبقاً پڑھا، سنہ ۱۹۳۶ء ۱۳۵۷ھ میں دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڈھ میں درس دیا، اور والد ماجد سے مزید تحصیل علم کیا، سنہ ۱۹۳۹ء سے سنہ ۱۹۴۲ء تک مدرسہ منظر اسلام میں مدرس رہے چند دنوں کے وقفہ کے بعد سنہ ۱۹۴۸ء تک دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں نائب شیخ الحدیث رہے مولانا ارشد القادری، قاری یحییٰ صاحب، مولانا عبدالمنان صاحب اور ان کے بعض ساتھیوں نے آپ سے مسلم شریف وغیرہ کا درس لیا، اگست سنہ ۱۹۴۹ء میں جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ میں شیخ الحدیث ہوکر گئے، مولانا خلیل اشرف بانی مدرسہ فیض رضا ضلع بھاولنگر، مولانا غلام یٰسین بانی دارالعلوم قادریہ بلیرا، مولانا فضل سبحان بانی مدرسہ رضویہ مردان، مولانا غلام نبی اور مولانا محمد طفیل بانی دارالعلوم حامدیہ رضویہ اور بے شمار علماء جو اکناف واطراف پاکستان میں تدریس وتبلیغ اور وعظ وارشاد میں مصروف ہیں، نیز مولانا منیب الرحمٰن ایم۔اے، مولانا محمد اسحاق ایم۔اے، مولانا محمد طارق ایم۔اے، مولانا محمد رفیق ضیاء ایم۔اے، ٹھٹھہ کے شاہی قاضی مولانا قاری حافظ عبدالباری وغیرہم علماء آپ کے شاگرد ہیں۔

شروع میں فنون سے مناسبت تھی لیکن اب صرف حدیث شریف پڑھاتے ہیں، تصانیف میں تفسیر قرآن مجید میں پانچ پارے مطبوعہ ہیں، سیرۃ النبی میں بھی کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے،

آپ کو بیعت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے ہے، اپنے والد ماجد صدر الشریعہ قدس سرہ، حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ مصطفےٰ رضا فاضل بریلوی مدظلہ العالی اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا قدس سرہ اور قطب مدینہ منورہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد صاحب دامت برکاتہم سے اجازت وخلافت ہے ——— بر سہا برس سے دارالعلوم امجدیہ کے شیخ الحدیث وصدر مدرس ہیں، امسال نئے الیکشن میں کراچی کے حلقہ ۱ سے پاکستان پارلیمنٹ کے لئے منتخب ہوئے

بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے نامور یگانۂ عصر، امام ومحدث ومتکلم وفقیہ والد ماجد قدس سرہ العزیز کے علم وعمل میں جانشین ہیں۔

حضرت مولانا عبد السلام عباسی بدایونی قدس سرہٗ

مشاہیر علمائے ہند میں تھے، سنہ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے، اپنے چچا مولانا بہاء الحق (تلمیذ رشید مولانا بحر العلوم فرنگی محلی) اور علماء رامپور سے اخذ علوم کیا، ریاست رام پور میں قاضی عسکر شرعی تھے، حضور شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی کے مرید تھے، مرشد کے برادر زادہ و جانشین حضرت مخدوم شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے خرقہ اور مثال خلافت سے نوازا، آخر میں سجادہ نشین ہو گئے تھے، شاعر بھی تھے، کلام بلند ہوتا تھا، زیادہ تر فارسی میں کہا، سلام تخلص کرتے تھے، تصانیف میں تفسیر زاد الآخرت اردو منظوم، اخیار الابرار تصوف میں معرکۃ الآراء ہیں، ۱۳ رجب ۱۲۹۹ھ بروز چہار شنبہ جاں بحق ہوئے، مشہور عالم مولانا محمد حسن سنبھلی آپ کے تلمیذ رشید تھے، کسی نے تاریخ وفات کہی ہے ؎

قاضی عبد السلام حق آگاہ	عالم و باکمال و عارفِ حق
چہار شنبہ بہ سیزدہ رجب	یافتہ وصل قادر مطلق
مسجد مولوی حبیب اللہ	یافتہ از مزار شاں رونق
سال وصلش ز دل چو پرسیدم	گفت آں بودہ قاضی برحق

حضرت مولانا عبد القدیر حسرت حیدر آبادی علیہ الرحمۃ

مشہور بزرگ حضرت مولانا سید محمد عمر حیدر آبادی کے خواہر زادے، حیدر آباد میں پیدا ہوئے، مختلف علماء سے درس لینے کے بعد ماموں سے تکمیل کی اور سند پائی، ارادت و خلافت ماموں سے ہی تھی حیدر آباد دکن کے مشاہیر علماء میں تھے اور صاحب باطن بھی، شعر گوئی میں خاص رنگ تھا، حسرت تخلص کرتے تھے، دیوان چھپ چکا ہے، عثمانیہ یونیورسٹی سے صدر شعبۂ دینیات کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے، قادری چمن اپنے مرشد کی خانقاہ میں مدفون ہیں، ۱۷ شوال ۱۳۸۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی، بوقت انتقال آپ کی عمر ۹۳ برس تھی۔

حضرت مولانا عبد المجید آنولوی قدس سرہٗ

شیخ عبد الکریم بن شیخ عبد اللہ ساکن محلہ بزریہ قصبہ آنولہ ضلع بریلی کے صاحبزادے حضرت مولانا عبد المجید سنہ ۱۲۸۲ھ میں اپنے وطن میں پیدا ہوئے، حافظ محمد عوض سے حفظ قرآن کے بعد مولوی برکت اللہ مرحوم اور حکیم محبوب علی خاں رئیس آنولہ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں، درس نظامی کی تکمیل کے لئے مدرسہ قادریہ بدایوں میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر، مولانا مفتی حافظ بخش سے تکمیل کی، اور حضرت مطیع الرسول سے مرید ہوئے، حکیم احسان غنی بدایونی سے طب پڑھی ــــــ کوچ بہار میں جہاں آپ کے والد اور چچا شیخ عبد الرحیم دریوں کی تجارت کرتے تھے بیس برس مقیم رہے، ایک بار وہیں سے وطن آتے ہوئے ٹانڈہ میں آپ کا قیام ہوا، اور کئی جلسوں میں آپ کی تقریریں ہوئیں جس کو لوگوں نے بہت پسند کیا، ٹانڈہ کی علمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے اہل قصبہ نے مستقل قیام کی دعوت پیش کی، مقصد کی پاکیزگی اور بلندی کے پیش نظر آپ نے دعوت کو قبول کر لیا، بنگلہ بے نظیر شاہ کے پیچھے گوشہ والے چندہ والا نوں میں مولانا حقانی تلمیذ استاذ الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی کے نام کی رعایت سے منظر حق کے نام سے مدرسہ قائم کر دیا گیا۔

آپ کے تدریس کا انداز منفرد تھا، طلبہ پر بے حد محنت کرتے تھے، تعلیم کے ساتھ اخلاقی حالت کا بھی خیال فرماتے تھے، آپ کا وعظ بہت دل کش اور پر اثر ہوتا تھا، دور دور تک بلائے جاتے تھے، لانبا قد، گداز او متوسط بدن، وجیہہ اور خوبصورت چہرہ اور آنکھیں بڑی تھیں، ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۴ء کو آگرہ میں انتقال ہوا، اور مشہور بزرگ حضرت سیدنا امیر ابو العلاء اکبر آبادی کی درگاہ میں دفن ہوئے، حضرت العلامہ عبد الحفیظ مفتی آگرہ مرحوم نامور عالم و فاضل و مناظر مدرس آپ کے صاحبزادے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی مدظلہ العالی

والد کا نام حافظ عبد المجید، سنہ ۱۳۱۲ھ کے کسی دوشنبہ کو اپنے قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے آپ کے دادا ملا عبد الرحیم صاحب نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے نام پر نام رکھا اور

کہا میری آرزو ہے کہ یہ پڑھ کر عالم دین ہوں خدا کا کرنا کہ حضرت دہلوی کی طرح آپ بھی مرجع طلبہ ہوئے، حافظ قرآن ہونے کے سال با سال بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد پہونچے، راقم اوراق کے استاذ حضرت مولانا عبد العزیز خاں اشرفی فتح پوری مدظلہ العالی سے جو اُن دنوں منتہی کتابوں کے طالب علم تھے فارسی و عربی شروع کی، اور حضرت استاذی مولانا غلام جیلانی میرٹھی مدظلہ العالی سے کافیہ کا درس لیا، یہاں سے سنہ ۱۳۴۱ھ کے بعد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی الاعظمی قدس سرہٗ کے آوازۂ علمی کا شہرہ سُن کر اجمیر شریف پہونچے، اور پوری تندہی و یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف ہوئے ——— ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدر الشریعہ کی ہمراہی میں بریلی آئے۔ شعبان سنہ ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ منظر اسلام میں دورۂ حدیث کا تکملہ کر کے فراغت پا کر سند اجازت حاصل کی، اسی سنہ میں اپنے پیرو مرشد قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ کے قائم کردہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڈھ میں حضرت صدر الشریعہ کے ایماء سے عہدۂ صدارت المدرسین پر مامور ہوئے، درمیان میں دو سال جامعہ عربیہ ناگ پور میں صدر مدرس رہے، سیکڑوں نامور علماء کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے، اپنے ولی نعمت کے علاوہ استاذ مکرم سے بھی خلافت پائی، ہزارہا نفوس سلسلۂ عالیہ اشرفیہ و امجدیہ میں آپ سے داخل سلسلہ ہیں، آپ ہندوستان کے ان اعاظم علمائے کرام میں ہیں جن کے دم سے عظمت دین قائم ہے

حضرت مولانا عبد العزیز خاں فتح پوری مدظلہ العالی

محلہ زبدون شہر فتح پور، ہسوہ میں آپ کی ولادت ہوئی، سنسکرت اور حساب کی اعلیٰ تعلیم پا کر مراد آباد حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کامل شغف و انہماک سے درس نظامی کی تحصیل و تکمیل کی، مولانا اجمل شاہ سنبھلی قدس سرہٗ آپ کے ہم درس تھے، تدریس کی ابتداء استاذ نامور کی نگرانی میں دور طالب علمی سے ہی ہو چکی تھی، اُستاذ زادوں کی تعلیم بھی آپ کے سپرد ہوئی، آپ نے راقم سے فرمایا، حضرت پہلے پڑھانے والا سبق پڑھا دیتے ہیں اُسی کو حضرات صاحبزادگان کو پڑھا دیتا، اطراف آگرہ کے مشہور فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لئے آپ نے حضرت صدر الافاضل کی معیت میں ملکانوں میں تبلیغ اسلام کا بیش بہا فریضہ انجام دیا، اور پنڈت شردھانند کی ارتداد کی مہم کو روکا، بابا خلیل داس چترویدی بنارسی

جن دنوں مراد آباد میں حضرت صدر الافاضل کے زیر تربیت تھے حضرت کے ایماء سے چاروں ویدوں کا آپ کی نگرانی میں تحقیقی مطالعہ شروع کیا، استاذ کے پیرو مرشد قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ کے مرید ہوئے اور اجازت و خلافت پائی، دار العلوم سکینیہ دھوراجی میں صدر مدرس رہے، کافی عرصہ تک جامعہ عربیہ ناگ پور میں شیخ الحدیث رہے، احمد آباد کے دار العلوم شاہ عالم میں مدرس دوم کے منصب پر کام کیا ——— راقم اوراق نے یہیں آپ سے صرف و نحو کا درس لیا، اور عربی کی مشق کی، آپ راقم پر خاص شفقت فرماتے تھے، جامعہ حبیبیہ الہ آباد میں چند برس درس دینے کے بعد اپنے وطن میں مقیم ہیں، حدیث و فقہ اور درس نظامی کے جملہ علوم و فنون میں دستگاہ ہے اور مشاہیر علماء میں آپ کا شمار ہے، حضرت صدر الافاضل آپ کے علم و فضل پر فخر فرماتے تھے، حافظہ قوی پایا ہے، عمر شریف تقریباً پچاسی اور نوے کے درمیان ہے، آپ کی شادی "پروفیسر اجمل خاں پرائیویٹ سکریٹری مولانا ابو الکلام آزاد کی بھانجی سے ہوئی، سنہ ۱۹۶۵ء میں مرحومہ نے انتقال کیا۔

حضرت مولانا شاہ عبد الرشید خاں فتح پوری مدظلہ العالی

حضرت مولانا محمد عبد العزیز خاں مدظلہ العالی کے چھوٹے بھائی ہیں حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین فاضل مراد آبادی اور اساتذۂ جامعہ نعیمیہ سے علوم و فنون کی تکمیل کی اور قطب المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں سرکار کچھوچھہ سے مرید ہو کر تکمیل سلوک کیا، اور اجازت و خلافت پائی، مرتاض متقی، اور صاحب مقامات ہیں، چھبیس ۲۶ برس قبل سی پی ناگ پور میں نشر علوم دین کے لئے جامعہ عربیہ قائم کیا، اور انتہائی جاں فشانی سے مدرسہ کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہونچایا، ابتداء میں درس بھی دیا، آپ حضرت صدر الافاضل کے ارشد تلامذہ میں ہیں، آپ کا شمار ہندوستان کے جید علماء میں ہے، آپ نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھا شریف واقع آستانہ سرکار کلاں میں بھی ایک عرصہ تک تدریسی فرائض انجام دیئے حضرت شمس المشائخ، قطب عالم مولانا شاہ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین نے یہاں آپ سے عرس ودرس لیا۔

حضرت مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی مدنی علیہ الرحمۃ

آپ کی پیدائش ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں محلہ شاہ کنان میرٹھ میں ہوئی، آپ کے والد ماجد مولانا عبد الحکیم کا ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہو گیا، والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کی نگہداشت کی ۱۳۲۶ھ میں آپ نے علوم دینی کی تحصیل سے فراغت پائی، علوم جدیدہ کی تحصیل کے لئے اٹاوہ کے مشہور اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا، کالج میں آپ کے برادر بزرگ مولانا شاہ احمد مختار ہیڈ مولوی تھے ۱۹۱۳ء میں انٹرنس پاس کیا، ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی، وکالت پڑھی اور فن طب کو علماً و عملاً حاصل کیا، مرید والد ماجد کے تھے، بیعت ارشاد اور اجازت و خلافت اعلیٰ حضرت قطب المشائخ شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھا شریف اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا بریلوی سے حاصل کی، مؤخر الذکر سے آپ کو زمانہ طالب علمی ہی سے حسن عقیدت تھی، آپ کو تقریر پر بھی مہارت تھی قدرت نے آپ کو شان محبوبیت بخشی تھی، جہاں جاتے لوگ پروانہ وار آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے آپ نے ہندوستان سے باہر دور دراز ملکوں میں جا کر تبلیغ اسلام کیا، ہزارہا افراد آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے، جن میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، سیلون، ملایا، انڈونیشیا، جنوبی چین، امریکہ، جاپان آپ کے تبلیغ اسلام کے خاص مرکز تھے، ان ملکوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور تبلیغی ادارے قائم فرمائے، آپ کو انگریزی، عربی، فارسی، فرانسیسی، جاپانی، چینی، اور ملائی زبانوں پر پوری قدرت تھی، حاجیوں کو جو ٹیکس دینا ہوتا تھا وہ آپ ہی کی کوشش سے عبد العزیز والئ سعودی عرب نے ختم کیا، تقسیم ملک کے بعد کراچی میں آپ کی اقتداء میں نماز عید ادا کی گئی، محمد علی جناح بھی اس میں شریک تھے ——— روز دوشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۴۷ء کو آپ نے رہائش کے لئے مدینہ منورہ میں زمین خریدی اور مقیم ہو گئے، رشد و ہدایت کے ساتھ یہاں مطب بھی کرتے تھے، ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء میں آپ کا انتقال ہوا حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی، جنت البقیع میں دفن کئے گئے، آپ کی تصانیف میں

ہائی وائی لاگ، ودھ برناڈ شا، ان پریچول کلچر ان اسلام، مسلم رول ان سائن فنک دسکوریز، (انگریزی میں)۔ ذکر محبوب (میلاد شریف)، بہار شباب (نوجوانوں کی اصلاح میں) رد قادیانی، ہیں۔

حضرت مولانا عبد الغنی کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

کان پور میں پیدا ہوئے، علوم کی تکمیل و تحصیل والد ماجد حضرت مولانا قاضی عبد الرزاق کانپوری سے کی، بالغ الاستعداد عالم و فاضل، متورع و متقی، مذہب اہل سنت کے سرگرم رکن اور مشہور مناظر و متکلم و فقیہہ تھے، بہت کم عمر پائی، ۳۲ برس کی عمر میں ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ میں انتقال کیا، راقم سطور کے محب مخلص مولانا قاری عبد السمیع صاحب آپ کے فرزند کان پور کے دینی قائدوں میں ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد السمیع بیدل رامپوری قدس سرہٗ

نسلی علاقہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری کے واسطے سے حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہے، اپنے وطن رام پور منیہاران ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے، علمائے دہلی حضرت مفتی صدر الدین وغیرہ سے اخذ علوم کیا، دور طالب علمی میں ۱۲۷۰ھ میں مرزا غالب کے شاعری میں شاگرد ہوئے، اور بیدل تخلص اختیار کیا، فکر معاش میں میرٹھ پہونچے، مشہور مختیر رئیس حافظ عبد الکریم رئیس لال کرتی میرٹھ نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لئے آپ کو بارہ روپے اور روٹی پر مدرس رکھ لیا، آپ بڑے سادہ دل اور محتاط تھے، مدرس ہونے کے بعد دونوں وقت انواع و اقسام کے کھانے پہونچنے لگے۔ مگر آپ صرف روٹی کھا کر پانی پی لیتے، حافظ صاحب کو خبر ہوئی، بلا کر دریافت حال کیا، کہ کیا کھانا پسند نہیں آتا، کہ آپ ایسا کرتے ہیں، آپ نے سادگی سے جواب دیا، کوئی شکایت نہیں! معاملہ طے کرنے کے وقت صرف روٹی طے ہوئی تھی، اس لئے باقی چیزوں کے کھانے کا مجھے حق نہ تھا۔

آپ محبوب الہٰ حضرت شاہ امداد اللہ قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ اور کامل الاحوال تھے، اسّی، نوّے کے درمیان عمر پائی اور میرٹھ میں ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا، مرقد قبرستان حضرت شاہ ولایت قدس سرہٗ میں ہے

مولانا حکیم محمد میاں آپ کے فرزند نے سنہ ۱۳۳۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا، حکیم صاحب کے دو لڑکیاں تھیں اولاد ذکور کوئی نہ تھی، —— تصانیف میں "نور ایمان" (منظوم)، سلسبیل (نظم)، راحت قلوب، بہار جنت، مظہر حق چھپ کر شائع ہو چکی، —— انوار ساطعہ آپ کی مشہور کتاب ہے، اس میں آپ نے صنادید ثلثہ دیوبند کی رسول دشمنی اور بے ادبی کا راز فاش کیا ہے، آخر کتاب میں حضرت حاجی امداد اللہ اور دیگر مشاہیر علماء کی تقاریظ و تصدیقات اور تائید شامل ہیں۔

حضرت مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی قدس سرہٗ

حضرت استاذ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند، سنہ ۱۲۸۳ھ میں بمقام پیلی بھیت پیدا ہوئے، مدرسۃ الحدیث میں والد ماجد سے تعلیم کی تکمیل و تحصیل کی، سنہ ۱۳۱۲ھ میں تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں طب پڑھا اور سند حاصل کی، ایک عرصہ تک نگینہ پور میں طبابت کا سلسلہ جاری رکھا، آپ کو درس نظامی کے جملہ فنون میں مہارت حاصل تھی، مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں چند برسوں آپ کا چشمۂ علم فیض رساں رہا، اس کے بعد آخر عمر تک مدرسۃ الحدیث میں درس دیتے رہے، آپ کا وعظ بہت پُر تاثیر ہوتا تھا، آپ کے مواعظ کی اثر پذیری سے متاثر ہو کر اعلیٰحضرت امام اہل سنت بریلوی نے آپ کو "سلطان الواعظین" خطاب دیا —— آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے بیعت کا تعلق حاصل تھا، امام والا مقام نے آپ کو اجازت و خلافت مرحمت فرمائی، مزید برآں آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے، سنہ ۱۳۲۳ھ میں آپ نے انہیں کے ہمراہی میں زیارت و حج کا شرف حاصل کیا، آپ والد ماجد کی طرف سے حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے سلسلہ میں بھی بیعت لینے کے مجاز تھے —— سنہ ۱۳۲۳ھ میں آپ کی شادی حضرت گنج مرادآبادی کی نواسی بنت مولوی عبد الکریم سے ہوئی، فاضل بریلوی بھی بارات میں شریک تھے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب آپ کی بارات رخصت ہو کر اس زمانے کے ریلوے اسٹیشن مادھو گنج جانے کے لئے روانہ ہوئی، اسٹیشن پہونچنے سے تین میل پہلے ہی مغرب کا وقت آگیا، جنگلی راستہ، قریب کا گاؤں

ڈاکوؤں کی بستی مشہور تھی، اسی گاؤں کے ایک آدمی نے آکر اطلاع دی، آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کا محبوب ہماری مدد فرمائے گا، تھوڑے وقفے کے بعد ڈاکوؤں کا گروہ آتا ہوا دکھائی دیا، اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ پیش قدمی کر کے اُن کے پاس پہونچ گئے، اور فرمایا، ہم تمہارے علاقے کے بزرگ کی نواسی بیاہ کر لئے جا رہے ہیں کیا ایسی حالت میں تم ہمارا لوٹنا مناسب سمجھتے ہو؟ آپ کے اس کہنے کا ڈاکوؤں پر خاص اثر ہوا اور وہ سب اپنے خیال سے باز آئے اور معافی چاہی اور توفیق الٰہی سے گروہ کے کل افراد جن کی تعداد سولہ تھی تائب ہوئے اور داخل سلسلہ ہونے کا شرف حاصل کیا، —— سلطان الواعظین آزادیٔ وطن کے دلدادہ اور انگریزوں کی فریب کارانہ چالوں کے دشمن تھے مگر ساتھ ہی مشرکین کے ساتھ غیر اسلامی روابط کے شدید مخالف تھے، —— ۱۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں لکھنؤ میں آپ کا وصال ہوا، اور گنج مرادآباد میں اپنے خسر مولوی عبد الکریم کے آموں کے باغ میں دفن ہوئے، آپ کے تینوں لڑکے عالم و فاضل ہوئے، بڑے لڑکے حضرت مولانا شاہ فضل الصمد ماتا میاں مدظلہٗ وارفتہ حال سکر و صحو میں مست اور پیلی بھیت میں قیام فرما ہیں، دوسرے فرزند مولانا قاری حکیم احمد صاحب کراچی میں مطب کے ساتھ تصنیف و تالیف کا شغل رکھتے ہیں، تیسرے فرزند مولانا فضل احمد صوفی تھے، ۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۹ء کو کراچی میں وہ فوت ہوئے۔

حضرت مولانا شاہ عبد اللطیف ستھنی قدس سرہٗ

مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے صاحبزادے، علوم اسلامیہ کے فاضل، بھائیوں کے قتل اور والد کی گرفتاری اور مغلیہ سلطنت کی تباہی و بربادی کے بعد ایک عرصہ تک روپوش رہے، اور پھر فقیرانہ زندگی اختیار کر لی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ حضرت شاہ محمد بلال و شاہ عبد الکریم کے فیض صحبت سے صاحب عرفان و مقام ہوئے، نماز کے ایسے پابند کہ ستّر برس تک تکبیر اُولیٰ فوت نہیں ہوئی میلاد شریف سے عشق تھا، ۳۳ بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے، چار برس تک متواتر مصر، استنبول بیت المقدس، شام و روم، بغداد شریف وغیرہ کی سیاحت کی، —— زہد و ورع اور تقویٰ کے باب میں آپ کے افعال زبان زد خلائق ہیں، آپ کو اہل باطل خصوصاً دیوبندیوں سے

شدید نفرت تھی، آپ کے ہزارہا مریدین تھے، راقم سطور کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب نے جس کو مرید کیا اُسے مسلمان بنا دیا۔ حضرت مولانا شاہ عبید اللہ کانپوری اور حضرت مولانا شاہ قادر بخش سہسرامی قدس سرہما آپ کے دو خلفاء تھے، ایک سو تینتیس ۱۳۳ برس کی عمر میں آپ رہگزارِ عالمِ باقی ہوئے، آپ کے مرید محمد عمر صاحب مرحوم نے قطعہ تاریخ کہا ؎

مرشدِ کامل، سراج العارفین — مظہرِ شانِ خدا، عبداللطیف
بارہواں دن تھا، ز جمادی الاول، آہ — جب چھپی نظروں سے وہ ذاتِ شریف
یاد رکھنے کے لئے سالِ وفات — اے عمر لکھ دو "تاریخِ لطیف"

تفصیلی حالات راقم سطور کی مرتبہ کتاب "احوال و کرامات شاہ عبداللطیف" میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ ضلع ہزارہ مغربی پاکستان میں پیدا ہوئے اور نشو و نما پائی، اپنے وطن کے علماء سے پڑھنے کے بعد بریلی کے مدرسہ منظر اسلام میں، مولانا حامد رضا سے درسِ حدیث لیا، بریلی سے واپسی کے بعد گجرات کی مشہور تاریخی مسجد محلہ بیگم پورہ میں ۱۹۳۲ء تک امامت و خطابت اور تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے بعدہٗ وزیرآباد کی جامع مسجد کو اپنا مرکزِ تبلیغ قرار دیا، جہاں تاحیات آپ کا قیام رہا،

آپ ایک بے مثل مفسرِ قرآن، محدث اور بلند پایہ خطیب تھے، آپ کی زبان میں جادو اور لہجہ میں شیرینی تھی، گھنٹوں آپ کا بیان جاری رہتا اور سننے والے وجد کرتے، تحریک پاکستان کے آپ زبردست مؤیدین میں تھے، مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے آپ نے بے شمار تقریریں کیں، مشہور احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری سے آپ کا موازنہ کرتے ہوئے ظفر علی خاں نے یہ شعر لکھے ؎

چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا — میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ — کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

آپ قومی اور ملکی مسائل پر اسلامی نظریات کی روشنی میں اظہارِ خیال فرماتے تھے اور پاکستان میں سوشلزم کے

زبردست مخالف تھے، ایوب خاں نے جب اوقاف کا محکمہ قائم کر کے سوشلزم کی طرف پہلا قدم اٹھایا تو آپ نے قوانینِ شرعی کی روشنی میں زبردست تنقید کیں، آپ کی تقریر کا یہ جملہ تاریخی محاورہ بن چکا ہے کہ "محکمۂ اوقاف کو شریعت کے مطابق موڑ دو یا پھر اسے توڑ دو"، —— ختمِ نبوت کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے قید و بند سے بھی دوچار ہوئے، —— شیخ القرآن ۱۹۷۰ء میں جمعیۃ العلماء پاکستان کے نائب صدر مقرر ہوئے ۱۹۶۸ء میں سندھ صوبائی جمعیۃ العلماء کے صدر منتخب کئے گئے، مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی مرحوم کی مرکزی صدارت سے علیحدگی کے بعد ۱۹۶۹ء جنوری کے پہلے ہفتہ میں مرکزی صدر منتخب ہوئے —— دس ۱۰ اکتوبر کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد سیر کے لئے پُل پلکھو کی جانب نکلے تھے کہ پُل پر پیچھے آنے والے ٹرک کی زد میں آکر زخمی ہوگئے، اسی حالت میں بلند آواز سے کلمہ کا ورد شروع کر دیا، حادثہ کے ایک گھنٹہ کے بعد وزیرآباد سول اسپتال میں بروز شنبہ شعبان ۱۳۹۰ھ کو ہمیشہ کے لئے اپنے رب سے جا ملے، ایک لاکھ کے قریب عقیدت مندوں نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی، کئی ہفتے قبل سے متواتر آپ اپنی موت کا ذکر کرتے تھے، آپ بیعت محی الدین ثانی حضرت مولانا پیر سید شاہ مہر علی گولڑوی علیہ الرحمۃ سے تھے —— حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی سجادہ نشین ساہن پال شریف نے یہ قطعہ تاریخِ وفات میں کہا ؎

زہے مولوی پیر عبدالغفور — کہ روشن بُد از چہرہ اش لمعہ نور
بمعقول و منقول فردِ زماں — قیوضاتِ او منتشر در جہاں
ہزاراں خلائق نمودہ ہجوم — شدہ فارغ از وے ز درسِ علوم
بہ علم و عمل کاملِ وقت بود — بہ توحیدِ اہلِ وجود و شہود
ز دنیا رواں سوئے فردوس شد — دراں جنہ افلاک بالبوس شد
بتاریخِ آں فاضلِ راست گو — ز "مغفورِ ناجی" وصالش بجو
۱۳۹۰ھ
شرافت سن عیسوی گو مزدور — بخوانی "کرم پیشہ عبدالغفور"
۱۹۷۰ء

حضرت مولانا شاہ عبدالباقی فرنگی محلی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالباقی بن مولانا علی محمد بن مولانا محمد معین بن مُلّا محمد مبین ہے ۱۲۸۶ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے، مولانا سید عبدالحی چاٹگامی، مولانا ابوالحسنات عبدالحی فرنگی محلی، مولانا سید عین القضاۃ مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا محمد نعیم بن عبدالحکیم سے اخذ علوم کیا، اور حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق بن مولانا شاہ جمال الدین سے بیعت کی، ایک مدت تک فرنگی محل میں درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا، حج کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور ملّا نظام الدین بانی درس نظامی کی یاد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا، اور پوری توجہ سے تدریس کے کام میں مصروف ہوئے، نظام حیدرآباد میر عثمان علی مرحوم کی طرف سے مدرسہ کا وظیفہ مقرر تھا۔

سلطنت ہاشمی کے سقوط کے بعد آپ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ نجدی حکومت کی آپ پر سخت نظر تھی، مگر آپ نے اعتقادی امور میں مداہنت کبھی گوارا نہیں کی۔ ـــ ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ میں آپ فوت ہوئے اور جنۃ البقیع میں دفن کئے گئے ـــ حضرت علامہ محمد علی حسین خیرآبادی مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ممتاز تلمیذ و خلیفہ تھے۔ ـــ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی مدظلہٗ کو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

حضرت مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی علیہ الرحمۃ

ضلع عظیم آباد پٹنہ کے باشندے، مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں حضرت مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی استاذ العلماء و مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری اور مجدد مأتہ اربع عشر حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدست اسرارہم سے تکمیل درسیات کرکے فراغت حاصل کی۔ ۱۳۲۵ھ میں دستار بندی ہوئی حضرت شاہ حیات احمد احمد سجادہ نشین شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی نور اللہ مرقدہٗ نے دستار باندھی اور سند فراغت مرحمت کی، ـــ بریلی کے طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے

اور علامہ ظفر الدین ملک العلماء نے جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے ورود بریلی کے موقع پر ان کی قیام گاہ پر پہنچ کر دیوبندیوں کے ۲۰ بیس عقائد باطلہ سے متعلق سوالات کئے، آخر میں عاجز آکر مولانا تھانوی نے کہا "میں اس فن میں جاہل ہوں، میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں، اگر مجھے تھوڑی دیر کے واسطے معقول بھی کر دیجئے تو دہی کہے جاؤں گا، مجھے معاف کیجئے، آپ جیتے اور میں ہارا" ـــ آپ نے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھایا، اور بعد میں آخر تک بہار کی مشہور درس گاہ جامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں فقہ، و حدیث و تفسیر و منطق و فلسفہ کا درس دیا، سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہٗ

قدوۃ الخلف، بقیۃ السلف حضرت علامہ شاہ محمد عبدالباری ابن حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب ابن حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرزاق ابن غیظ المنافقین، مہلک الوہابیین حضرت مولانا شاہ محمد جمال الدین فرنگی محلی قدست اسرارہم ۱۲۹۵ھ میں فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالباقی فرنگی محلی مدنی علیہ الرحمۃ سے اکثر علوم کا درس لیا، چند کتابیں حضرت مولانا عین القضاۃ حیدرآبادی و لکھنوی تلمیذ مولانا ابوالحسنات عبدالحی فرنگی محلی سے پڑھیں ـــ ۱۳۲۳ھ میں حرمین طیبین کا سفر کیا۔ اور حج کے بعد مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید علی ابن ظاہر وتری المدنی اور شیخ الدلائل علامہ سید امین ابن رضوان اور علامہ شیخ سید احمد برزنجی مدنی اور حضرت شیخ المشائخ سید عبدالرحمٰن بغدادی نقیب الاشراف قدس اللہ اسرارہم سے سند و اجازت حدیث و سلاسل طریقت حاصل کی، آپ کو تمام علوم میں تبحر تام حاصل تھا، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا آپ کو فاضل اکمل کہتے تھے۔

حرمین طیبین کی زیارت سے واپسی کے بعد مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے پوری قوت سے درس دیتے تھے، پہلے فنون سے دلچسپی تھی، آخر میں صرف حدیث شریف پڑھاتے

تھے، بڑے بڑے علماء اور فضلاء نے آپ سے اخذ علوم کیا۔

آپ کو سیاست سے بھی دلچسپی تھی، مسٹر گاندھی کو آپ ہی کی ذات سے شہرت نصیب ہوئی مگر اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے توجہ دلاتے پر مسٹر گاندھی کا ساتھ چھوڑ دیا، ——— بقیع مبارک مدینہ طیبہ اور جنۃ المعلیٰ مکۃ معظمہ کے مزارات کے انہدام اور سعودیوں کے مظالم وجفا کی آپ نے بھی سخت مخالفت کی، آپ ہی کے حکم سے مولانا اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھی، آپ نے مولانا تھانوی کو حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ کے لئے باربار متوجہ کیا، مگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوسکی ——— جواد وسخی تھے، مہمانوں کے اکرام میں کافی مبالغہ کرتے تھے، نماز باجماعت کے خیال سے ہر سفر میں دو آدمیوں کو ساتھ رکھتے تھے،

مرض فالج میں دو یوم مبتلا رہ کر ۴ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی، آپ کی وفات پر فرنگی محل کا ایک عہد ختم ہوگیا، آپ علمائے فرنگی محل کے شیخ تھے۔

تصانیف:۔ "التعلیق المختار علی کتاب الآثار" "ملہم الملکوت بشرح مسلم الثبوت۔ الآثار المحمدیہ والآثار المضلۃ (حدیث میں)، آثار الاول من علمائے فرنگی محل"

حضرت مولانا عبدالواحد رامپوری علیہ الرحمۃ

رام پور افغانان وطن، حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین قدس سرہٗ وغیرہ علماء رام پور سے کسب علوم کیا اور سند فراغت حاصل کی، اول الذکر سے مرید تھے، درس وتدریس میں کمال حاصل تھا فتاویٰ بھی لکھتے تھے، جلسہ اصلاح ندوہ پٹنہ منعقدہ سنہ ۱۳۱۸ھ میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا کس سنہ میں آپ نے وفات پائی معلوم نہ ہوسکا۔

حضرت مولانا قاضی عبدالسبحان ہزاروی علیہ الرحمۃ

ہری پور ضلع ہزارہ سے چھ میل دور، موضع کھلابٹ میں ۱۸۹۵ء میں ہاشمی علوی خاندان میں آپ

کی ولادت ہوئی، آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ میری گود میں ایک حسین و جمیل پھول پڑا ہے، اور کوئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ بیٹی اس کو سنبھال لے:

آپ کے والد ماجد قاضی مظہر جمیل اور دادا بزرگوار مولانا مفتی محمد غوث "صاحب رد تقویۃ الایمان وتاریخ وہابیہ" نامور مبلغ اسلام اور صوفی صافی بزرگ تھے ——— کیمل پور میں کسی قاری سے ناظرہ قرآن مجید ختم کرکے چند ابتدائی کتابوں کا والد ماجد سے سبق لیا، مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں علامہ حکیم سید برکات احمد سے اخذ علوم کیا، چھ ماہ دیوبند کے مدرسہ میں بھی رہے، مولانا غور غشتوی المتوفی سنہ ۱۹۵۱ء اور مولانا حمید الدین مانسہروی بھی آپ کے مشفق استادوں میں تھے، حدیث وتفسیر کا درس اپنے چچا وخسر حضرت مولانا محمد خلیل محدث ہزاروی سے لیا۔

فراغت کے بعد ایک زمانہ تک مختلف مدرسوں میں درس دیا۔ آپ کو درس نظامی کے جملہ فنون میں دستگاہ حاصل تھی، صلابت دینی میں بھی اپنی مثال آپ تھے، معاندین ومخالفین اہلسنت کو متعدد مقامات پر آپ نے زبردست شکستیں دیں۔ مرض الموت میں ہری پور کے مشہور ومعروف حکیم سے صرف اس لئے علاج نہیں کرایا کہ وہ بدقسمتی سے دین دیوبند کا پیرو تھا۔

۱۲ شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۵۸ء کو جمعرات کی شام کو آپ کا آفتاب عمر غروب ہوگیا جناب حکیم مظفر علی صاحب مدظلہٗ ساکن عمر چک ضلع گجرات نے یہ قطعہ تاریخ میں کہا۔

شد روانہ جانب خلد بریں — آں جناب عبدسبحاں بے مثال
عالم وفاضل، فقیہہ بے نظیر — پاک صورت، نیک سیرت خوشخصال
بُد مرید غوث اعظم، ہم شہاب — مظہر شان محمد لازوال
چوں بپرسیدم زول تاریخ او — "مخزن جود وسخا،" گفتا لیال

آپ نے تفسیر وتصوف اور رد وہابیہ میں بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں، آپ پاکستان کے اکابر علماء اہل سنت میں سے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری قدس سرہٗ

عیدالاسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالسلام ابن حضرت مولانا شاہ عبدالکریم حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے، سال ولادت "گشتہ عبدالسلام مرد نکو" ـــــــــ ب۔ ۳ برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ جبل پور آئے، اولاً قرآن مجید حفظ کیا، پھر درس نظامی از اوّل تا آخر والد ماجد سے پڑھا

مجلس ندوۃ العلماء کے دوسرے اجلاس منعقدہ شوال ۱۳۱۲ھ بمقام لکھنؤ بحیثیت رکن خصوصی شریک ہوئے، شوال ۱۳۱۳ھ کے اجلاس بریلی کے موقع پر جب ناظم مجلس کی طرف سے آپ کو دعوت ملی اور آپ کے والد ماجد کو معلوم ہوا تو انھوں نے آپ سے فرمایا "ندوہ فتنہ ہے اور اس میں شرکت دین اور وقت کی بربادی ہے" لیکن جب انھوں نے شرکت اجلاس کے لئے آپ کا عزم مصمم پایا، تو فرمایا، جارہے ہو تو بریلی میں حضرت مولانا احمد رضا کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا، شاید انھیں کی ذات بابرکات سے تمہیں فیض ملنا ہے، ندوہ کا ایک بہانہ ہے، آپ بریلی تشریف لے گئے اور شمس العلماء محمد امین ابن ڈپٹی اشفاق حسین تحصیلدار جبل پور کے یہاں قیام کیا، اسی جگہ آپ کو امام اہلسنت کا رسالہ سوالات حقائق نما علی رؤس ندوۃ العلماء پڑھنے کو ملا، حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی نے بھی رسالہ کو ملاحظہ فرمایا، دوسرے دن خصوصی عاملہ کی نشست میں مذکورہ رسالہ کو پیش کرکے ناظم ندوہ سے صفائی کے لئے کہا، فخر الاصفیاء و شہید محبت حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی قدس سرہٗ نے آپ کی ہمنوائی کی، آپ دونوں حضرات کے اس اقدام پر "شبلی نعمانی" بہت برہم ہوئے، اور آپ کو ڈانٹا، اور حضرت الہ آبادی کی شان میں خلاف تہذیب الفاظ کہے، حضرت الہ آبادی اسی وقت جلسہ سے اٹھ کر الہ آباد کے لئے روانہ ہوگئے، اور آپ والد ماجد کی ہدایت کے بموجب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے ملاقات کے لئے محلہ سوداگران پہونچے، شور مچ گیا کہ ایک ندوی آگیا ہے، امام اہل سنت کو خبر کی گئی، وہ ایک لفافہ ہاتھ میں لئے باہر آئے، اور آپ کو سینہ سے لگایا، اور فرمایا یہ لفافہ آپ کے والد ماجد کا مرسلہ ابھی موصول ہوا ہے، اس کے بعد تفصیل دار

امین صاحب کے یہاں سے آپ کا سامان منگالیا، اس کے بعد آپ ایک عرصہ تک فاضل بریلوی کے یہاں حاضر رہے اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خلف اکبر امام اہل سنت کے ساتھ امام اہلسنت سے اخذ علوم کیا، ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ کو امام اہلسنت نے اجازت مطلقہ کی سند تحریر فرما کر عنایت فرمائی، اور "عیدالاسلام" خطاب عطا کیا۔

آپ امام اہلسنت کے خلیفۂ اعظم تھے، اور آپ سے اُن کو غایت درجہ تعلق خاطر تھا، آپ کی دعوت پر دو ماہ انھوں نے جبل پور میں گذارے، اعلیٰ حضرت آپ کو دیار سی۔پی کا قطب فرماتے تھے، ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ میں آپ کا وصال ہوا، مزار محلہ دار السلام جبل پور میں ہے

برہان الملت حضرت علامہ حکیم عبدالباقی برہان الحق مدظلہ العالی صدر کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ آپ کے فرزند، شاگرد و خلیفہ و جانشین ہیں، برہان الملۃ کو اعلیٰ حضرت سے بھی اجازت و خلافت ہے، ان کا ذکر خیر مسطور ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا عبدالغفور اخون صاحب سوات قدس سرہٗ

سال پیدائش ۱۲۰۸ھ، پشاور کے مشہور عالم و عارف حافظ محمد عظیم معروف بہ گنج والے حافظ جی سے تکمیل درسیات کی، شیخ المشائخ حضرت محمد شعیب علیہ الرحمۃ ساکن تورڈھیری کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ میں مرید ہوئے، اور مرشد کی طرف سے اجازت و خلافت حاصل کی، آپ نے گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر پر عمل کی ترغیب دی، آپ نے اسی جذبہ کے تحت مولانا اسماعیل دہلوی کی نام نہاد تحریک جہاد میں شرکت کی، اور پشاور میں ان کے ساتھ لڑے، مگر ان کے عقیدے کے اظہار کے بعد علیحدگی اختیار کرلی، اور "جماعت مجاہدین" کے باطل عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کیا، کہ یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے زیر پردہ متبع، مبلغ و مناد ہیں،

آپ ہی کے حکم سے آپ کے خلیفہ حضرت مولانا نصیر احمد قصہ خوانی نے تقویۃ الایمان کے رد میں احقاق حق تالیف کیا، اس کے بعد سوات تشریف لے گئے، اور یہاں مسلسل کوشش کے بعد احکام شرعی کے نفاذ کے لئے حضرت سید اکبر شاہ المتوفی ۱۲۷۵ھ از اولاد غوث خراسان سید علی ترمذی کو خلیفہ مقرر کرکے لوگوں کو اُن کے ہاتھ پر بیعت کرائی، آپ اس اسلامی ریاست کے شیخ الاسلام مقرر ہوئے،

تمام معاملات دستور اسلامی کے مطابق فیصل ہوتے، سنہ ۱۸۵۷ء میں آپ نے اپنی جماعت کے ساتھ انبیلہ کے مقام پر انگریزوں سے جہاد کیا، اور انھیں زبردست شکست دی، ساتویں محرم الحرام سنہ ۱۲۹۹ھ کو بمقام سیدو شریف آپ کا وصال ہوا، وہیں سپرد خاک کئے گئے، موجودہ بادشاہ سوات میاں گل عبدالودود آپ کے صاحبزادے میاں گل عبدالخالق علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مکی قدس سرہٗ

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق بن شاہ محمد، صدیقی النسب اپنے وطن تیوان ضلع الٰہ آباد میں پیدا ہوئے، مولانا تراب علی لکھنوی وغیرہ سے درسیات پڑھی، ــــ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گورکھپوری سے بیعت کی، سنہ ۱۲۸۳ھ میں مکہ کا سفر کیا، پچاس برس تک آپ کا دریائے علم مکہ میں موجیں مارتا رہا، آپ شیخ الدلائل کے لقب سے مشہور تھے، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ دوسرے سفر حج میں آپ کی قیام گاہ پر بار بار حاضر ہوئے، ان کے ملفوظات میں بلند کلمات میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔ ــــ ۱۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۳۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

جنۃ المعلٰی میں مدفن ہے، تصانیف میں "الاکلیل" قرآن پاک کی تفسیر، اور فقہ میں التعلیقات علی الدر المختار مشہور ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق غور غشتوی مدظلہ العالی

محقق بے مثیل علامہ میاں عبدالحق ابن میر احمد ابن فضل احمد ابن شیخ احمد صحابی رسول حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں، آپ ایک برس کے تھے کہ آپ کے والد ماجد نے وفات پائی، آپ کے چچا حضرت علامہ فیضی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت کی، اور تعلیم کی طرف متوجہ کیا، کافیہ وغیرہ مولانا فضل احمد صاحب سے بمقام غازی پڑھا، ــــ مولانا سید حبیب شاہ قاضی پوری سے بھی درس لیا ــــ مولانا نور گل صاحب تلمیذ علامہ فضل حق رامپوری سے بھی اخذ فیض کیا، مولانا محمد دین صاحب بدھوی تلمیذ مولانا فضل حق رام پوری سے علوم حکمیہ کی تکمیل کی، دار العلوم دیوبند کی شہرت سن کر دورہ حدیث کے لئے وہاں پہونچے، مگر

دیوبندیوں کے غلط اور ہولناک عقائد سے بیزاری کے سبب سے دوران سال ہی میں واپس لوٹ گئے، فراغت کے بعد مکھڈ شریف اور آستانۂ عالیہ سیال شریف میں بھی درس دیا، اس کے بعد چالیس برس تک غور غشتی ضلع کیمبل پور میں اپنی مسجد میں درس دیا،

مولانا گل اکرام صاحب راولپنڈی، مولانا ہدایت الحق صاحب مہتمم مدرسہ حقائق العلوم غوثیہ حضرو ضلع کیمبل پور، مولانا عبدالحق صاحب بارہ زئی اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد نعمان خطیب جامع مسجد غوثیہ نصیر آباد، راولپنڈی، آپ کے ممتاز تلامذہ میں ہیں۔

مسئلہ نور پر آپ کے عربی رسالہ "تحفۃ الانوار فی بیان نور سید الابرار" کا ابھی حال میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف لاہوری استاذ دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ضلع ہزارہ نے اردو ترجمہ کر کے شائع کیا ہے

حضرت مولانا عبدالحکیم فرنگی محلی قدس سرہٗ

مولانا عبدالحکیم ابن مولانا عبدالرب ابن ملا بحر العلوم عبدالعلی فرنگی محلی ــــ ابتدائی اور متوسط کتابیں والد ماجد اور مولانا دائم علی سے پڑھیں، تکمیل ملا نور الحق قدس سرہٗ سے کی، اور اپنے آباء کی طرح مشغلہ تدریس اختیار کیا، طلبہ کی استعداد بنانے کے ساتھ اخلاقی تربیت کا بھی خصوصی خیال کرتے تھے، ــــ حضرت شاہ نجات اللہ کرسوی قدس سرہٗ سے آپ کو بیعت کا شرف حاصل تھا، ۲۴ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

تصانیف میں شرح جلدین آخرین ہدایہ، حاشیہ علی البیضاوی، شرح عقائد جلالیہ شرح دائرۃ الوصول الی علم الاصول، وغیرہ آپ کی مؤلفات و مصنفات ہیں،

مشہور صوفی عالم حضرت مولانا محمد نعیم اور مولانا عبدالحلیم آپ کے نامور فرزند تھے، آپ کا مرقد خاندانی قبرستان باغ ملا انوار میں ہے۔

شمس العلماء مولانا عبدالحق کانپوری علیہ الرحمۃ

شمس العلماء، زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث، کانپور کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ سید غلام رسول معروف بہ دادا میاں المتوفی سنہ ۱۳۱۲ھ کے بڑے فرزند

تھے، کانپور میں ولادت ہوئی اور نشو ونما پائی، علامہ فضل حق خیر آبادی سے لکھنؤ میں تحصیل علم کیا، فراغت کے بعد حج وزیارت کے لئے گئے۔ واپسی میں ایک مدت تک کانپور میں درس دیتے رہے۔ آپ بنہایت ذکی وذہین اور صائب الرائے اور شیریں کلام اور صاحب تقوی تھے۔

نواب کلب علی خاں والی رام پور کی دعوت پر رام پور گئے اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہے پھر حیدر آباد کا سفر کیا، نواب وقار الامراء نے اپنے محل فلک نما میں آپ کے مواعظ کا انتظام کیا اور آپ سے بیعت کی ۱۳۱۲ھ میں حیدر آباد دکن میں آپ کا وصال ہوا، وہیں مدفون ہے۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن سلہٹی علیہ الرحمۃ

بنگال کے مشاہیر علماء میں تھے۔ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبد القادر سے کسب علوم کیا، آپ کی ساری زندگی تدریس وتصنیف اور وعظ وتذکیر میں گذری، اس دیار میں آپ نے مولوی اسماعیل کی تحریک کا انسداد کیا۔

حضرت مولانا عبد القادر حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبد القادر بن فضل اللہ ۱۲۵۱ھ میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے اعلی حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق، فضل رسول حضرت مولانا شاہ محمد زماں خاں صاحب شاہجہانپوری وغیرہ سے علوم وفنون پڑھا، بعدہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے، علمائے حرمین سے سندیں حاصل کیں، فقہ واصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے، تدریس کے ساتھ تصنیف کا بھی ذوق تھا، سوط الرحمٰن علی ظہر الشیطان، نور الایمان وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں، ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ میں حیدر آباد میں فوت ہوئے۔

حضرت مولانا عبد الرؤف بلیاوی مدظلہ،

رسڑا ضلع بلیا وطن پیدائش اور نشو ونما، ابتدائی تعلیم وتربیت وہیں پائی، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڈھ کے اساتذہ سے اخذ علوم کرکے سند فراغت حاصل کی، فراغت

راقم سطور کے استاذ علامہ محمد نظام الدین سابق صدر المدرسین مدرسہ عالیہ رام پور سے سیکھا کٹیہار ضلع پورنیہ کے مدرسہ بحر العلوم میں چھ ماہ قیام کرکے حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری سے ہیئت وتوقیت کا درس لیا۔ تقریباً بیس برس سے دار العلوم اشرفیہ میں مدرس دوم کے منصب پر فائز ہیں، اور اس کے علمی روح رواں ہیں، درس نظامی کے پورے نصاب پر یکساں مہارت ہے، انداز تفہیم خوب پایا ہے ـــــ مجدد مائۃ اربع عشر مولانا احمد رضا بریلوی کے مجموعہ فتاوی "فتاوی رضویہ" کی ضخیم مجلدات جلد سوم، چہارم کی تصحیح وطباعت آپ کی ہمت وتوجہ سے ہوئی ـــــ جلد پنجم بھی جلد ہی چھپنے والی ہے بیعت وارادت حضرت صدر الشریعۃ امام امجد علی اعظمی قدس سرہ، سے ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبید اللہ مکی بدایونی قدس سرہ،

حضرت مولانا عبید اللہ مکی ابن حضرت مولانا شیخ عبد الکریم مکی، کبار علماء حرمین شریفین سے اخذ علوم کیا، تصوف کی کتابیں اعلی حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول بدایونی قدس سرہ، سے پڑھیں، اپنے زمانہ کے جلیل القدر عالم اور استاذ الاساتذہ تھے علم نواز رؤسا بمبئی کی دعوت پر جامع مسجد بمبئی کے مدرسہ میں درس دینے کے لئے تشریف لائے۔ صاحب زہد وتقوی وصبر وفتوی تھے، پیرو مرشد کی محبت والفت میں شیدا تھے، خود کو بدایونی تحریر فرماتے، ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے، مولانا سید شاہ غلام حسین جونا گڈھی آپ کے مشہور خلیفہ تھے، اور نامور ہزاروی فاضل جلیل حضرت علامہ محمد عمر الدین قادری ہزاروی آپ کے شاگرد رشید تھے۔ (اکمل التاریخ حصہ دوم)

حضرت مولانا شاہ محمد عبید اللہ کانپوری علیہ الرحمۃ

پنجاب کے باشندے تھے، اولاً حفظ قرآن کیا، بعدہ تحصیل علم کے لئے حضرت استاذ زمن مولانا شاہ حسن کانپوری قدس سرہ، کے درس کا شہرہ سن کر کانپور آئے، اور اخذ علوم کیا، استاذ زمن کی درسگاہ سے فارغ ہونے والی پہلی جماعت علماء میں آپ ممتاز تھے، تقوی وطہارت اور

پرہیزگاری آپ کا طرۂ کمال تھا، علوم متداولہ متعارفہ میں کامل دستگاہ تھی، بزرگ اُستاذ نے آپ کے پیش نظر اپنے دونوں صاحبزادگان استاذ العلماء مولانا شاہ مشتاق احمد اور مفسر قرآن حضرت مولانا نثار احمد مفتی آگرہ کی تعلیم آپ کے سپرد کی، آپ کا درس اُستاذ نامور کا نمونہ تھا، آپ کی درسگاہ اور مجالس کا فیضیافتہ پیکر تقویٰ ہوتا، —— یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بربنائے تصلب مذہبی غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے داخل مسجد ہونے پر دریاں سمیت مسجد کی دُھلائی کی آپ ہی نے ابتدا کی مسجد صوبیدار واقع اُرسلا اسپتال کانپور جس میں آپ امام و خطیب تھے اس کا متولی غالی دیوبندی تھا، مگر کبھی اس کو مسجد میں آنے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی آپ کے ورع و تقویٰ سے مرعوب تھا حضرت مولانا شاہ حاجی عبداللطیف ستھنی قدس سرہٗ آپ کے برادر طریقت تھے، اور اُنھیں سے آپ کو اجازت و خلافت بھی تھی، مگر کسی کو مرید نہیں کیا، ۶ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ میں وصال ہوا بساطی قبرستان کانپور آپ کی ابدی آرام گاہ ہے، —— راقم سطور کے پیر و مرشد و مُربی حضرت امین شریعت، بدر الاصفیاء مولانا شاہ رفاقت حسین دامت برکاتہم خصوصی طور پر آپ کے عرس میں شریک ہوتے ہیں، قل کا تبرک یہ کہہ کر تقسیم فرماتے ہیں لو کھاؤ اس سے ایمان میں استحکام اور زیادتی ہوگی، —— آپ نے تجرد و تفرد میں پوری زندگی بسر فرمائی،

حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی مرید و خلیفہ و تلمیذ ارشد علامہ احمد رضا بریلوی مجدد مأتہ حاضرہ نے ہدایہ آخرین کا آپ سے درس لیا۔

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن تلسی پوری مدظلہٗ

سال پیدائش تقریباً ۱۹۰۹ء، اکرہرا ضلع بستی وطن، مولد و منشا، اُستاذ العلماء حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں، دار العلوم کانپور میں تعلیم پائی،

حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم سید نعیم الدین فاضل مرادآبادی سے بیعت کا تعلق قائم کیا، فراغت کے بعد تلسی پور میں مدرسہ انوار العلوم قائم کیا، گونڈہ، بستی، بہرائچ میں علم دین کا اُجالا آپ ہی کی ذات سے پھیلا، آپ نے غیر مقلدین کے ساتھ مختلف مقامات پر مناظرے کئے، اور اُن کے رد میں آپ نے متعدد رسالے تالیف کئے، آپ کی شخصیت نہایت وجیہہ، بارعب، پُروقار ہے،

حضرت مولانا عزیز الحسن پھپھوندوی علیہ الرحمۃ

عنایت اللہ خاں کے بڑے صاحبزادے، قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ میں ولادت ہوئی، تعلیم کی ابتداء حضرت مولانا شاہ سید اخلاص حسین مودودی چشتی فخری سلیمانی حافظی کی نگرانی میں ہوئی فارسی کی کل کتابیں اور درس نظامی عربی کی کتب متوسطات کا درس مولانا اخلاص حسین سے لیا حضرت مولانا شاہ سید مصباح الحسن قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ صمدیہ پھپھوند تلمیذ امام الحکمت استاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری و استاذ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیتی کی توجہ و عنایت سے حجۃ العصر، صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت و محشی شرح معانی الآثار کی خدمت میں دار العلوم منظر اسلام بریلی پہونچے، حضرت صدر الشریعہ اور حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی سے تکمیل درسیات کر کے سند فراغت حاصل کی، اور ہمام العصر مجدد مأتہ حاضرہ، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا، امام اہل سنت نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی، ۱۳۶۲ھ میں وطن ہی میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا حکیم عزیز غوث بریلوی علیہ الرحمۃ

مولانا عزیز غوث، جامع کمالات ظاہری و باطنی حضرت شاہ فضل غوث بریلوی المتوفی ۱۳۰۷ھ خلیفہ شیخ الشیوخ حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی کے پوتے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مخصوص شاگرد و خلیفہ تھے، آپ کو فن طب میں کمال حاصل تھا، متقی، متورع اور جواد و سخی تھے، سال وفات معلوم نہ ہو سکا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عمر سراج الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

محمد عمر نام نامی، حضرت مولانا حافظ محمد فرید الدین بن مولانا حافظ اکرام الدین کے فرزند اصغر، مولد و مسقط الراس محلہ فراش خانہ کوچہ چاہ شیریں عقب مکان حکیم بدر الدین خاں دہلی، تاریخ ولادت ۱۹ رشعبان المعظم ۱۲۸۱ھ —— آپ کی والدہ حضرت قطب عالم مولانا شاہ عبدالعزیز اخوند دہلوی

کے برادرِ حقیقی حکیم حاجی خدا بخش کی دختر تھیں، آپ ایام غدر تک والدِ ماجد کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے، والد کی شہادت ۱۰ صفر المظفر بروز شنبہ سنہ ۱۲۷۴ھ کے بعد حضرت قطب عالم سید المکاشفین کے ظلِ عاطفت میں نشو و نما پائی، سنہ ۱۲۷۳ھ میں حضرت قطب عالم نے احاطہ قدم مبارک رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقع کوٹلہ بالائے گنبد مسجد میں تسمیہ خوانی کی رسم ادا کرائی، ــــ سنہ ۱۲۸۰ھ میں آپ نے ناظرہ قرآن مجید حافظ شرف الدین سے ختم کیا، سنہ ۱۲۸۳ھ میں حفظ تمام کیا، سورۃ ق سے حضرت قطب عالم سے پڑھا، سنہ ۱۲۸۶ھ تک حافظ شرف الدین اور مولانا سید یار علی سے درسیات فارسی پڑھی، اس کے بعد حضرت مولانا کریم اللہ دہلوی سے عربی قدوری تک، اور شافیہ حافظ غلام رسول ویرآن سے پڑھی، کنز الدقائق و شرح وقایہ، و نصف مشکوٰۃ شریف مولانا محمد یعقوب خلف مولانا کریم اللہ صاحب سے مناظرہ رشیدیہ، ہدایہ، مؤطا امام مالک مولانا عبد الحق سے پڑھ کر حضرت مولانا محمد شاہ قدس سرہٗ سے چند کتب حدیث و تفسیر پڑھیں، سنہ ۱۲۹۵ھ میں حضرت مولانا عبد الصمد مبارک پوری تلمیذ رشید حضرت شیخ العلماء مولانا شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی سے کتب حدیث کا درس تمام کیا، اور سند حاصل کی، سنہ ۱۲۸۶ھ بروز جمعرات ۸ ماہ رمضان المبارک حضرت قطب عالم سے مرید ہوئے، جمادی الاخریٰ سنہ ۱۲۹۱ھ میں علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضرت نے خلافت عطا کی، اور جبۂ خاص اتار کر آپ کو پہنا دیا، اور شاہ سراج الحق لقب عطا کر کے اپنا جانشین نامزد کیا، اور تمام مریدین کو بذات خود اس کی اطلاع دی ــــ سنہ ۱۲۹۶ھ میں حضرت قطب عالم نے خلافت و جانشینی کی تجدید کی اور فرمایا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، رسول اللہ تمہارے ساتھ ہیں، جناب غوث الثقلین تمہارے ساتھ، مرشد تمہارے ساتھ، اب تم کو غم کیا ہے؟ ــــ ایک صاحب نے مسند نشینی کی تاریخ "چراغ محمد" کہی، حافظ غلام رسول ویرآن نے "فروزاں چراغ محمد عمر" کہہ کر مصرعہ بند کر دیا۔

آپ کے دیکھنے والوں نے لکھا ہے کہ اتباع سنت، غم خواری، اہل حاجت کی حاجت روائی، خلقِ حسن، علم دوزی، تجرید و تفرید، کثرت عبادت، اور بدمذہبوں سے نفرت و عداوت میں اپنے باکمال، نادر الزمان پیر و مرشد کے قدم بہ قدم تھے اور انہیں کی طرح نامی گرامی، عالی مرتبہ پیر طریقت اور عالم شریعت تھے، سنہ ۱۳۳۶ھ سالِ وفات ہے، آپ کے حالات میں وصال الجمیل نام کی کتاب چھپ چکی ہے مگر راقم الحروف نے نہیں دیکھی، ــــ آپ کی تصانیف میں احسن البضاعۃ فی

اثبات النوافل بالجماعۃ، الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین وسیلۃ الرسل الی ریاض الانوار (ملفوظات حضرت قطب عالم قدس سرہٗ) مطبوعہ ہیں۔

(عمدۃ الصحائف، و نزہۃ الخواطر ہشتم)

حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عمر الدین ہزارہ کے رہنے والے تھے، حضرت مولانا شاہ عبید اللہ مکی سے مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی میں تحصیل و تکمیل علوم کی، اعلیٰ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبد القادر بدایونی فقیر قادری فقیر نواز قدس سرہٗ کے مرید ہوئے، پیر و مرشد نے آپ کو سلاسل طریقت و حدیث کی اجازتیں بھی مرحمت فرمائی تھیں ــــ آپ کو درس نظامی کے جملہ علوم و فنون پر حیرت انگیز حد تک مہارت حاصل تھی، قوت حافظہ بھی بے مثال تھی، اعلیٰ حضرت تاج الفحول آپ پر فخر فرماتے تھے، کبار علمائے اہل سنت میں آپ کا ممتاز مقام تھا، آپ کا وعظ مرتب اور مدلل ہوتا، دیوبندیوں وہابیوں کے رد کی طرف خاص توجہ تھی، آپ نے آریوں اور عیسائیوں سے بھی مناظرے کئے اور بہت سے عیسائی اور ہندو آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، بمبئی میں آپ کا وصال ہوا، تاریخ اور سنہ وفات معلوم نہ ہو سکا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عمر وارثی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ہدایت رسول رام پوری کے صاحبزادے، عالم و فاضل، حافظ و قاری ادیب و شاعر و واعظ، لکھنؤ میں مذہب اہل سنت کے روشن مینار تھے، اور آپ کے دم سے لکھنؤ میں سنیت کی روشنی قائم تھی، آپ نے پریس و اخبار کی طاقت کا اندازہ کرتے ہوئے موقر ماہنامہ سنی جاری فرمایا، کاتب سطور کے والد ماجد و پیر و مرشد فضیلت مآب، امین شریعت برہان الاصفیاء مولانا شاہ الحاج رفاقت حسین صاحب قبلہ مدظلہ اس کے سرپرست تھے راقم سطور تعطیل کلاں کی رخصت کے بعد رام پور جاتے ہوئے لکھنؤ رک کر ملاقات کے لئے آپ کے دولت کدہ آریہ نگر پہونچا تو معلوم ہوا کہ ابھی حضرت موصوف کو سپرد خاک کرنے کے لئے قبرستان

نے جایا گیا ہے، خدا کی آپ پر بے شمار رحمتیں ہوں، آپ کے دل میں دین کا بڑا درد تھا، دامے درمے، قدمے، سخنے دین کی خدمت فرماتے تھے، ۱۱ر اپریل ۱۹۶۲ء کو وصال ہوا۔

حضرت مولانا محمد عمر حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مورث اعلیٰ حضرت سید محی الدین الحسینی قدس سرہٗ بغداد مقدس سے سلطان عادل اورنگ زیب غازی کے آخر عہد سلطنت میں برہانپور آئے اور بانی سلطنت آصفیہ آصف جاہ اول کے عہد حکومت میں جمادی الاخری ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے، ان کی قبر اورنگ آباد میں حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے مقبرہ کے قریب ہے، ــــ مولانا محمد عمر صاحب کے دادا بزرگوار سید حیدر علی سیادت پناہ نے حیدر آباد میں فوجی ملازمت اختیار کی، ان کو اپنے والد سے ارادت و اجازت حاصل تھی، ۲۰ر جمادی الاخری ۱۲۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا، آپ کے لڑکے مولانا سید شاہ محمد بادشاہ حسینی ۱۲۳۶ھ میں پیدا ہوئے، اور ۱۲۸۶ھ میں رہگزائے عالم جاودانی ہوئے، مولانا بادشاہ حسینی علوم اسلامیہ عربی و فارسی کے متبحر عالم، صاحب تصنیف اور صاحب دیوان شاعر تھے، حضرت میر شجاع الدین حسین قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ اور داماد تھے، سید شاہ بادشاہ حسینی نے تیرہ ۱۳ حج کئے، اور ہر بار حرمین میں طویل قیام کیا، بڑے پُر تاثیر واعظ تھے، ان کی وفات کا مادہ تاریخ "غفور" ہے، ــــ مولانا سید محمد عمر مولانا بادشاہ حسینی کے چھوٹے لڑکے تھے، آپ کی ولادت ۱۷ر ربیع الثانی ۱۲۸۲ھ کی ہے، آپ چار سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کے ہمراہ حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوئے، واپسی میں مدرسہ محبوبیہ میں داخل ہو کر مولانا امیر احمد کوہاٹی سے صرف و نحو، ادب و منطق، فقہ و حدیث کا درس لیا، ــــ بڑے بھائی حضرت علامہ سید شاہ محمد صدیق الحسینی قدس سرہٗ سے مرید ہو کر سلوک کو مکمل کیا، مکہ مسجد میں وعظ میں ایک رکوع کی تفسیر بیان کرتے، دعا بہت مؤثر ہوتا تھا، درس و تدریس سے خاص شغف تھا، اعلیٰ درجہ کے مجوّد و قاری تھے، تجوید و مشق کی تعلیم بھی دیتے تھے، مذہباً حنفی تھے، فقہ حنفی میں آپ کی تصنیفات بھی ہیں، شعر و سخن کا اعلیٰ ذوق تھا، خلیق تخلص کرتے تھے، اصلاح معاشرہ آپ کا مقصد تھا، ایک زمانہ میں آپ کی سعی و کوشش سے حیدر آباد کی تمام دوکانیں جمعہ کی نماز کے وقت بند ہو جاتی تھیں،

۱۳۱۹ھ میں مریدین کی جماعت کے ساتھ دوسری بار حاضر ہو کر فریضہ اور زیارت روضۂ نبوی کی ۱۳۲۱ھ میں دربار غوثیت مآب میں حاضری دی اور حضرت نقیب الاشراف پیر سید عبد الرحمٰن قدس سرہٗ کے مہمان خاص ہوئے، حضرت پیر سید ابراہیم قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۸۱ھ کے بھی مہمان رہے، اسی سفر میں کربلائے معلیٰ نجف اشرف اور دیگر مقامات مقدسہ پر حاضری دی ۱۳۲۴ھ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی دعوت پر مدرسہ منظر اسلام کے جلسۂ دستار بندی میں شرکت کے لئے بریلی گئے، تو فاضل بریلوی نے معانقہ کے بعد دیر تک آپ کا ہاتھ اپنے قلب پر رکھ کر "لے گل زتو خرسندم تو بوئے کسے داری" فرماتے رہے، "بوئے کسے داری" کی بڑی دیر تک تکرار کی، خود بھی بے خود ہوئے اور حاضرین مجلس کو بھی بے خود بنا دیا، اس کے بعد فاضل بریلوی نے اسٹیشن نہ پہنچنے کی معذرت کی، کہ درد سر اور بخار کی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہا، ۲۰ر صفر المظفر ۱۳۳۰ھ بروز جمعہ ذکر اسم ذات اللہ اللہ کرتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے، مکہ مسجد میں نماز جنازہ ہوئی، عصر سے پہلے قادری چمن میں دفن کئے گئے، ــــ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا نے تاریخ وصال میں یہ عربی قطعہ کہا ہے

اَلَا سَقَى اللّٰهُ قَبْرًا صَوْبَ غَادِيَةٍ ... وَجَادَ بِالْجُوْدِ جُوْدًا اَدْهَمُوْهَمَّهٗ
قَبْرًا ثَوٰى بِثَوَابِ اللّٰهِ فِيْهِ عُمَرُ ... مَعْمُوْرٌ نُوْرٌ بِالْهُدٰى لِلدِّيْنِ عَمَّالٌ
عَبْدٌ بِغَوْثِ الْبَرَايَا سَيِّدٌ سَنَدٌ ... بِالْغَوْثِ مُعْتَرِفٌ بِالْغَيْبِ مِدْرَارٌ
بِاللُّطْفِ مُعْتَصِمٌ بِالرَّاْفِ مُبْتَسِمٌ ... بِالْعُرْفِ مُتَّسِمٌ بِالْعَرْفِ مِعْطَارٌ
سِحْرٌ اَمَرَّ لَهٗ فِي السِّرِّ اَسْرَارٌ ... بَرٌّ اَبَرُّ لَهٗ فِي الْبِرِّ اَبْرَارٌ
رَبْحٌ لِاٰلِ هُدًى حَرْبٌ لِاَهْلِ رَدًى ... بَحْرٌ لِسَيْلِ نَدًى حَبْرٌ بَلْ اَحْبَارٌ
عِلْمٌ وَّحِلْمٌ وَّسِلْمٌ فِيْ تُقًى وَّنَقًى ... سِيَادَةٌ سُوْدَدٌ فَضْلٌ وَّاِيْثَارٌ
بِقُدْرَةِ اللّٰهِ تَمَّتْ قَادِرِيَّتُهٗ ... فَزَادَهَا الْقَدْرُ وَالْمِقْدَارُ اَقْدَارٌ
وَعَادَ حَبَّةُ حُبِّ الْحِبِّ فِيْ خَلَدِهٖ ... كَجَنَّةِ الْخُلْدِ اَزْهَارٌ وَّاَنْوَارٌ
حَمَاهُ عَنْ كُلِّ ضَيْمٍ مَنْ يُقَالُ لَهٗ ... حَامِي الْحَقِيْقَةِ نَفَّاعٌ وَّضَرَّارٌ
قَالَ الرِّضَا اَسِفًا فِيْ عَامِ فُرْقَتِهٖ ... مُحَمَّدٌ عُمَرُ الْغَفَّارُ وُفِّقَ شَطَّارٌ

۱۳۳۰ھ

حضرت مولانا عمر نعیمی مرادآبادی

تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر ابن محمد صدیق مرادآباد میں پیدا ہوئے، تحصیل علم کے لئے حضرت صدرالافاضل مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہونچے، صبح سے رات تک اُن کی خدمت میں حاضر رہتے، تیرہ چودہ برس کی چھوٹی سی عمر میں درس نظامی کی تحصیل سے فراغت پائی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی فراغت کے بعد بھی حضرت صدرالافاضل کی خدمت میں حاضر رہے، اور فتاویٰ نویسی سیکھی آپ صدرالافاضل کے سب سے بڑے شیدائی تھے، اور صدرالافاضل کی شفقت و محبت بھی آپ پر سب سے زیادہ تھی، آخر میں صدرالافاضل نے جامعہ نعیمیہ کا آپ کو صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر کردیا، شدھی کی ناپاک تحریک کے انسداد میں آپ صدرالافاضل کے سرگرم معاون رہے اور السواد الاعظم کے نام سے رسالہ جاری کیا، آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے روح رواں تھے، تقسیم ہند کے بعد صدرالافاضل کے ہمراہ پاکستان گئے اور کراچی ہی میں رہ گئے، جامعہ مظہریہ آرام باغ کراچی کے اولاً شیخ الحدیث ہوئے، بعد میں "مخزن بحر العلوم" قائم کیا، ——— ۶۹ سال کی عمر میں ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۶۶ء میں کراچی میں وفات پائی، مسجد دارالصلوٰۃ ناظم آباد کراچی میں مدفن ہے۔

مفتیٔ جنت محمد عمر ۱۳۸۵ تاریخ وصال ہے۔

حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ

علی حسین نام نامی، پیر شاہ اور اعلیٰ حضرت خاندانی خطاب، اشرفی تخلص کی ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ولادت ہوئی، حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کرائی، مولوی امانت علی کچھوچھوی، اور مولانا سلامت علی گورکھپوری اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمۃ سے فارسی عربی کی تحصیل کی، ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہوکر تکمیل

سلوک فرماکر اجازت و خلافت حاصل فرمائی، ۱۲۹۲ھ میں پہلا حج کیا، دربار نبوی سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں، ۱۲۹۶ھ میں مسند سجادگی پر فائز ہوکر مصروف ہدایت و ارشاد ہوئے ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج و زیارت کا سفر کیا، تیسری بار ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائیگی اور دیدار روضۂ نبوی کے بعد بیت المقدس، شام و مصر، عراق شریف، نجف شریف، کربلائے معلیٰ بغداد مقدس کی زیارت سے شرف یاب ہوئے، چوتھا اور آخری سفر حج و زیارت ۱۳۵۵ھ میں کیا مذکورہ بالا دیار میں صدہا علماء و مشائخ داخل سلسلہ ہوئے، اور اجازت و خلافت سے سرفراز کئے گئے، حضرت میاں راج صاحب[1] سوندہ شریف ضلع گوڑگانواں نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار و دیگر اشغال مخصوصہ کی اجازت دری اور ایک دونی عطا فرمائی، مولانا سید شاہ محمد امیر کابلی نے سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت سے نوازا، حضرت شاہ آل رسول مارہروی حضرت شاہ حافظ احمد حسین[2] خاں شاہجہانپوری، حضرت شاہ خلیل احمد[3] حافظ بہ عین اللہ صفی پوری نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں، اعلیٰ حضرت سرکار

۱؎ حضرت میاں راج شاہ صاحب سوندہ شریف ضلع گوڑگانواں پنجاب کے باشندہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے عالی نسبت بزرگ تھے، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (بشیر القاری)

۲؎ محلہ جلّی تھان شاہجہانپور میں سکونت تھی، علاوہ صاحب نسبت اور عالی مقامات ہونے کے فارسی و اردو گو شاعر تھے، دیوان احمد کے نام سے مجموعۂ کلام شائع ہوچکا ہے، اور ساہ شہر میں شمار تھا۔

۳؎ سال ولادت ۱۲۵۲ھ، محمد عین اللہ نام نامی، والد کا نام صدیق احمد صفی پور ضلع اناؤ کے مشہور بزرگ، تیس برس ضلع رائے بریلی میں سرکار انگریزی میں ملازمت کی، حضرت شاہ خادم صفی صفی پوری سے مرید ہوئے، ۱۲۸۳ھ میں مرشد نے خلافت عطا کی اور فرمایا کہ سب خلفاء میں یہ اچھے ہیں، تیرہ ربیع الثانی بروز چہارشنبہ رہگزار عالم باقی ہوکر بعد عصر تجہیز و تکفین ہوئی۔ آپ کے ۲۵ خلفاء تھے، دو کتاب اسرار خادمی اور ارشاد خادمی تالیف فرمائیں، آپ کے فرزند و جانشین صاحبزادہ حضرت شاہ جمیل احمد المتوفی ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۵۰ء نامور شیخ طریقت گذرے ہیں۔ ان کا مدفن بھی صفی پور میں ہے۔

(چراغ صفوی)

کچھوچھہ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف وخصوصیات کے ظاہری شکل وصورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم شکل وصورت تھے، ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے، ولیعہد سجادہ وسرکار کلاں حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ کی روایت ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھکر نکل رہے تھے اور فاضل بریلوی امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر اعلیٰ حضرت پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھے، اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں — اے نظر کردہ و پروردۂ سہ محبوباں

ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسن خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی، مواعظ میں جس انداز میں آپ مثنوی پڑھتے وہ بے نظیر تھا، —— حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سمنانی کچھوچھوی کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ میں آپ جیسا مرجع الخلائق کوئی دوسرے بزرگ نہیں گذرے، آپ ہی کی ذات مبارکہ سے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک صدیوں بعد سلسلۂ اشرفیہ بلادِ اسلامی میں پھیلا۔

آپ کا دربار میکدۂ عرفان وآگہی تھا، جہاں بادہ گساران طریقت کا ہر وقت میلہ لگا رہتا تھا، آپ متقدمین صوفیہ کی روش پر فکر سخن بھی فرماتے تھے، آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوان عرفان ترجمان کا مجموعہ بنام "تحائف اشرفی" ۱۳۳۳ھ میں مرتب کر کے شائع کیا، دوبارہ ازہر بکڈپو کراچی نے شائع کیا ہے۔

گیارھویں رجب ۱۳۵۵ھ کو طویل عمر میں حضرت کا وصال ہوا، مرقد درگاہ مخدوم سید اشرف میں زیارت گاہ ہے، آپ کے خلفاء میں سے چند کا ذکر اسی تذکرہ میں مرقوم ہے

حضرت مولانا شاہ محمد علی حسین مدنی قدس سرہٗ

مولانا محمد علی حسین صاحب ابن حضرت مولانا شاہ اعظم حسین خیرآبادی قدس سرہما ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے، اردو وفارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا آیۃ اللہ سنبھلی سے حاصل کی اور

قرآن مجید حفظ کیا، معقول ومنقول کی تکمیل والد ماجد سے کی، ۱۹۰۲ء میں والد ماجد کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے گئے، اور وہیں سے بلاد عرب عراق وشام ومصر کا سفر کیا، اور عتبات عالیہ کی زیارت کی، ۱۳۳۲ھ میں آپ نے دمشق میں امام الدہر حافظ العصر شیخ بدر الدین دمشقی سے انکے صاحبزادے مولانا شیخ تاج الدین کی معیت میں شرح وقایہ کا درس لیا، حضرت مولانا محمد عبد الباقی فرنگی محلی مدنی المتوفی ۱۳۶۴ھ کے درس میں مختصر المعانی، تلخیص المفتاح پڑھی، صحیح مسلم اور بعض دوسری کتب حدیث کا حضرت مولانا شاہ محمد معصوم ابن شاہ عبد الرشید ابن حضرت شاہ احمد سعید مجددی سے درس لیا، شیخ المحدثین مدینہ منورہ سید علی بن ظاہر الوتری سے بھی کسب فیض کیا، ۱۳۳۰ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد نعیم نبیرہ حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی نے فاتحۂ فراغ کے بعد دستار فضیلت باندھی اور سند مرحمت فرمائی،

فراغت کے بعد دور عثمانی وہاشمی میں حضرت مولانا عبد الباقی کے مدرسۂ نظامیہ میں عرصہ تک درس دیا، نجدی تسلط کے بعد اپنے مکان پر یہ سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کو اپنے والد ماجد سے سلسلہ قادریہ میں بیعت وخلافت تھی، ان کے علاوہ (۱) حضرت شاہ معصوم (۲) مولانا عبد الباقی (۳) سید علی الوتری (۴) امام الدہر شیخ بدر الدین الحسنی الدمشقی (۵) شیخ عبد الحکیم افغانی (۶) شیخ احمد شمس مالکی قادری (۷) علامہ شیخ صالح (۸) شیخ علی مبارک المغربی (۹) حضرت امین رضوان شیخ الدلائل مدینہ منورہ (۱۰) حسان الزمان مداح سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی سے بھی اجازت وخلافت تھی، مگر آپ بیعت والد ماجد کے طریقہ قادری میں کرتے تھے، مدینہ طیبہ کے آداب میں آپ کے اطوار امام مالک جیسے تھے، جہاں بھی ہوتے ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ حرم شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو (۲) جس راستہ سے بھی گذر ہوتا اور گنبد خضرا پر نظر آتا تو آپ فوراً مودب دست بستہ سلام عرض کرتے، پھر آگے بڑھتے، (۳) مسجد نبوی میں داخل ہونے سے پہلے سلام عرض کر کے داخلہ کی درخواست کرتے اور تھوڑا وقفہ ٹھہر کر قدم بڑھاتے، عموماً نمازیں حجرۂ سیدۃ النساء کے متصل ادا کرتے، (۴) حرم شریف نبوی میں سر جھکائے رکھتے، اور کسی سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرتے، سلام کا جواب اشارہ سے دیتے، اور اگر کوئی گفتگو کی کوشش کرتا تو اشارے سے بتاتے کہ گھر پر آؤ، (۵) نجدی انہدامات قبور کے بعد جنۃ البقیع میں کبھی داخل نہیں ہوئے (۶) فصیل شہر اقدس کے اندر کبھی سواری کا استعمال نہیں کیا (۷) امر بالمعروف

اور حق ہی الحق آپ کا خاص شیوہ تھا، اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہ تھی، جس کو غلطی کرتے دیکھتے فوراً ٹوک دیتے (۸) بدمذہبوں سے آپ کو سخت نفرت تھی، نجدی عقائد کے معتقدین کو ابن تیمیہ وغیرہ کے اقوال ہی سے قائل کر دیتے، آپ کو معاملات فقہی پر غیر معمولی عبور تھا، مقدمات میں شرعی اشکالات معلوم کرنے والوں کا آپ کے یہاں مجمع لگا رہتا تھا، نجدی قاضی و علماء آپ سے بہت گھبراتے تھے، اختلاف عقائد و مسلک کے باوجود سلاطین نجد آپ کے تبحر علمی سے مرعوب تھے۔

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ کو بعد فجر اللہ اللہ کہتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ اور سیدنا ابراہیم ابن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جوار میں اپنے والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے، اسی روز ریڈیو جدہ نے آپ کے وفات کی خبر نشر کی،

تصانیف :- (۱) الصواعق الملکوبت عن استاذ شلتوت المصری فی ثبوت حیات سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے بارے میں شیخ الازہر شلتوت مصری کے فاسد عقائد کا رد (عربی) (۲) - سیرت شیخ یوسف النبہانی (غیر مطبوعہ، عربی) (۳) سیرت اعظم حسین رحمۃ اللہ علیہ (عربی، غیر مطبوعہ) (۴) رد تجدید و احیاء دین ؛ ابوالاعلیٰ مودودی کے مزعومات کا رد (اردو مطبوعہ) ۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد علاء الدین مدنی مالکی فنرق طیبہ مدینہ طیبہ اعلیٰ اخلاق و اوصاف اور فقہی مہارت میں نامور ہیں۔

حضرت مولانا شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ

مجدد مائۃ اثنا عشر حضرت شاہ غلام علی ۱۱۵۶ھ میں بٹیالہ پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ کے والد سید عبداللطیف علوی نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے امر سے نامی "علی" نام رکھا، چچا نے عبداللہ تجویز کیا، آپ نے ادب و احترام کی بناء پر غلام کا لفظ اضافہ کر کے "غلام علی" مقرر کیا، والدہ ماجدہ نے اپنے خواب کے بموجب عبدالقادر نام رکھا، آپ کے والد مجید حضرت شاہ ناصر الدین قادری دہلوی کے مرید تھے، آپ کو انھیں سے مرید کرانے کے لئے دہلی بلایا، مگر جب آپ دہلی پہنچے تو حضرت شاہ ناصر الدین فوت ہو چکے تھے، اس لئے ان کے فرزند خواجہ میر درد اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی دہلوی سے اخذ فیض کر کے ۲۲ برس

کی عمر میں حضرت میرزا مظہر جان جاں سے سلسلہ قادریہ میں مرید ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت پائی، آپ کثیر السلسلہ شیخ تھے، آپ کے خلفاء کی تعداد ایک ہزار تھی جو عرب و عجم میں پھیلے ہوئے تھے، ۲۲ر صفر المظفر ۱۲۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوا، آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابو سعید مجددی علیہ الرحمۃ نے نور اللہ مضجعہ نقرہ تاریخ کہا، دیار مصر و شام کے مشہور عالم اور وسیع السلسلہ شیخ مولانا خالد رومی المتوفی ۱۲۴۲ھ آپ کے فیض یافتہ و خلیفہ تھے نامور بزرگ گزرے ہیں۔ (خزینۃ الاصفیاء ۔ آثار الصنادید باب چہارم)

حضرت مولانا شاہ غلام معین الدین جون پوری قدس سرہٗ

حضرت شاہ قیام الحق قدس سرہ کے بیٹے، مولانا معشوق علی جون پوری المتوفی ۱۲ر رمضان ۱۲۶۸ھ اور مولانا محمد شکور مچھلی شہری المتوفی ۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ سے اخذ علوم کیا، فراغت کے بعد آخر عمر تک درس کا شغل جاری رکھا، طلبہ کے خورد و نوش کا انتظام اپنے پاس سے کرتے تھے، اپنے والد ماجد کے مرید تھے اور اجازت و خلافت بھی انھیں سے رکھتے تھے، والد کی وفات ۹ر محرم ۱۲۶۵ھ کے بعد خانقاہ رشیدیہ جون پور کے سجادہ نشین ہوئے، حج و زیارت کے لئے جب مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو حضرت شاہ امداد اللہ مکی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی ــــــ آپ میں توکل، استغناء، غیرت، شفقت اور مروت بہت تھی غرباء و مساکین کی آپ کے یہاں بہت قدر و منزلت تھی ــــــ میانہ قد، آفتابی چہرہ، کشادہ پیشانی، دوہرا بدن، گورا چٹا رنگ تھا، آپ میں جمال و جلال دونوں تھا، نورانی چہرے سے وقار و تمکنت اس درجہ نمایاں تھا کہ لوگوں کو سامنے جانے یا بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی

۶ر ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کو جان جاں آفریں کے سپرد کی، مزار مبارک بہن بترہ شریف سیوان ضلع چھپرہ صوبہ بہار میں مرجع خلائق ہے، مشہور عالم و صوفی شاعر حضرت بحر الاسرار مولانا شاہ عبدالعلیم آسی قدس سرہٗ آپ کے مرید و جانشین تھے۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہٗ

مرجع افاضلِ پنجاب، قدوۃ العلماء، زبدۃ الاصفیاء حضرت علامہ غلام قادر ابن مولانا غلام حید قدس سرہما بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب کے ساکن تھے، وہیں ولادت ہوئی، سن بلوغ کو پہونچنے سے پہلے تحصیل علم کے لئے لاہور آئے، اور استاذ الکل علامہ حافظ غلام محی الدین المتوفی ۱۲۷۳ھ اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا حافظ احمد الدین بگوی نقشبندی المتوفی ۱۲۶۸ھ سے معقول و منقول کی کتابوں کا درس لیا، بعدہٗ دہلی جاکر حضرت علامہ مفتی صدر الدین آزردہ قدس سرہٗ سے حدیث و تفسیر و فقہ میں کسب فیض کیا، اور سند فراغت لے کر لاہور آئے، اور بھاٹی دروازہ میں واقع اونچی مسجد میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا، جلد ہی بیان کی جامعیت اور آپ کے علمی فضل و کمال کی دور، نزدیک شہرت ہوگئی، لوگ جوق درجوق آپ کے مواعظ میں شریک ہونے لگے، ـــــ بیگم شاہی مسجد لاہور کی متولیہ مائی جیواں مرحومہ نے آپ کے وعظ سے متاثر ہوکر اپنی مسجد میں امامت و خطابت کے منصب پر آپ کو مامور کردیا، اور بعد میں متبنّیٰ بناکر تولیت بھی تفویض کردی۔

آپ نے دارالعلوم نعمانیہ اور اورینٹل کالج لاہور میں کچھ عرصہ تک تدریسی فرائض انجام دیئے۔

آپ صوبہ پنجاب کے استاذ الکل تھے، حضرت امیر ملت مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ غلام محمد گھوٹوی، علامہ غلام احمد حافظ آبادی، حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری اور مولانا غلام حیدر بوچھی، مولانا نبی بخش حلوائی مصنف تفسیر نبوی آپ کے مشہور شاگرد تھے، جن کی ذات سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

آپ پنجاب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی سے پہلے سنیت کے مبلغ اور منادا اور بے لچک پختگی رکھنے والے بزرگ اور عارفِ کامل، بے نظیر عالم متبحر اور مجسمۂ غیرت و حمیت تھے، آپ کو سلسلۂ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت حاصل تھی،

۸۰ برس کی عمر میں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق مارچ ۱۹۰۹ء کو واصل بحق ہوئے، آپ کا مزار بیگم شاہی مسجد میں ہے۔ حضرت مولانا آسی امرتسری نے "منبع فیض رب جلیل" تاریخ وصال کہی۔

(بزرگان لاہور، الیواقیت المہریہ)

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ

فرید عصر، زبدۃ الاولیاء حضرت مولانا خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ ۲۶ ذیقعدہ بروز منگل ۱۲۶۱ھ کو پیدا ہوئے، "خورشید عالم" تاریخی نام رکھا گیا، گنج شکر کان نمک شیخ الاسلام فرید الدین مسعود قدس سرہٗ کے نام نامی پر یُمناً غلام فرید نام تجویز کیا گیا، آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ناصر بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وابستہ ہے، حضرت ناصر کے پرپوتے یحییٰ بن مالک اسلامی لشکر کے ساتھ سندھ وارد ہوئے، مالک سے ساتویں پشت میں عیسیٰ بن یوسف نے سیاست کی پُرشور زندگی سے کنارہ کش ہوکر فقر و عرفان کی زندگی اپنائی، ان کی اولاد میں مخدوم نور محمد نامور بزرگ گذرے ہیں، شاہ جہاں کے وزیر ارادت خاں اُن کے مُریدوں میں تھے، خود شاہ جہاں کو حضرت مخدوم سے بڑی عقیدت تھی، ۲۵ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ میں بادشاہ نے ایک فرمان کے ذریعہ پانچ ہزار بیگھہ زمین پرگنہ منگلوٹ صوبہ ملتان میں اُن کی خدمت میں بطور نذر پیش کی تھی، یہ فرمان "مناقب فریدی" کے صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ پر منقول ہے ـــــ مخدوم نور محمد کے پوتے حضرت خواجہ محمد شریف [illegible] سے ترک وطن کرکے ملتان رکتے ہوئے ضلع مظفر گڈھ کے ایک ساحلی گاؤں میں جاکر مقیم ہوگئے، تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کے پیر و مرشد نے اُن کو تبلیغ اسلام اور اشاعت سلسلہ کے لئے ڈیرہ غازی خاں کی اقامت کا حکم دیا، خواجہ شریف کے ایک نامور مرید مٹھن خاں نے جن کے بارے میں مختلف روایات ہیں، اُن کو اپنے گاؤں کی رہائش کی پیش کش کی، اِس کے بعد اُن کی عمر کا باقی حصہ اسی گاؤں میں رشد و ہدایت میں بسر ہوا، مدفن بھی یہیں ہے،

خواجہ شریف کے بیٹے خواجہ محمد عاقل تھے، انھوں نے اولاً والد سے حفظ قرآن مجید کیا، اس کے بعد حضرت شیخ المشائخ مولانا شاہ فخر الدین محب النبی دہلوی اور حضرت مولانا خواجہ نور محمد مہاروی سے تحصیل علم کیا، حدیث کی سند موخر الذکر سے پائی اور انھیں سے مُرید ہوئے اور اجازت حاصل کی، خواجہ عاقل کو رشد و ہدایت کے ساتھ تدریس سے بھی خاص شغف تھا، بہادر شاہ ظفر علیہ الرحمۃ اُن کے بڑے معتقد تھے ؎

دل فدا کرتے ہیں، نام فخر دیں پہ اے ظفر ــــ ہم ہیں عاقل، ربط عاقل سے دلی رکھتے ہیں ہم

خواجہ عاقل قاضی الحاجات کے لقب سے مشہور تھے، چار ماہ کی مختصر علالت کے بعد آٹھویں رجب ۱۲۲۹ھ کو انھوں نے وصال فرمایا، قاضی الحاجات کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ احمد علی تھے جن سے حضرت خواجہ سلیمان تونسوی المتوفی ۱۲۶۷ھ مستفید ہوئے، حضرت خواجہ احمد علی کے بیٹے خواجہ خدا بخش نے ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ کو وفات پائی۔

فرید عصر حضرت خواجہ غلام فرید نے اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ غلام فخر الدین فخر جہاں کی سرپرستی میں پرورش پائی اور انھیں سے علوم ظاہری کی تحصیل کی، اور بیعت ہو کر سلوک کی تکمیل کی، ۱۲۸۲ھ میں خواجہ فخر جہاں کی وفات کے بعد مسند آبائی پر متمکن ہو کر مصروف ہدایت ہوئے آپ کو بھی تدریس سے خصوصی شغف تھا، صبح سے دوپہر تک فقہ و تصوف وحدیث و تفسیر کا درس دیتے تھے، آپ کو عربی، فارسی، اردو، سندھی، سنسکرت زبانوں پر یکساں عبور تھا، آپ سرائیکی زبان کے عظیم شاعر تھے، بزرگان چشت کا مسلک عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا وصف خاص تھا، آپ اپنے مشائخ واسلاف کے سچے جانشین اور ان کے قدم بہ قدم تھے، اسی بنا پر آپ نے مناظرہ بہاول پور کا حکم بننا منظور فرمایا، اور ادب واحترام نبوی کی بنا پر ہی مشہور دیوبندی پیشوا مولانا خلیل احمد مؤلف براہین قاطعہ کے اخراج کا حکم فرمایا، اور آپ کے مرید والی ریاست نے ان کو نکال دیا، ۶؍ ربیع الآخر ۱۳۱۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

(روزنامہ "مشرق" لاہور یکم جون ۱۹۷۱ء، تذکرہ صوفیائے پنجاب)

حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

والد کا نام مولانا احمد جی، اور دادا بزرگوار کا مولانا محمد عالم، باپ بیٹے دونوں متقی و متدین تھے، لوگ ان کے علم وفضل کے قدرداں تھے، حضرت مولانا ابو المظفر عبد المصطفےٰ غلام جان ایسے ملکوتی صفات گھرانے میں ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں بمقام اوگرہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے، سلسلۂ نسب ۳۲ واسطوں سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے آپ فاطمی نہ تھے، بلکہ حضرت حنیفہ بن علی کی اولاد امجاد سے تھے، آپ کی اکیسویں پشت میں بابا میر قطب شاہ ایک بزرگ گذرے ہیں، انھوں نے ہندوستان پر حملہ کے وقت سلطان محمود

غزنوی علیہ الرحمۃ کی امداد کی تھی، فتح ہند کے بعد سلطان نے آپ کو سرحد و پنجاب کا کچھ علاقہ بطور نذر پیش کیا، جسے آپ نے اپنے پانچوں لڑکوں کو دے دیا، اور خود غزنی واپس ہو گئے، انھیں بزرگ کی نسبت سے بعد میں آنے والی نسل کے افراد قطب شاہی کہلائے۔

قرآن شریف اور فارسی نظم ونثر، اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں اس کے بعد شوق علم میں دہلی، سہارنپور کی درسگاہوں میں بھی گئے، مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ کے اساتذہ سے بھی کسب علم کیا، اٹک ضلع گجرات کے مشہور معقول عالم مولانا غلام رسول سے حمد اللہ اور میر زاہد ثلاثہ کا سبق لیا، مینڈھو ضلع علی گڑھ اور گلاؤٹھی ضلع بلند شہر میں مولانا احمد علی تلمیذ حضرت شمس العلماء عبد الحق خیر آبادی سے معقول کی کتابیں پڑھیں، مولانا احمد علی نے گنگوہ جا کر اپنے بزرگ استاذ کے اسلامی عقیدہ سے گریز کر کے دین دیوبندی اختیار کیا، ——— ٹونک میں علامہ حکیم سید برکات احمد صوفی علیہ الرحمۃ سے ریاضی اور معقولات میں استفادہ کیا، ۱۳۳۶ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور سے درجہ تکمیل پاس کیا، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری کی خدمت میں حاضری آپ کے معمولات سے تھی، مولانا آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ کا شہرۂ علمی سن کر بریلی پہونچے، اور شمس العلماء حضرت مولانا ظہور الحسین رامپوری صدر المدرسین جامعہ منظر اسلام اور صدر الشریعہ حضرت علامہ حکیم امجد علی محدث وغیرہ سے قاضی مبارک، صدرا، شمس بازغہ، توضیح تلویح پڑھ کر صحاح ستہ کا دور کیا، ۱۳۳۷ھ کے جلسۂ دستار بندی میں امام اہل سنت نے دستار فضیلت باندھی اور مدرسہ کی طرف سے سند فضیلت عطا ہوئی، بریلی ہی میں امام اہل سنت سے مرید ہوئے، مولانا ظہور الحسین رامپوری نے فراغت کے بعد آپ کو مدرسہ منظر اسلام میں مدرس مقرر کر دیا، اور ابتداءً شرح ملا جامی پڑھانے کو سپرد کی، طلبہ آپ کے اسلوب تدریس سے بے حد مطمئن ہوئے ——— اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے مطابق مسجد بی بی میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

بریلی سے حضرت مولانا خواجہ محمود تونسوی سجادہ نشین آستانہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ کی دعوت پر مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف جا کر کچھ عرصہ درس کا کام کیا، یہاں سے مکھڈ شریف کے صاحبزادے صاحب آپ کو مکھڈ لے گئے، یہاں ایک سال خدمت انجام دی، اس کے بعد

خان محمد امیر خاں رئیس شہبیلیہ ضلع ہزارہ نے بلا کر عہدۂ قضا پر مامور کیا، مگر تھوڑے دن قیام کے بعد لاہور چلے گئے، اراکین دارالعلوم نعمانیہ کو خبر ہوئی تو آپ کو دارالعلوم نعمانیہ کا صدر مدرس اور مفتی مقرر کیا ———— ایک خاص خواب کے بعد ۱۳۵۳ھ میں مدرسہ کی تعطیل میں حج کے ارادے سے بریلی پیر و مرشد کے آستانہ کی زیارت کی حاضری کے ارادہ سے پہونچے، اور ۱۲ شوال کی صبح کو آستانہ پر حاضری دی، اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا، اور اسی تاریخ کو ایک قافلہ کے ساتھ اجمیر شریف کے لئے روانہ ہوئے، وہاں اپنے استاذ صدر الشریعۃ علامہ حکیم محمد امجد علی صدر المدرسین دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ واقع درگاہ معلّی میں قیام کر کے بوض خواجہ سے مستفیض ہوئے، بمبئی میں خان محمد امیر خاں رئیس شہبیلیہ ضلع ہزارہ اور آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد اعظم وغیرہ مل گئے آپ نے جدہ، مکہ مکرمہ اور دربار نبوی میں پاپیادہ حاضری دی، مدینہ منورہ میں قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جاتے، جب گنبد خضرا نظروں سے چھپ جاتا تو قضائے حاجت کرتے،

ایک بار آپ مواجہ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک زائر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہوئے، وہ نہایت جمیل و حسین تھے، اُن کے بدن سے بے نظیر خوشبو پھوٹ پھوٹ کر حاضرین دربار کو معطر کر رہی تھی، آپ نے اپنے معلّم حاجی رمضان سے ان کے بارے میں دریافت کیا، انھوں نے بتایا یہ اُن صحابی کی اولاد سے ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیشاب شریف پیا تھا، اور حضور نے اُن کے اس فعل پر بشارتیں سنائی تھیں

آپ نہایت راسخ العقیدہ تھے، بد مذہب اور مشتبہ لوگوں سے نفرت و بیزاری کا اظہار فرماتے تھے، آپ نے مسجد میں اُن کے داخلہ پر پابندی عائد کر رکھی تھی، اور ممانعت کا بورڈ لگا رکھا تھا، اسی طرح سے آپ احکام اسلامی کی خلاف ورزی بھی نہیں دیکھ سکتے تھے، رمضان المبارک میں بہت سے دوکان داروں کو جو کھانے وغیرہ کا ہوٹل دن میں کھولتے تھے آپ نے پہلے سختی سے روکا، اور جب نہ مانے تو اُن کے سامانوں کو نقصان پہونچایا، مگر ہیبت حق کی وجہ سے کسی کو مقابلہ کی تاب نہ ہوئی، ———— شب بیداری، یتیموں، بیواؤں کی دستگیری اور اپنا کام خود کرنا، آپ کے اوصاف تھے، بروز سنیچر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اگست ۱۹۵۹ء کو کلمہ طیبہ اور صلوٰۃ و سلام کا ذکر کرتے ہوئے عین اس وقت جب مسجد سے مؤذن نے اذان کی آواز

بلند کی، آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ دوسرے دن غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے جنوبی جانب کے احاطہ میں وصیت کے مطابق دفن کئے گئے، جنازہ کی نماز کی امامت حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے کی۔

لاہور کے نامور علم دوست و اہل علم مولوی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی نے تاریخی مادے نکالے۔ ” فوت شد مفتی جہاں۔ اور۔ معارف آگاہ مفتی اعظم

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب آٹھ ماہ کے بعد مزار کی تعمیر شروع کی گئی تو غربی جانب سے مٹی کا تودہ گرا، تو آپ کو بالکل صحیح و سالم پایا گیا، اس واقعہ کی خبر ہوتے ہی مریدین و معتقدین دیدار کے لئے حاضر ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد گلاب و عطر سے مرقد کو معطر کر کے بند کر دیا گیا۔

مولانا مظفر اقبال صاحب آپ کے صاحبزادے آپ کی مسند کو رونق بخشے ہوئے ہیں، اور دارالعلوم نعمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، نہایت پُر خلوص سُنّی عالم ہیں، ان کو بیعت شیخ الاسلام مولانا شاہ مصطفےٰ رضا بریلوی مدظلہ سے ہے۔

تصانیف :۔ فتاویٰ غلامیہ (غیر مطبوعہ) نور العین فی سفر الحرمین (غیر مطبوعہ) سیف رحمانی علیٰ راس القادیانی (غیر مطبوعہ) دیوان غلامیہ (غیر مطبوعہ) نغمۂ شہادت (غیر مطبوعہ) القول المعتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط رسالہ اذان علی القبور و تعدد الجمعۃ فی مساجد المصر مطبوعہ ہے

حضرت مولانا حکیم غلام محمد ترنّم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا غلام محمد ترنم امرتسر کے ایک غریب کشمیری گھرانے میں ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کا نام عبد العزیز تھا، آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد غربت و افلاس کی وجہ سے شال اور قالین بافی کا فن سیکھا، پھر قالینوں کے ڈیزائنر ہو گئے، تحصیل علم کا شوق ہوا تو مولانا محمد حسین صاحب عرشی امرتسری کے پاس پہونچے، اُنھوں نے کثرتِ مشاغل کی وجہ سے اپنے استاذ حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی کی خدمت میں پہونچا دیا، حکیم طغرائی کی توجہ سے منشی فاضل، ادیب فاضل کے امتحان میں کامیاب ہوئے، عربی کی ابتدائی کتابیں پروفیسر مولانا عبد الرحیم سے مطالعہ کیں، فقہ کی تحصیل فقیہ عصر مولانا مفتی عبد الصمد خاں کشمیری مرحوم اور مشہور عربی ادیب، نامور عالم و محقق حضرت علامہ

محمد عالم آسی امرتسری علیہما الرحمۃ سے کی اور یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں امتیازی نمبر حاصل کئے، حکیم حاجی محمد علی، حکیم محبوب عالم اور حکیم فتح چند سے طب کے اسباق پڑھے، اور لاہور کے مشہور طبیب شہزادہ غلام محمد سے اصول طب سیکھے۔

تحصیل علم کے بعد اولاً مسلم ہائی اسکول شریف پورہ میں اسلامیات کے مدرس ہوئے، فارغ اوقات میں طبابت کرتے تھے، آپ حساس اور دردمند دل رکھتے تھے، ملی اور ملکی مسائل سے خصوصی شغف تھا، نوجوانوں کی ترقی و تعلیم کے لئے ۱۹۳۱ء میں سکتری باغ امرتسر میں درختوں کے سایہ میں جامعہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور خود پڑھانے میں مصروف رہے، بعد میں یہ مدرسہ کٹڑہ رام گڑھیاں کوچہ مست کھوہ میں منتقل ہو گیا، تقسیم ملک کے وقت مدرسہ ہال بازار میں تھا،

آپ کو تقریر پر پوری قدرت حاصل تھی، امرتسر کے عوام و خواص آپ کے مواعظ حسنہ سننے کے لئے بے چین رہتے تھے، آپ بلا معاوضہ امرتسر کی مساجد میں از خود جا کر تقریریں کرتے، آپ کی سحر بیانی کی وجہ سے امرتسر کی تنگ و بوسیدہ مساجد، جامع مسجد میں تبدیل ہو گئیں، جامع مسجد حنفیہ ساقی بازار شریف پورہ اور جامع مسجد کوچہ قاصداں کو آپ کی تقریروں کے نتیجہ میں وسعت و رونق ملی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور میں جا بسے، احباب و معتقدین کے اصرار سے سول سکرٹریٹ کی تنگ مسجد میں خطابت کی ذمہ داری قبول کرلی، اس مسجد میں لوگ دُور دُور سے آپ کی تقریر سننے کے لئے آتے اور گرمیوں میں دھوپ کی تمازت سے پریشان ہوتے، ایک دفعہ سردار عبدالرب نشتر جو اس وقت گورنر تھے جمعہ کے لئے پہونچ گئے، انھیں جہاں جگہ ملی وہاں دھوپ کی تمازت تیز تھی، آپ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کی رگِ حمیت کو چھیڑ دیا، اُنھوں نے دفتر جا کر وسعت کے لئے بیس ہزار کی منظوری دیدی ـــــــ اسی طرح چودھری منظور احمد نے اُسی مسجد میں آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر دس ہزار کی چیک آپ کے ذاتی نام کاٹ دیا، اُن دِنوں اگرچہ آپ نہایت پریشان و مفلس تھے مگر اس رقم کو مسجد میں صرف کر دیا، اور دہ ہزار مزید چودھری صاحب سے حاصل کئے، آپ کو خود بھی اپنی جادو بیانی کا احساس تھا، آپ کا ایک شعر ہے ؎

لب پہ ترنم کے جو اُبھرا   رُوح میں ڈوب گیا وہ ترانہ

ظفر علی خاں کا یہ شعر آپ کے بارے میں کافی مشہور ہے ؎

ترنم چاند ہے اس شہر میں علم اور حکمت کا   درخشاں اس کے ہالے میں مسلمانانِ امرتسر

آپ حضرت امیر ملت قطب عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے مرید اور اعلیٰ حضرت قطب المشائخ شاہ علی حسین اشرفی میاں سرکار کچھوچھہ سے بھی فیضیاب تھے

آپ ڈھائی تین سال پہلے مرض ذیابیطس میں مبتلا ہو گئے تھے، جگر متورم اور دل بڑھ گیا تھا، اسی حال میں بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۵۹ء میں آخرت کا سفر اختیار کیا علامہ ابوالبرکات ناظم حزب الاحناف لاہور نے نماز جنازہ کی امامت کی، آپ کی آخری آرام گاہ گورستان میانی بہاولپور روڈ پر (بر لب سڑک) بالمقابل حضرت مہر محمد نقشبندی ہے، آپ کے عقیدت کیش اور مشہور اہل علم و قلم حکیم مولوی محمد موسیٰ صاحب امرتسری لاہوری نے "ترنم داخل خلد" اور "فاضل حکمت" تاریخیں کہیں۔

آپ کو مسلک اہل سنت کی ترویج و تبلیغ سے جو والہانہ شغف تھا وہ آپ اپنی مثال تھا، علمائے اہل سنت کی دینی و سیاسی تنظیم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے نائب صدر کی حیثیت سے جو خدمات آپ نے انجام دی ہیں وہ سدا یاد رہیں گی۔ (مولانا غلام محمد ترنم)

حضرت مولانا سید غلام مصطفٰے نوشاہ ثالث علیہ الرحمۃ

نوشاہ ثالث حضرت مولانا سید شاہ غلام مصطفیٰ ابن حضرت سید شاہ محمد کی پیدائش بروز چہار شنبہ بوقت ظہر ۲۷ رجادی الاخری ۱۳۰۷ھ موافق ۱۰ فروری ۱۸۹۰ء ساہن پال شریف میں ہوئی، والد ماجد نے تاریخ کہی ؎

بفضلِ حق غلام مصطفٰے زاد   خداوندا! غلام مصطفٰے باد

آپ مشہور بزرگ حضرت شیخ الاسلام سید شاہ محمد نوشہ گنج بخش المتوفی ۱۰ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ قدس سرہٗ کے سلسلۂ اعقاب کے نامور بزرگ تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی، اور فارسی علم و ادب کی تحصیل کے بعد حضرت مولانا محمد شیخ احمد حنفی سے بمقام دھریکاں ضلع گجرات کے پاس پہونچے، مولانا شاہ محمد جید فضلائے وقت تھے، اور حضرت مولانا سید شاہ غلام قادر نوشاہی صاحب ساہن پالوی المتوفی ۱۳۰۶ھ سے تلمذ کی نسبت رکھتے تھے، ان کی وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی، آپ نے

علم تجوید کے قواعد حافظ عالم الدین ساکن اگرو ہنہ ضلع گجرات سے سیکھے، مولانا قاضی محمد امین المتوفی ۱۳۳۲ھ سے بھی تحصیل علم کیا، آپ حدیث و تفسیر و فقہ و تصوف سے خاص شغف تھا، انھیں علوم کا مطالعہ کرتے تھے، آپ بکثرت تلاوت قرآن مجید کرتے تھے، ایک اندازہ کے مطابق چار ہزار ختم قرآن آپ نے کیا، اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے، وہ آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ خدا نے آپ کو ہم سے زیادہ اقبال و مراتب عطا فرمائے ہیں، ——— آپ نہایت متقی تھے، اکل حلال کے خیال کا یہ حال تھا کہ اگر کسی نے دعوت کی اور آپ کو مشتبہ کھانا کھلایا تو فوراً آپ کو قے ہو جاتی، آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کو خوب فروغ دیا، ہزارہا گم گشتہ راہوں نے آپ کی توجہ سے ہدایت پائی، تصنیف و تالیف سے بھی خصوصی تعلق تھا، تفسیر نوشاہی آپ کی شاہکار تالیف ہے۔

۱۸ ر شوال المکرم ۱۳۸۴ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت مولانا غلام قطب الدین برہمچاری رحمۃ اللہ علیہ

فخر العلماء حضرت مولانا حکیم سخاوت حسین چشتی فخری سلیمانی حافظی سہسوانی کے فرزند ارجمند جائے ولادت سہسوان ضلع بدایوں، اولاً والد ماجد سے پڑھا، بعدہ استاذ العلماء مفتی محمد لطف اللہ علیہ الرحمۃ سے تکمیل کی، حضرت مولانا شاہ سید محمد اسلم خیر آبادی علیہ الرحمۃ سے بیعت حاصل کی قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں سرکار کچھوچھہ شریف نے اجازت و خلافت مرحمت فرمائی، سترہ برس تک بنارس کے مندر میں بڑے پنڈت سے ہند و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی، بعد فجر سے عصر تک مطالعہ میں منہمک رہتے تھے اور عصر کے وقت اپنے کمرے میں جا کر اندر سے کمرہ بند کر لیتے اور فوت شدہ نماز کی قضا پڑھتے، اس زمانے میں سال میں کئی کئی بار آپ کی ملاقات کے لئے مشہور مبلغ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی بنارس پہونچتے اور پل پر کھڑے ہو کر پراٹھا اور گائے کے گوشت کے کباب کپڑے میں لپیٹ کر آپ کی طرف پھینک دیتے، آپ لے کر کمرے میں چلے جاتے، سنسکرت اور ہند و فلسفہ سے پوری واقفیت کے بعد ایک دن اپنے پنڈت استاد سے مباحثہ کرنے لگے، جب جا کر آپ کے مسلمان ہونے کا اس پر راز فاش ہوا، جس سے اس کو سخت افسوس ہوا، ——— یہاں سے کلکتہ کے مشہور پیارو قوال کے پاس پہونچے، پہلے تو اس نے سکھانے سے انکار کیا، مگر جب اس کو آپ کا مقصد معلوم ہوا تو پوری توجہ سے ایک ہی ہفتہ میں تمام راگ سکھا دیئے، ——— کلکتہ سے واپسی پر آپ نے متھرا، ہردوار وغیرہ کو تبلیغ و اشاعت اسلام کا مرکز قرار دیا، پہلے دیر تک بھجن گاتے جب لوگ جمع ہو جاتے تو آپ حقانیت اسلام پر ہندو کتابوں کی روشنی میں تقریر فرماتے، اس طرح بکثرت افراد کو آپ نے مسلمان کیا آپ کے پاس دو بڑے بوروں میں ہندوؤں کی چوٹیاں رکھی محفوظ تھیں، جنھیں آپ کی ہدایت کے مطابق آپ کے ساتھ دفن کر دیا گیا، ۱۸ ر رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ میں اپنے آبائی وطن سہسوان ضلع بدایوں میں فوت ہوئے، آپ کی خواہش کے مطابق آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت حضرت مولانا خواجہ سید مصباح الحسن پھپھوندوی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضرت مولانا غلام زین العابدین علیہ الرحمۃ آپ کے فرزند ارجمند تھے، اُن کو حجۃ العصر صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی سے تلمذ کا شرف حاصل تھا، انھوں نے جواں عمری میں تقریباً ۱۳۴۹ھ میں دادوں ضلع علی گڈھ میں وفات پائی۔

حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی مدظلہ

فخر الاساتذہ وحید عصر حضرت مولانا غلام جیلانی ابن مولوی حاجی غلام فخر الدین ابن مولانا حکیم سخاوت حسین حافظی فخری سلیمانی ۱۱ ر رمضان المبارک ۱۹۰۰ء میں ریاست دادوں علی گڈھ میں پیدا ہوئے، آپ کے دادا بزرگوار نے اپنے آبائی وطن سہسوان ضلع بدایوں سے ترک سکونت کر کے یہاں اقامت کی تھی، غلام محی الدین جیلانی نام رکھا گیا۔ چہارم تک تعلیم پانے کے بعد آپ کے چچا حضرت مولانا غلام قطب الدین برہمچاری نے آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں جو اس وقت مدرسہ انجمن اہل سنت کے نام سے مشہور تھا لے جا کر داخل کر دیا، آمد نامہ سے تعلیم کا آغاز ہوا حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فتح پوری سے فصول اکبری اور کافیہ پڑھا، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مراد آبادی بانی مدرسہ سے گلستاں، قدوری، قال اقول پڑھا، اور عربی انشاء کی مشق کی، ۱۹۲۳ء میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جونپوری مولف "قانون شریعت" وغیرہ کے ہمراہ اجمیر شریف بغرض تعلیم پہونچے، امتحان و داخلہ کے بعد درجہ شرح جامی

میں داخلہ ملا، دو ماہ بعد خوراک اور ایک روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا، یہ مدت سوکھی روٹیوں اور نمک مرچ پر بڑی پریشانیوں سے گذاری، شرح جامی حضرت مولانا امتیاز احمد امیٹھوی مفتی و مدرس دارالعلوم سے ختم کی، آٹھ سال تک مسلسل ہر سالانہ امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے رہے، مُلّا حسن کے تحریری امتحان میں ممتحن کی تحسین پر دارالعلوم نے چار روپیہ انعامی وظیفہ مقرر کیا۔ ـــــ مولانا سید عبدالمجید اور مولانا عبدالحی افغانی سے بھی اخذ علوم کیا، شرح تہذیب کی منطقی ترکیب حضرت مولانا عبداللہ افغانی تلمیذ حضرت مولانا محمود صاحب سے اور حاشیہ عبدالغفور کا تکملہ مولانا سید امیر احمد پنجابی سے پڑھا، باقی فوقانی کتب حضرت امام علامہ حکیم امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام کیں، ۱۳۵۱ھ میں صدر الشریعہ کی ہمرکابی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آ گئے، یہاں شرح چغمینی اور محقق دوانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ و جدیدہ کے ساتھ شرح تجرید اور امام رازی علیہ الرحمۃ اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشارات کا سبق لیا، ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت حجۃ الاسلام نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔ ـــــ راقم سطور کے والد ماجد و پیر و مرشد، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز دارالعلوم اشرفیہ آپ کے خصوصی رفقاء درس رہے۔

تدریس کی ابتداء مدرسہ محمدیہ جائس سے کی، (وہیں آپ کے ایک صاحبزادے مدفون ہیں) ایک سال کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن شروانی (آزاد خیال) کی دعوت پر دارالعلوم عظمت نشان کرنال کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے، سوا سال کے بعد کانپور کی مرکزی سُنّی درسگاہ مدرسہ احسن المدارس قدیم میں صدر مدرس مقرر ہو کر آ گئے۔ شوال ۱۹۳۵ء میں خان بہادر الحاج بھیا بشیر الدین رئیس اعظم لال کرتی میرٹھ کی دعوت پر اُن کے مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ کے منصب صدارت مدرسین کو رونق بخشی، مدرسہ اسلامی میں آپ کی تقرری ایک خاص سبب کی بناء پر ہوئی، مدرسہ میں مفتی عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند کے مُرید و خلیفہ اور مولوی بدر عالم جامع فیض الباری کے پیر قاری اسحاق صدر مدرس تھے، اور دین دیوبندی کے

پکے متبع تھے، بھیا بشیر الدین کا گھرانہ حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری کا مرید اور حضرت مولانا شاہ عبدالسمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کا شاگرد تھا، بھیا جی کو خود بھی دونوں سے نسبت حاصل تھی، اعتراض ہوا کہ سُنّی مہتمم اور سُنّی مدرسہ اور دیوبندی مدرس یہ کیا تعلق ہے، نتیجۃً قاری اسحاق صدارت سے برطرف کرکے کوٹھی میں بلا لئے گئے، یہ بات حلقۂ دیوبند میں وقار کا سوال بن گئی، قاری اسحاق کے مرید مولانا بدر عالم میرٹھی مؤلف فیض الباری پیر کی حمایت میں آپ کی علمی تذلیل پر اتر آئے، اسی موقع پر آپ نے فیض الباری شرح صحیح البخاری کی علمی و فنی غلطیاں نکالیں اور بتایا کہ مولانا بدر عالم اور اُن کے استاذ مولانا انور کشمیری نے کتنی فاحش غلطیاں تفہیم حدیث کے سلسلہ میں کی ہیں۔ یہ تنقید بشیر القاری شرح صحیح البخاری کے نام سے مطبوعہ ہے۔ آپ کو حضرت قطب وقت حافظ سید محمد ابراہیم ساکن سراوہ شریف سے غایت عقیدت ہے، ان کے دیہات میں گرمیوں کے موسم میں ہر جمعرات کی دوپہر کو دس سیر برف میرٹھ سے بذریعہ ریل لے کر جاتے تھے اور سراوہ اسٹیشن سے آبادی تک اپنے سر پر رکھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ـــــ آپ کو بیعت و خلافت کا شرف شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ شریف سے حاصل ہے، ۱۳۸۹ھ میں حج و زیارت سے بہرہ ور ہوئے، راقم سطور نے ادب، نحو، منطق کی کتابوں کا آپ سے درس لیا، اور منطقی ترکیب بھی پڑھی، آپ کو درس نظامی کے جملہ فنون میں یکساں مہارت تامہ حاصل ہے۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ

فخر العلماء حضرت مولانا غلام دستگیر ابن مولانا حسن بخش ہاشمی قدس سرہما محلہ بی بیاں اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری خلیفہ حضرت مولانا شاہ غلام علی مجددی مجدد قرن ثالث عشرہ کی ہمشیرہ تھیں، آپ نے تمام تعلیم و تربیت انہیں سے پائی اور انہیں سے تکمیل سلوک کرکے خلافت بھی حاصل کی، آپ کو تفسیر و حدیث و فقہ و تصوف سے خاص شغف تھا، اور آپ ان امور میں فقیہانہ بصیرت رکھتے تھے، آپ پنجاب کے ان اکابر اور ممتاز علماء و مشائخ سے

تھے جنھوں نے دیوبندیت، شیعیت، چکڑالویت، رافضیت، قادیانیت اور غیر مقلدیت کا زبردست مقابلہ کیا، آپ ہی کی وہ ذات تھی جس نے سنہ ۱۳۰۶ھ میں ریاست بہاول پور میں جاکے دیوبندیت مولانا خلیل احمد سے ان کی کتاب براہین قاطعہ کے مندرجات پر مناظرہ کیا، اس مناظرہ کے حضرت شمس المشائخ خواجہ غلام فرید حکم تھے، انھوں نے مولانا خلیل کے اخراج کا حکم صادر فرمایا، والی ریاست جو خواجہ صاحب کے مرید تھے انھوں نے اس حکم کی تعمیل کرائی اور وہ نکال دیے گئے، آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے بہت پہلے مولانا خلیل احمد اور ان کے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی کے عقائد باطلہ کے رد میں تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل تالیف کی اور اپنے سفر حج سنہ ۱۳۰۷ھ میں اس کو اپنے ہمراہ لیتے گئے تقریظ میں استاذ العلماء مجاہد فی سبیل اللہ علامہ رحمت اللہ کیرانوی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے زبردست الفاظ میں ان دونوں سے اظہار نفرت کیا ـــــ سنہ ۱۳۱۵ھ میں آپ واصل بحق ہوئے قصور میں مدفن ہے ـــ تصانیف میں تحریف القرآن (رد عیسائیت میں) سنہ ۱۸۷۸ء میں طبع ہوئی، "مخرج عقائد نوری" بجواب نغمۂ طنبوری (پادری عماد الدین کے رد میں) سال طباعت سنہ ۱۲۹۲ھ، "رجم الشیاطین بر اغلوطات البراہین (رد قادیانیت مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ھ لاہور میں اولیاء نقشبند کی سرگرمیاں، تقدیس الوکیل) زیادہ مشہور ہیں

حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی مدظلہ

قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ وطن و مولد و منشا ہے، سنہ ۱۹۰۲ء میں وطن میں پیدا ہوئے، والد کا نام مولانا محمد صدیق، دادا کا نام مولانا یار محمد، مولانا محمد صدیق صاحب استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ہدایت اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔

مولانا غلام جیلانی صاحب نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی، چند دنوں مبارک پور رہے، جہاں آپ کے والد ماجد مدرس تھے، یہاں آپ اپنے والد کے ابتدائی شاگرد حجۃ العصر حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی قدس سرہٗ کے ہمراہ بریلی جاکر مدرسہ منظر اسلام میں داخل ہوئے، منیۃ المصلی سے تفسیر جلالین، نور الانوار، ہدایہ آخرین، بیضاوی شریف، رسالہ میر زاہد

تک کی تعلیم حاصل کرکے حضرت صدر الشریعہ کی معیت میں سنہ ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء دار الخیر اجمیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہونچے، یہاں سے ایک سال بعد آپ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ گئے، مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے خاص شفقت فرمائی، کھانے کے علاوہ ۹ روپیہ وظیفہ مقرر کیا، مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی، مولانا عبد القادر فرنگی محلی، مولانا قطب میاں سے تفسیر مدارک، مسلم الثبوت، ملا حسن، ملا جلال، میبذی، شرح عقائد، صدرا، حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی، امتحان میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے خوش ہوکر مولانا عبد الباری علیہ الرحمۃ نے تکمیل سے پہلے مولانا کی سند مرحمت فرمائی دوبارہ سنہ ۱۳۴۳ھ میں منظر اسلام میں داخلہ لے کر حضرت مولانا شاہ محمد رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری صدر المدرسین، حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قدس سرہٗ سے صحاح ستہ کا دورہ کیا، مؤخر الذکر نے جلسہ عام میں دستار فضیلت باندھی اور سند دی ـــــ فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امروہہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور، مدرسہ خانقاہ مارہرہ شریف میں تدریسی فرائض انجام دیے، سنہ ۱۳۷۹ھ سے دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی میں صدر الاساتذہ ہیں۔ آپ کو درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس ہے، عربی ادب سے خصوصی شغف ہے، متورع و متقی اور عابد و زاہد ہیں،

حضرت مولانا غلام ربانی فائق آپ کے صاحبزادے میسور کے جامعہ غوثیہ کے صدر اور شیخ الحدیث ہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سال ولادت سنہ ۱۲۰۸ھ، آپ کے والد شاہ اہل اللہ مشہور بزرگ حضرت مولانا سید عبد الرحمن لکھنوی کے مرید تھے، حضرت کا نام مولانائے لکھنوی نے ہی "فضل رحمن" رکھا تھا، یہ نام تاریخی بھی ہے حضرت کے اجداد میں شیخ شہاب الدین زاہد آٹھویں صدی ہجری کی ابتداء میں ہندوستان تشریف لائے اور بہار میں سکونت اختیار کی، آپ نے مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے پڑھنے کے بعد مولانا حسن علی لکھنوی کی معیت میں دہلی کا سفر کیا، اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث کے درس میں شریک ہوکر بخاری شریف کی سماعت کی، اس کے بعد وطن لوٹ آئے، شاہ عبد العزیز محدث کے انتقال (سنہ ۱۲۳۹ھ) کے بعد پھر دہلی گئے اور حضرت شاہ محمد آفاق کی فیض صحبت میں رہ کر طریقت

کی تعلیم حاصل کی اور بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا، اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے دہلی سے وطن واپس آئے اور عرصہ تک ملاواں میں قیام کیا، بیوی صاحبہ کے انتقال کے بعد گنج مرادآباد میں دوسری شادی کی اور وہیں رہنے لگے، گنج مرادآباد کی سکونت کے بعد آپ زیادہ تر سفر میں رہے، عرصہ تک مطابع میں قرآن مجید کی تصحیح کا کام کرتے رہے، جب عمر مبارک زیادہ ہوئی تو ترکِ سفر کرکے مستقل گنج مرادآباد میں قیام کیا، عقیدت مندوں کا ہجوم ہوا، بڑے بڑے علماء ومشائخ حاضر بارگاہ ہوئے، فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا سنہ ۱۳۱۹ھ میں شیخ المحدثین مولانا وصی احمد محدث کی رفاقت میں گنج مرادآباد آپ کی ملاقات کو پہونچے، حضرت نے مولانا بریلوی کا قصبہ سے باہر نکل کر استقبال کیا، اور اپنے مخصوص حجرے میں مہمان ٹھہرایا، اور عصر کے بعد کی صحبت میں آپ کے بارے میں حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا "مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے"، اور اپنی ٹوپی ائمہ عادی اور اُن کی خود اوڑھ لی ———— طویل عمر میں ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۳ھ کو وفات ہوئی، ہر سال یوم وفات کے دن عرس وفاتحہ وایصال ثواب کے لئے عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا ہے، آپ کے بہت سے خلفاء کا ذکر اسی تذکرہ میں کیا گیا ہے۔

(انفاس رحمانی، تذکرہ مولانا فضل رحمٰن، قطع الحجۃ، تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی کے بڑے صاحبزادے، فضل رسول نام، ماہ صفر سنہ ۱۲۱۳ھ میں ولادت ہوئی، دادا بزرگوار حضرت شاہ عبدالحمید بدایونی نے ظہور محمدی تاریخی نام رکھا، صرف ونحو کی کتابیں دادا سے پڑھیں، سنہ ۱۲۲۵ھ میں بغیر اجازت بارادہ تعلیم براہ شاہجہانپور چوتھے دن فرنگی محل لکھنؤ پہونچے، مولانا شاہ نورالحق ابن مولانا شاہ انوارالحق فرنگی محلی کے درس میں شریک ہو کر کامل تین برس کسب علوم کیا، استاذ کے حکم کے بموجب حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی کے عرس میں حاضر ہوئے، ۱۷ جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۲۸ھ کو صبح کے وقت مواجہہ مزار میں مجلس علماء کی موجودگی میں آپ کی دستاربندی ہوئی، واپسی میں مولانا نورالحق نے مولانا کو اپنے والد ماجد مولانا شاہ انوارالحق کی رونمائی کے لئے پیش کیا، اُنھوں نے

آپ کو قریب بُلا کر خیر وبرکت کی دعا دی اور فرمایا صاحبزادے! ایک دن وہ آنے والا ہے جب حفاظت دین کا سہرا تمہارے سر سجایا جائے گا، مسند فقر وعرفان تمہاری ذات سے فروغ پائے گی، فرزند ارجمند مولانا نور کا نورِ علم تمہارے دم سے فیض بخش عالم ہوگا ———— والد ماجد کی زبان سے یہ کلمات خیر سُن کر مولانا نورالحق بہت مسرور ہوئے۔

سیف المسلول تحصیل علم کے بعد مولانا نور صاحب کے حکم سے وطن آئے، دادا بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالحمید کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے، تکمیل علم کی سند اُن کے روبرو رکھ دی اُن کے حکم سے اپنے قدیم آبائی "مدرسہ محمدیہ" کو مدرسہ قادریہ کے نام سے منسوب کرکے درس وتدریس میں مشغول ہو گئے، بہت جلد حضرت کے درس کی شہرت دور ونزدیک پہونچ گئی اور آپ طلبہ علوم ظاہری وباطنی کے مرجع قرار پائے، حضرت طلبہ پر نہایت شفیق تھے، اُن کی تھوڑی سی پریشانی سے بے چین ہو جاتے تھے، اسی دوران راجہ بنارس کی لڑکی کے علاج کے لئے تھوڑے دنوں بنارس مقیم رہے، وہاں سے واپسی کے بعد کچھ دنوں مفتی عدالت رہے، ساڑھے تین سال سہسوان میں سررشتہ دار رہے، دوبارہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے، پہلے حج میں حضرت علامہ محمد عابد سندی مدنی المتوفی سنہ ۱۲۵۷ھ سے سند حدیث حاصل کی، حضرت مولانا عبداللہ سراج مکی نے مکہ مکرمہ میں سند خاص عطا فرمائی، یہ سفر دہلی سے پاپیادہ طے ہوا تھا، دوسرا حج والد ماجد کی معیت میں کیا، خدمت وسعادت کے صلہ میں "معین الحق" کے خطاب سے سرفراز ہوئے، سنہ ۱۲۶۸ھ میں سرکار بغداد کا سفر کیا، یہ حضرت نقیب الاشراف مولانا سید علی قادری کا زمانہ تھا، اُنھوں نے بہت اکرام کیا اور تعظیم دی، اور اپنے صاحبزادہ مولانا سید سلیمان قادری کو تلمذ واجازت حاصل کرنے کا حکم دیا، بسلسلۂ رشد وہدایت حیدرآباد دکن بھی قیام رہا، نیز بسلسلۂ طبابت بریلی میں بھی مقیم رہے۔

حضرت نے وہابیت کے انسداد کے لئے بڑی کوشش فرمائی، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی نے تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت قطب صاحب کے مزار شریف پر معتکف تھے، عین مراقبہ میں دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست اقدس پر اس قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے، آپ نے عرض کیا اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی، ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بلا اپنے ذمہ لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو،

بمجرد اس ارشاد کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا، اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اُسی ہفتہ کتاب مستطاب بوارق محمدیہ تالیف فرمائی۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے اُن ممتاز علماء و مشائخ میں تھے جنھوں نے فتنۂ وہابیت کے سدباب کے لئے کوشش بلیغ فرمائی، آپ کی اور علامہ فضل حق خیر آبادی کی ذات قدسی صفات کی وجہ سے اہل باطل کے مقابلہ میں اہل حق دور اول میں "بدایونی و خیر آبادی" کے لقب سے پکارے جاتے تھے ـــــ مولانا مفتی اسد اللہ الہ آبادی المتوفی ۱۳۰۰ھ، مولانا مفتی عنایت رسول چڑیا کوٹی، مولوی خرم علی وہابی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی، مولوی کرامت علی جون پوری المتوفی ۱۲۹۰ھ وغیرہ مشہور تلامذہ ہیں

بروز پنجشنبہ ۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۸۹ھ کو وصال ہوا، درگاہ قادری میں مرقد ہے۔ آپ کے پوتے حضرت مولانا مرید جیلانی خلف مولانا محی الدین قادری نے قطعہ تاریخ وفات کہا ؎

امام جہاں شاہ فضل رسول — بخلد بریں نزد خلّاق رفت
چو خواہی سن رحلت پاک او — بگو "رونق دیں ز آفاق رفت"
۸۹ ھ ۱۲

(تذکرہ علمائے ہند، اکمل التاریخ جلد دوم، نزہۃ الخواطر جلد ہفتم)

حضرت مولانا فضل امام خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید عبد الواجد خیر آبادی المتوفی ۱۲۱۸ھ سے علوم کی تکمیل کی، مولانا شاہ صلاح الدین صفوی مرید مولانا شاہ قدرت اللہ صفی پوری سے مرید تھے، دہلی میں صدر الصدور تھے، فرائض ملازمت کے ساتھ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری تھا، اپنے شاگردوں پر خاص شفقت فرماتے تھے، تلامذہ میں حضرت غوث علی شاہ پانی پتی، حضرت مولانا فضل حق، حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ مشہور و ممتاز تھے، ۵ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ سال وفات ہے، مخدوم شیخ سعد الدین کی درگاہ کے احاطہ میں قبر ہے

(باغی ہندوستان، خیر آباد کی ایک جھلک)

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

نادرۃ الزمان علامہ فضل حق ۱۲۱۲ھ میں خیر آباد میں پیدا ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ

عبد العزیز محدث سے ۱۳ سال کی عمر میں درسیات پڑھ کر فراغت حاصل کی، حضرت شاہ دھومن دہلوی سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں مرید تھے، حضرت علامہ علوم عقلیہ کے مسلم الثبوت امام ہی نہ تھے بلکہ عربی کے عدیم المثال ناظم و ناثر بھی تھے، مولوی رحمان علی نے تذکرۂ علمائے ہند میں لکھا ہے کہ اُن کا عربی کا کلام چار ہزار اشعار سے زیادہ پر مشتمل ہے، کمشنر دہلی کے دفتر میں پیشکار تھے، عرصہ تک ریاست جھجر، ٹونک، اور رام پور کے درباروں کی رونق و زینت رہے، ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ میں صدر الصدور تھے، جنگ آزادی میں مجاہدین کے قائد رہے، گرفتار ہوئے، مقدمہ چلا، دریائے شور کی سزا ہوئی، انڈمان بھیجے گئے، وہیں ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ میں انتقال ہوا، جزیرۂ انڈمان میں مدفون ہوئے

حضرت علامہ اپنے دل میں حمایت اسلام کا خاص جذبہ رکھتے تھے، مولوی اسماعیل دہلوی نے جب اپنے خنجر ظلم سے مسلمانوں کے دین و ایمان پر حملہ کرنا چاہا اور مسئلہ امکان کذب اور امکان نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قضیہ کھڑا کیا، اور بات بات پر مسلمانوں کو مشرک و مرتد کہنا شروع کیا تو پہلے علامہ نے فہمائش کی، ہر طرح سمجھایا، لیکن وہ نہ مانے تو تحریری اور تقریری رد فرمایا،

حضرت علامہ کے حالات راقم السطور نے اپنی کتاب "علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کا عربی کلام" میں تفصیل اور تحقیق سے لکھے ہیں۔ ـــــ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی، حضرت مولانا شاہ عبد الحق ابن مولانا شاہ غلام رسول، رسول نما کانپوری، حضرت مولانا سید عبد اللہ بلگرامی، حضرت مولانا سید ہدایت علی بریلوی، حضرت مولانا شاہ خیر الدین دہلوی، حضرت استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، حضرت شمس العلماء مولانا عبد الحق خیر آبادی فرزند ارجمند نادرۂ روزگار علماء و شاگرد رشید تھے،

(اکمل التاریخ، باغی ہندوستان، خیر آباد کی ایک جھلک، تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا فیض احمد عثمانی، حضرت مولانا حکیم غلام احمد عثمانی کے بڑے صاحبزادے ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے، انھوں نے اپنے ماموں حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی سے علوم و فنون کی تکمیل کی، اپنے نانا حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ سے مرید ہوئے، ـــ مولانا فیض احمد نہایت

ذہین وذکی تھے، مولانا شاہ فضل رسول صاحب فرماتے تھے کہ فیض احمد ہمشیرہ زادہ کمالات انسانی کے جامع اور علوم مروجہ میں اپنے معاصرین پر فائق تھے، مولانا آگرہ میں سررشتہ دار تھے، بسلسلۂ ملازمت کے ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ بھی تھا، اکمل التاریخ میں مذکور ہے، اہل حاجت کی دستگیری کے لئے، وطن کے اہل غرض مطلب برآری کے لئے روزانہ حاضر خدمت ہوتے، ہر وقت مطبخ گرم رہتا، فقراء ومساکین ہمیشہ دامن دولت سے وابستہ رہتے، باوجود ثروت ووقار کے دل فقیرانہ، مزاج شاہانہ تھا، فقراء سے محبت، غرباء سے الفت، طلبہ کے شیدائی، شائقین علم کے فدائی تھے، شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود متکفل ہوتے تھے،، شاعری کا مذاق سلیم تھا، کلام میں حسن فصاحت اور رنگ بلاغت دونوں موجود ہیں، آپ کا کلام اردو، فارسی، عربی تینوں زبان میں ہے۔

آپ جنگ آزادی کے عظیم ترین مجاہدین میں تھے، آپ کے ڈاکٹر وزیر خاں اکبرآبادی اور حضرت مولانا سید احمد اللہ شاہ مدراسی سے خصوصی روابط تھے، بہادر شاہ ظفر کی خود مختاری کے اعلان کے لئے مولانا دہلی گئے، بہادر شاہ کی مدد کے لئے جنرل بخت خاں کی سرکردگی میں روہیلوں کی حمایت بھی دہلی پہونچ گئی تھی اور جذبۂ وفاداری سے سرشار ہوکر مردانہ وار داد شجاعت دے رہی تھی، جنرل بخت خاں کے مشورہ سے علامہ فضل حق نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں جہاد کی اہمیت پر آتش بار تقریر کی، اور اس کے لئے فتویٰ جہاد مرتب کیا، مفتی صدر الدین خاں، ڈاکٹر وزیر خاں، سید مبارک شاہ رامپوری اور صاحب ترجمہ نے اس پر اپنے دستخط کئے، اس کے علاوہ مختلف مقامات پر لڑائی میں شرکت کی، ــــ مولانا فیض احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نیپال چلے گئے، بعض کی روایت ہے کہ آپ نے ڈاکٹر وزیر خاں کے ساتھ حجاز مقدس کا سفر کیا، لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ آپ کے ماموں حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ نے آپ کی تلاش میں ممالک عربیہ کا سفر کیا، اور قسطنطنیہ تک تشریف لے گئے مگر آپ کا سراغ نہ ملا۔

آپ کا نکاح حضرت سیف اللہ المسلول کی صاحبزادی سے ہوا تھا جن سے حضرت مولانا حکیم سراج الحق پیدا ہوئے، مولانا فیض احمد کے تلامذہ میں حضرت مولانا شاہ نور احمد استاذ العلماء کے منصب پر فائز تھے۔

(اکمل التاریخ، مولانا فیض احمد)

حضرت مولانا فضل حق رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ حسن اتفاق ہی تو تھا کہ ایک فضل حق (خیرآبادی) ۱۲۷۸ھ میں دنیا سے اٹھا، اسی سنہ میں دوسرا فضل حق (صاحب ترجمہ) رونق افزائے فرش گیتی ہوا، ــــ دس برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے، ریاست حکیم پور علی گڑھ جاکر حکیم عبدالکریم خاں رامپوری المتوفی ۱۲۹۹ھ سے شرح وقایہ اور ملا حسن تک پڑھا، پھر علی گڑھ آئے اور مولانا المفتی محمد لطف اللہ کے حلقہ درس میں شریک ہوکر درسیات پڑھی، بریلی پہونچ کر حضرت علامہ ہدایت علی بریلوی تلمیذ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی سے قدماء کی کتابوں کا درس لیا، نواب عرش آشیاں مشتاق علی خاں کے عہد حکومت میں مدرسہ عالیہ کا نیا انتظام ہوا تو علامہ بریلوی سے بلواکر مدرس اول بنائے گئے۔ اور مولانا فضل حق رامپوری مدرس سوم، ۱۸۹۶ء میں مولانا عبدالحق خیرآبادی رامپور تشریف لائے اور مدرسہ عالیہ کے پرنسپل ہوئے تو ان سے استفادہ کیا، اور ترقی کرکے مدرسہ عالیہ کے پرنسپل ہوگئے، ۱۹۱۰ء میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل ہوکر گئے، ۱۹۱۱ء میں رخصت پر آئے تو نواب حامد علی خاں نے واپس نہ جانے دیا آپ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف سے مرید تھے، محققین صوفیاء کے مسلک پر صفات باری تعالیٰ میں وحدۃ الوجود کے قائل تھے، ۱۹۳۰ء میں آپ کا انتقال ہوا، مدفن رامپور میں ہے، مولانا افضال الحق نامور عالم وفاضل فرزند تنہا یادگار تھے

(تذکرہ کاملان رامپور)

حضرت مولانا حکیم فخر الدین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حکیم فخر الدین احمد الہ آباد کے مشہور مشائخ خاندان کے فرد تھے، ۱۲۳۱ھ میں دائرہ شاہ رفیع الزماں میں آپ کی ولادت ہوئی، لکھنؤ جاکر مولانا مفتی محمد یوسف ومولانا مفتی محمد اصغر فرنگی محلی سے علوم مروجہ کی تکمیل کی، وطن واپس ہوکر خاندانی سجادہ کو رونق دی، ہوکر کا علاج کرتے تھے، حکیم بادشاہ کے لقب سے مشہور تھے، ساتھ ہی درس وتدریس اور تصنیف و کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔ ــــ

۱؎ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے رسالہ تقویۃ الایمان کے رد میں "ازالۃ الشکوک والاوہام"

آپ کی عمدہ اور کامیاب تصنیف ہے، ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ میں آپ نے وفات پائی اور محلہ کھیلی پور الہ آباد میں دفن ہوئے۔ (تذکرہ کاملانِ رامپور، اذکار درویش)

حضرت مولانا فقیر محمد اعظمی کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فقیر محمد اعظمی قریش برادری کے بے مثل عالم و عارف تھے، تحصیل علم کے لئے حضرت استاذِ زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوری کی خدمت میں کانپور آئے، اور تکمیل کے بعد کانپور کو وطن بنالیا، مدرسہ احسن المدارس قدیم میں درس دیتے تھے، نہایت قانع، متورع اور زاہد تھے حق گوئی اور بے باکی آپ کے خصوصی اوصاف تھے، بروز یکشنبہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ کو انتقال ہوا، تکیہ بساطیان میں مولانا احمد حسن صاحب کے مزار سے چند قدم کے فاصلہ جانب جنوب مغرب دفن کئے گئے۔

حضرت مولانا محمد فضل مجید بدایونی علیہ الرحمۃ

والد ماجد حقائق آگاہ شاہ عبداللہ فاروقی بدایونی حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے مرید تھے، پیر مرشد کے نام کی رعایت اور حصول برکت کے لئے لڑکے کا نام فضل مجید رکھا۔

سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے گنج شکر کانِ نمک حضرت فرید الملۃ مسعود قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محب رسول عبدالقادر قدس سرہٗ استاذ العلماء مولانا نور احمد قدس سرہٗ سے تکمیل کرکے فارغ ہوئے، نامور اور متبحر علماء میں آپ کا ممتاز مقام تھا ——— حضرت سیف اللہ المسلول کے مرید اور حضرت تاج الفحول کے شیدائی اور وارفتۂ کمال، خلوت و جلوت میں، سفر و حضر میں ہمرکاب رہتے، اخلاق، تدبر، اصابت رائے، تقدس و تورع آپ کے اوصاف خصوصی تھے، حضرت تاج الفحول کے بعد حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے، حضرت مطیع الرسول کی معیت میں ۱۳۲۵ھ میں حج کے لئے گئے، مدینہ منورہ میں حضرت مطیع الرسول کے زانو پر سر رکھ کر واصل بحق ہوئے، حضرت ذوالنورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار اقدس میں مدفون ہوئے، واصف تخلص تھا۔

(اکمل التاریخ)

حضرت مولانا فصاحت عالم صاحب گنجی علیہ الرحمۃ

صاحب گنج ضلع گیا کے رہنے والے، حضرت مولانا مفتی لطف اللہ علی گڈھی کے ممتاز تلمیذ رشید، بہار کے مشاہیر علماء میں تھے، مفاسد ندوۃ العلماء کے دور کرنے والوں میں تھے، درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں عمر گذری، سال وفات معلوم نہ ہوسکا۔

حضرت مولانا فضل احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

بدایوں کے باشندہ، مولوی غلام جیلانی کے فرزند، بدایوں میں ولادت ہوئی، مدرسہ عالیہ قادریہ کے اساتذہ سے کسب علوم کیا، تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محب رسول کے شاگرد خاص، دیوبندیوں وہابیوں کے رد سے شغف خاص تھا، ضلع علی گڈھ حبیب گنج کے قرب و جوار میں ایک حادثہ میں جاں بحق ہوئے ۱۳۳۴ھ شوال کا مہینہ تھا ۱۹۱۶ عیسوی تھی۔

حضرت مولانا فیض احمد اویسی بہاولپوری مدظلہ

حضرت مولانا الحافظ المفتی ابوالصالح محمد فیض احمد ابن مولانا نور احمد ضلع رحیم یار خاں کے قصبہ لاڑاں کے موضع حامد آباد میں تقریباً ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد سے رسم تسمیہ کے بعد اولاً قرآن پاک پڑھا پھر عربی فارسی شروع کی، ۱۹۴۰ء میں پہلی محراب سنائی، صرف دو سال میں درس نظامی کی تکمیل کی، ۱۹۵۲ء میں جامعہ رضویہ لائل پور میں حضرت استاذ العلماء مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ محدث اعظم پاکستان سے دورۂ حدیث پڑھا،

آپ نے ۱۹۶۳ء میں بہاولپور میں جامعہ اویسیہ رضویہ قائم کیا اور ۱۹۶۶ء میں جامعہ کے لئے زمین حاصل کرکے مسجد اور مدرسہ کی عمارت تعمیر کرائی، جہاں اب تک آپ کا فیض درس جاری ہے،

آپ نے اب تک چھوٹی بڑی پانچ سو کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں، احقر نے میں میاہ مکہ معظمہ میں سیدی و سندی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا بریلوی مدظلہ العالی کے پاس آپ کا رسالہ علم غیب دیکھا ہے، اپنے موضوع پر خوب ہے، تصانیف میں نعم الجاری شرح شرح جامی

التوضیح العامل بشرح شرح مائۃ عامل، تفسیر اویسی قلمی آپ کے کمال تبحر علمی پر دال ہے، آپ کے کثیر تلامذہ درس و تدریس میں مشغول ہیں، حضرت مولانا اویسی پاکستان کے اُبھرتے ہوئے ممتاز مصنف اور کامیاب مدرس و عالم ہیں، آپ کو حضرت خواجہ الحاج محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل ہے، اور شیخ الاسلام مقتدائے اہل سنت حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفٰے رضا مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف و مفتی اعظم ہند نے اجازت و خلافت مرحمت فرمائی ہے، کثّرہُ اللہ تعالیٰ امثالہ فینا ۔

حضرت مولانا حکیم فقیر محمد امرت سری رحمۃ اللہ علیہ

فخر الاطباء عارف باللہ مولانا حکیم فقیر محمد چشتی نظامی قریباً ۱۸۹۲ء میں حکیم میاں نبی بخش کے گھر پیدا ہوئے، والد بزرگوار، مولانا ہاشم علی، مولوی حکیم محمد ابراہیم امرتسری المتوفی ۱۳۴۳ھ مولانا نور احمد المتوفی ۱۳۴۹ھ محشی مکتوبات مجدد الف ثانی سے درسیات نظامی پڑھیں، فاضل اجل علامہ محمد عالم آسی امرتسری سے خصوصی استفادہ کیا، طب کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا الحاج میاں علی محمد صاحب مدظلہ العالی کے مُرید تھے، درس نظامی میں مہارت تامہ کے باوجود طبعی مناسبت طب سے تھی، اس لئے اس کی طرف توجہ مبذول کی، تشخیص میں آپ کو حیرت انگیز مہارت تھی، مفرد دوا سے علاج کرتے تھے۔ اور اس میں کافی شہرت حاصل کی، آپ کی زندگی کے اصل پہلو پر فن طب کی مہارت نے پردہ ڈال رکھا تھا، دراصل آپ صاحب عرفان و مقام بزرگ تھے، ۲۷ رجب ۱۳۷۰ھ میں لاہور میں وفات پائی، حضرت میاں میر قدس سرہٗ کے احاطہ میں مزار کی جنوبی دیوار کے زیر سایہ بیرونی جانب آرام فرما ہیں۔

مشہور اہل علم و قلم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ آپ کے نامور فرزند ہیں۔ تاریخ وفات "اہل عرفان فقیر محمد قرین محمد" ہے۔

حضرت مولانا قادر بخش سہسرامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قادر بخش عالم متبحر اور فقیہ و واعظ تھے، ۱۲۵۳ھ میں اپنے وطن سہسرام میں پیدا ہوئے، اپنے والد مولوی حسن علی حنفی اور مولوی احمد حسن سہسرامی اور قاضی نور الحسن گھاٹوی سے پڑھنے کے بعد دار العلوم فرنگی محل لکھنؤ آئے، علامہ ابو الحسنات عبد الحئی لکھنوی سے اکثر درسیات پڑھیں۔ مولانا محمد نعیم فرنگی محلی سے بھی بعض کتابیں پڑھیں، یہاں سے پانی پت کا سفر کیا، اور قاری عبد الرحمٰن سے سند حدیث حاصل کی، حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بھی فیض یاب ہوئے، پھر حج و زیارت کے لئے گئے، اور علامہ سید احمد زینی دحلان سے سند حدیث حاصل کی، واپسی میں کھگڑہ ضلع پورنیہ میں درس و تدریس کا اور وعظ کا سلسلہ جاری کیا، حضرت قطب العصر مولانا شاہ عبد اللطیف ستھنی سے مُرید تھے، اجازت و خلافت بھی انھیں سے تھی، ____ شعبان ۱۳۳۶ھ میں وطن میں وفات پائی، اور وہیں مدفون ہیں۔

(نزھۃ الخواطر جلد ثامن)

حضرت مولانا شاہ قیام الدین اصدق قدس سرہٗ

محلہ قاضی پورہ قصبہ میاپور پرگنہ جہان آباد ضلع بردوان وطن، حضرت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابو العباس سعید الدین الملقب بہ شاہ صادق علی قادری قمیصی چشتی فخری قدس سرہ کے فرزند ارجمند، نو برس کی عمر میں والد کے مرید ہوئے، تحصیل و تکمیل علم والد بزرگوار سے کی، اٹھارہ برس کی عمر میں مثال خلافت پائی، نسبی علاقہ حضرت قمیص اعظم قادری المتوفی ۹۹۲ھ سے ہے، میر تفضل حسین ساکن موضع جھوالخواں کی ارادت کے بعد اُن کی درخواست پر اُن کے گاؤں میں وسادۂ ارشاد بچھا کر مصروف ہدایت ہوئے، سیاحت کا ذوق تھا، مزارات بزرگان پر حاضری معمولات سے تھی، والد ماجد کی معیت میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے

رموز العارفین، مکتوبات اصدقی تبحر علمی پر روشن دلیل ہے، بہار کے مشہور مشائخ میں تھے، چہارشنبہ کے دن بوقت عصر ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ میں وصال ہوا، دوسرے دن اپنی خانقاہ چشتی چمن بیربگہہ شریف میں بوقت عصر مدفون ہوئے، قطعۂ تاریخ رحلت یہ ہے ؎

قدوۂ عارفانِ شاہ قیام | بحرِ عرفان بود، بے شک و ریب
بہرِ سالِ وصالِ آں کامل | گفت "الفقر فخری" ہاتفِ غیب
۱۳۰۱ھ

(تحائف اصدقیہ)

حضرت مولانا سید قمر الہدیٰ مونگیری علیہ الرحمۃ

حضرت سید تاج الدین شاکر علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند مولانا سید شاہ قمر الہدیٰ ربیع الآخر ۱۳۰۹ھ میں بمقام پنڈ ضلع گیا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد سے پائی، آٹھ برس کی چھوٹی سی عمر میں حصول علم کے لئے پٹنہ پہونچے، تکمیل دہلی میں کی، فراغت کے وقت آپ کی عمر ۲۰ برس کی تھی، والد ماجد سے مرید ہو کر تکمیل سلوک کر کے خلافت پائی،

آپ کی زبان میں قدرت نے خاص اثر ودیعت کیا تھا، بکثرت افراد آپ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، مرض نقرس میں ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ کو آپ کا وصال ہوا، آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید شاہ احسن الہدیٰ صاحب پورے عالم و فاضل ہیں، حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی سے انھوں نے تعلیم کی تکمیل کی ہے۔ مولانا احسن الہدیٰ صاحب اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے قدم بقدم رشد و ہدایت میں مصروف ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی مدظلہٗ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا خواجہ قمر الدین ابن قدوۃ السالکین خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی ابن عارف کبیر خواجہ محمد الدین ابن شمس السالکین شیخ المشائخ خواجہ شمس الدین سیالوی ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ کو سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے اپنی خانقاہ کے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام کے اساتذہ اور والد ماجد سے اکثر درسیات کا درس لینے کے بعد ۱۳۴۶ھ میں دار الخیر اجمیر پہونچے، اور مولانا معین الدین اجمیری بلیاوی کے قائم کردہ دار العلوم صوفیہ میں داخلہ لے کر مولانا اجمیری سے تلمذ اختیار کیا، اسی سنہ میں چند ماہ کے بعد آپ کے والد ماجد نے مولانا اجمیری کو سیال شریف آنے کی دعوت دی، تو آپ بھی اُن کے ساتھ وطن آگئے، اور پورے انہماک کے ساتھ اُن سے کسب علم میں مشغول ہو گئے، ۱۳۵۱ھ میں تکمیل درسیات و دورۂ صحاح ستہ کر کے سند حاصل کی، ۱۳۵۶ھ میں بموقع حج و زیارت علماء حرمین شریفین سے بھی سندیں حاصل کیں ——— آپ حسن اخلاق کے پیکر اور اپنے بزرگوں کے سچے جانشین ہیں، علماء و مشائخ کے طبقہ میں یکساں مقبول ہیں، پاکستان کے سلاطین کی عظیم دینی و سیاسی تنظیم جمعیۃ علماء کے جولائی ۱۹۷۰ء میں شدید بحران اور اختلاف کی فضاء میں بالاتفاق رائے صدر منتخب کئے گئے، آپ کی قیادت میں جمعیۃ علماء نے بہترین کارہائے نمایاں انجام دیئے، دیوبندی عالم شبیر احمد دیوبندی کے بعد آپ پاکستان کے شیخ الاسلام مقرر کئے گئے، مگر دیوبندیوں کے شدید اختلاف کی بناء پر سرکاری عہدہ برقرار نہیں رہا، لیکن آپ اُس لقب سے ملقب رہے۔

حضرت مولانا کفایت علی کافی شہید قدس سرہٗ

نگینہ ضلع بجنور کے خانوادۂ سادات کے رکن، علمائے بدایوں و بریلی سے اکتساب علم کیا، حدیث حضرت شاہ ابو سعید مجددی رام پوری قدس سرہٗ سے پڑھی، اور طب مولف تذکرہ علمائے ہند کے والد مولانا حکیم شیر علی قادری سے حاصل کی، ۱۸۵۷ء سے قبل آگرہ اکبر آباد میں قیام تھا، انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا، بریلی کے اطراف میں جہاد کے لئے تبلیغی دورے کئے، مراد آباد پر قبضہ کے بعد امیر شریعت بنائے گئے، ۲۵ اپریل ۱۸۵۸ء میں مجاہدوں کو شکست ہوئی، گرفتاریاں ہوئیں، خانہ تلاشی ہوئی، حضرت کافی بھی فخر الدین کلاں کی مخبری پر گرفتار ہوئے، مقدمہ قائم ہوا، پھانسی کی سزا تجویز ہوئی، حضرت پھانسی کے حکم کی خبر سے بہت مسرور ہوئے، جب پھانسی کے لئے لیجایا جا رہا تھا، حضرت باآواز بلند اپنی تازہ نعت جس کا مطلع

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائیگا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائیگا

پڑھتے جا رہے تھے، یہ واقعہ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء کا ہے، آپ شیخ مہدی علی ذکی مرادآبادی کے شاعری میں شاگرد تھے، نعت گوئی میں کمال کی فاضل بریلوی نے داد دی ہے ؎ کافی سلطان نعت، رضا وزیر اعظم۔

(سہ ماہی العلم، جنگ آزادی نمبر کراچی، باغی شولو)

حضرت مولانا محمد کامل ولید پوری قدس سرہٗ

محمد کامل نام، حضرت امام اعظم کی اولاد امجاد سے تھے، اپنے گاؤں ولید پور ضلع اعظم گڑھ میں ۲ر نومبر ۱۸۲۳ء میں پیدا ہوئے، پندرہ برس کی عمر فرنگی محل کے علماء کی خدمت میں آکر درسیات پڑھی، حضرت سید شاہ عبد العلیم لوہاری سے سلسلۂ قادریہ میں مرید ہوئے، بارہ برس پیر کی خدمت میں رہ کر تکمیل سلوک کی، اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے، ۱۸۵۹ء میں دیانت داری و معدلت گستری کی بناء پر جون پور کے منصف مقرر ہوئے، مسجد اٹالہ جون پور تعمیر کردہ سلطان ابراہیم شرقی کی مرمت صرف خاص سے کرائی، ۸۶ر برس کی عمر میں ۶ر جمادی الثانیہ ۱۳۲۲ھ کو انتقال ہوا، حضرت شاہ صوفی محمد جان ولید پوری جانشین ہوئے، ہر سال وقت مقررہ پر عرس ہوتا ہے، موجودہ سجادہ نشین شاہ مختار احمد ہیں۔

(ماہنامہ صوفی بنارس، تاریخ شیراز ہند جون پور)۔

حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی علیہ الرحمۃ

پلکھنہ ضلع علی گڑھ کے ساکن، مولوی محمد اسد اللہ کے بیٹے، محمد لطف اللہ نام ۱۲۴۴ھ میں ولادت ہوئی، والد نے "چراغ،، مادۂ تاریخ کہا، حضرت شاہ جمال علی گڑھی سے نسلی سلسلہ وابستہ ہے، ابتدائی درسیات مقامی معلموں سے پڑھیں، کان پور مدرسۂ فیض عام میں مولانا عنایت احمد سے تکمیل علوم کی، ۱۲۶۸ھ میں استاذ نے ان کو مدرسہ کا مدرس دوم مقرر کیا، خود حج کی نیت سے جاتے ہوئے جدہ کے قریب غریق بحر رحمت ہوئے، مفتی صاحب نے سات برس تک مدرسہ فیض عام میں درس دیا، اسی سنہ میں مدرسہ جامع مسجد علی گڑھ میں بحیثیت مدرس اول تقرر ہوا، فارغین کی پہلی جماعت میں حضرت استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوری جیسے اکابر عالم تھے، غیر مقلد مولوی اسماعیل علی گڑھی سے تحریری مناظرہ رہا۔

۱۳۱۲ھ میں والیٔ ریاست حیدرآباد کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے، اور صدر المدرسین کے عہدہ پر تقرر ہوا، ۲۸ر فروری ۱۸۹۵ء میں مفتیٔ عدالت ہوئے، ایک ہزار روپیہ مشاہرہ مقرر ہوا

۱۹۰۱ء میں حیدرآباد سے واپس آئے، ۱۹۰۶ء میں آنکھ کا آپریشن کرایا، معالج کی ہدایت تھی کہ منہ پر پانی نہ پڑے، مگر وضو کے لئے بار بار پانی کے استعمال کے سبب سے آنکھ جاتی رہی، نویں ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء کو چار بجے دن میں فوت ہوئے، نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی شاگرد نے جو آزاد خیال تھے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے

چوں مولانا لطف اللہ	بودہ استاذ العلماء
حسرت سال وفات شاں	"استاذ العلماء،، گفتا
	۱۳۳۴ھ

(استاذ العلماء)

حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ رامپوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا مفتی سعد اللہ رامپوری کے صاحبزادے، ۱۲۵۴ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے تاریخی نام "مظہر الحق،، تعلیم والد ماجد اور علماء رامپور سے پائی، مدرسہ عالیہ میں مدرس اول ہوئے پھر بھوپال چلے گئے، ۱۲۹۴ھ میں والد کا انتقال ہوا، تو رامپور آئے، اعلیٰ حضرت حاجی نواب کلب علی خاں قدس سرہٗ نے والد کی جگہ مفتی، قاضی اور حاکم مرافعہ مقرر کیا، عیدین کی امامت بھی سپرد ہوئی، نہایت پرہیزگار اور عابد تھے، معاملات عدالت میں کبھی کسی دباؤ میں نہ آئے، آپ کی عدالت و دیانت کے اہل شہر معترف تھے، مدرسہ انوار العلوم قائم کیا، اس پر خود بھی خرچ کرتے اور اہل شہر سے بھی چندہ کرتے، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی کے فتاویٰ پر بکثرت تائیدی دستخط کئے اکیسویں ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ کو دوشنبہ کے دن وفات ہوئی، قبر والد کے پہلو میں احاطہ شاہ بغدادی میں ہے۔ (تذکرہ کاملان رامپور، تذکرہ علمائے ہند)

حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین بدایونی قدس سرہٗ

مظہر محمود محمد محی الدین نام، حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے سترہویں صفر ۱۲۴۳ھ سال پیدائش، "مظہر محمود" تاریخی نام، بچپن ہی سے آثار بزرگی بشرے سے ظاہر تھے، والد ماجد سے علوم و فنون کا تکملہ کیا، آپ احیائے سنت میں مستعد اور وہابیوں کے حق میں برق خاطف تھے، اعلیٰ درجہ کے طبیب تھے، ہر مرض بر وقت

گھیرے رکھتے، درس و تدریس اور تصنیف کا خاص ذوق رکھتے تھے، مولوی سراج سہسوانی مدرسہ عالیہ قادریہ کے تعلیم یافتہ، مگر شامتِ اعمال سے ترکِ تقلید کے قائل، سودائے نجدیت سے سرشار تھے، نجدی عقائد میں اُن کی تالیف "سراج الایمان" چھپ کر شائع ہوئی تو اس محی السنتہ نے حمایۃ حق میں "شمس الایمان" لکھ کر چراغ بے دینیت کو گل کر دیا۔ —— میر زاہد کا حاشیہ آپ کے تبحر علمی اور علم معقولات پر روشن دلیل ہے، دادا بزرگوار حضرت شاہ معین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کے مرید تھے، بڑے ماموں مولوی غلام حیدر سہارن پور میں تحصیل دار تھے، اُن کی ملاقات کو گئے، تقاضاً ایسے سخت بیمار ہوئے کہ ۱۱ر ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ میں راہیٔ خلد بریں ہوئے حضرت نور قادری (از اولاد امجاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ: جو عالمگیری عہد کے بزرگ تھے) کے آستانہ میں جانب شمال دفن کئے گئے

(اکمل التاریخ حصہ دوم، تذکرہ طیبہ)

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی قدس سرہٗ

والد کا نام مولانا محمد سعید، دادا کا نام مولانا مفتی محمد مسعود شاہ، ۵ ار رجب المرجب ۱۳۰۳ھ موافق ۱۲ ر اپریل ۱۸۸۶ء بروز چہار شنبہ دہلی میں پیدائش ہوئی، حافظ قاری حبیب اللہ امام مسجد گھی والان سے حفظ قرآن اور تجوید پڑھی، بعد ازاں سوتیلے چچا مولانا حکیم عبد المجید سے ابتدائی درس نظامی عربی و فارسی پڑھی، مولانا عبد الکریم امام مسجد تیلی واڑہ دہلی سے درسیات کی تکمیل کی، حکیم عبد الرشید خاں رامپوری استاذ طبیہ کالج کی نگرانی میں طب کی کتابوں کا مطالعہ کیا، دادا بزرگوار نے بچپن ہی میں اپنے مرشد زادہ حضرت سید شاہ صادق علی حسنی الحسینی نقشبندی سے بیعت کرا دیا تھا، اور شاہی مسجد فتح پوری کی امامت جو آپ کا موروثی نانہالی حق تھا اس کی امامت کا منصب آپ کے نام مقرر کرا دیا، تحصیل علم کے بعد درس و تدریس اور افتاء نویسی کا فریضہ تا زندگی انجام دیا، نہایت شائستہ مزاج، بردبار، سیر چشم، اور بے طمع بزرگ تھے ذوق سخن بھی تھا، کبھی کبھی شعر کہتے اور خوب کہتے تھے، کلام عارفانہ اور بلند پایہ ہوتا تھا، حسن اخلاق بھی آپ کا وصف خاص تھا، ہر شخص سے خندہ روئی سے ملتے، مگر جن امراء میں تمکنت کا شائبہ پاتے اُن سے بوقت ملاقات خود داری کا اظہار کرتے، ایک بار نواب میر

عثمان علی خاں والی حیدر آباد دہلی آئے، اور آپ کے تبحر علمی کا شہرہ سن کر آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور کہلا بھیجا، فلاں وقت تشریف لے آئیں، بعض مسائل میں گفتگو کرنی ہے، آپ نے قاصد سے فرمایا، ضرورت انھیں ہے اس لئے انھیں خود آنا چاہیئے، پیر و مرشد کے علاوہ حضرت شاہ ابو الخیر مجددی دہلوی سے بھی آپ فیض یاب تھے، مشہور فقیہ اور صوفی عالم مولانا شاہ رکن الدین الوری نقشبندی نے بھی اپنے سلاسل کی اجازتوں سے نوازا تھا۔

(ماہنامہ نذر عقیدت، دہلی)

حضرت مولانا شاہ آل الرحمٰن امام مصطفےٰ رضا بریلوی مدظلہٗ

مقتدائے اہل سنت، مرجع افاضل، شیخ الاسلام مولانا شاہ مصطفےٰ رضا مدظلہ العالی ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے، آپ نے میمن رباط محلہ جیاد مکۃ المکرمہ میں اپنے احوال لکھاتے ہوئے راقم سطور سے فرمایا، کہ مولانا (حضرت مولانا شاہ حامد رضا) ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور میں ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں، —— آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد ماجد امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ مارہرہ میں تھے، وہیں امام اہل سنت نے خواب میں دیکھا کہ لڑکا پیدا ہوا، اور خواب میں ہی آل الرحمٰن نام رکھا، حضرت مخدوم شاہ ابو الحسین احمد نوری نبیرہ و جانشین حضرت شاہ آل رسول (قدس سرہم) نے ابو البرکات محی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا، محمد کے نام پر عقیقہ ہوا، اور مصطفےٰ رضا عرف قرار پایا۔

حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری سے خصوصی درس لیا، مولانا ظفر الدین و مولانا سید عبد الرشید دار الافتاء میں کام کرتے تھے، ایک دن آپ دار الافتاء میں پہونچے، مولانا ظفر الدین صاحب فتویٰ لکھ رہے تھے، مراجع کے لئے الماری سے فتاویٰ رضویہ نکالنے لگے، حضرت نے فرمایا۔ نو عمری کا زمانہ تھا، میں نے کہا! کیا فتاویٰ رضویہ دیکھ کر جواب لکھتے ہو، مولانا نے فرمایا، اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو تو جانوں"۔ میں نے فوراً لکھ دیا، وہ رضاعت کا مسئلہ تھا، یہ آپ کا پہلا جواب تھا، یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ کا ہے، اصلاح کے لئے جواب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا، صحت جواب پر امام اہل سنت بہت خوش ہوئے اور صح الجواب بعون اللّٰہ

العزیز الوھاب لکھ کر دستخط ثبت فرمائے، اور ابوالبرکات محی الدین جیلانی آلِ الرحمٰن محمد عرف مصطفٰے رضا" کی مہر مولانا حافظ یقین الدین علیہ الرحمۃ کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی، جو دوسرے حج کے موقع پر جدہ میں اور سامان کے ساتھ گم ہوگئی، اس سفر میں سید علوی مالکی شیخ الحرم المکی اور علامہ سید محمد ابن امین وغیرہ علمائے مکہ نے باصرار اجازت حدیث حاصل کی، بدوسرا حج اسی سال ۱۳۹۰ھ میں کیا۔—— حضرت کو بیعت حضرت شاہ مخدوم ابوالحسن احمد نوری قدس سرہٗ سے ہے، اور اجازت وخلافت والد ماجد سے ہے، لاکھوں افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں، جن میں علماء کی تعداد زیادہ ہے، بکثرت علماء کو آپ نے اجازت وخلافت مرحمت کی ہے، درجنوں علماء نے آپ سے افتاء نویسی کی مشق کی، اور ماہر جزئیات واصولیاتِ فقہ ہوئے، حضرت کو شعر وسخن سے بھی خاص لگاؤ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی مدظلہٗ

اصل نام نامی محمد سعید، مگر آپ نے احمد سعید اختیار کیا، حضرت مولانا مختار احمد کے بیٹے (از احفاد سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء میں اپنے وطن امروہہ ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے، اوّل سے آخر تک تعلیم اپنے برادر بزرگ محدث شہیر، عالم کبیر، استاذ العلماء الراسخین حضرت مولانا سید محمد خلیل چشتی صابری مدظلہ سے مدرسہ محمدیہ امروہہ میں پائی ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں سندِ فراغت حاصل کی، بعدہٗ اسی مدرسہ میں فنون کی تدریس پر مامور ہوئے، لاہوری احباب سے ملاقات کے لئے لاہور کا سفر کیا، دارالعلوم نعمانیہ کے خلیفہ تاج الدین مرحوم نے آپ کے دفورِ علمی کی خبر سن کر ملاقات کی، اور دارالعلوم میں مدرسی کی پیش کش کی، یہاں بہت جلد آپ کے کمالِ علمی کا شہرہ ہوگیا، سولہ ماہ قیام کے بعد اوکاڑہ کے مخلصین کی دعوت پر بہر تدریس وہاں تشریف لے گئے، دو برس چھ ماہ وہاں پر علم وفضل کے دریا بہائے،

خواجہ خواجگان اجمیری رضی اللہ عنہ کی تقریب عرس میں وعظ کے لئے ملتان پہونچے، اہل ملتان آپ کی تقریر سے بے حد متأثر ہوئے، شیخ نقیب عالم نے قیام کی دعوت پیش کی، جسے آپ نے قبول کیا، نومبر ۱۹۳۵ء میں ملتان آکر مسجد فتح شیر خاں لوہاری دروازہ گلی امام الدین

میں درس تفسیر شروع کیا، یہاں دیوبندی دین کے پیرو افراد نے کثیر تعداد میں آپ کی تبلیغ سے دین اسلام قبول کیا، یہاں پہلے سے مولانا عبدالعزیز گوجرانوالوی سرگروہ دیوبندیہ کا اثر تھا، اور ان سے بکثرت لوگ مرید تھے، اُن کے مریدین نے اُن کو آپ سے مناظرہ پر تیار کیا، مسئلہ علم غیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ ہوا، آپ کے دلائل قاہرہ سے مولانا تھانوی کے اس مرجع ومعتمد فی العلم کو سخت ذلت ہوئی، اور نو ماہ سے قبل ہی وہ عذابِ الٰہی کے آغوشِ غضب میں جا پہونچے اس واقعہ سے دیوبندیوں کے دلوں میں آتش غضب وانتقام بھڑک اٹھی، اور انھوں نے سازش کرکے بمقام بلھا مغلن مضافات بہاول پور میں تقریر کی دعوت دی اور سرگروہ دیوبندیہ کے شاگرد مولوی لقمان نے دوران تقریر میں اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے ساتھ بلم، بھالا، چاقو لے کر آپ پر ٹوٹ پڑے، اور اپنے خیال میں آلِ رسول کو شہید کرکے مفرور ہوگئے، لیکن خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں آپ کو بچالیا،

اسی سفر کی واپسی میں آپ نے مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا، حاجی اللہ بخش مرحوم نے دس ہزار روپے پیش کئے جس سے مدرسہ کے لئے زمین خریدی گئی، حاجی صاحب مرحوم کی اہلیہ نے بھی ایک معقول رقم پیش کی، ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں مدرسہ کا قیام عمل میں آگیا یہاں کثیر تعداد میں تشنگانِ علوم نے آپ سے کسب فیض کیا، ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں حکومت پاکستان نے جامعہ اسلامیہ بہاول پور کا آپ کو شیخ الحدیث مقرر کیا۔

زہد وورع، ذہانت وفطانت واستحضار جیسی دولتوں سے آپ کو حصۂ وافر عطا ہوا ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد محدث علیہ الرحمۃ جیسے جلیل القدر عالم آپ کو "غزالیٔ عصر" فرمایا کرتے تھے، آپ پاکستان کے کبار علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام پر فائز ہیں۔

حضرت مولانا محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

فقیہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف علیہ الرحمۃ کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالرحمٰن متبحر عالم اور متورع ومتقی بزرگ تھے درس نظامی کی کتابوں کا والد بزرگوار سے درس لیا، اور مناظرہ کی مشق کی، فراغت کے بعد آپ نے

مجاہدہ، تبلیغ اختیار فرمایا، ترک تقلید کے انسداد اور تائید مذہب اہل سنت کے لئے آپ نے کوشش فرما کر امرتسر ہی سے الفقیہ نامی ہفتہ وار اخبار جاری کرایا، اس پرچے کے حکیم معراج الدین مرحوم ایڈیٹر تھے، اس اخبار میں آپ نے احناف و مذہب اہل سنت کی تائید و حمایت میں جو مضامین لکھے اُن کا وزن مولانا ثناء اللہ جیسے غیر انصاف پسند شخص نے بھی محسوس کیا، اور آپ کی فقاہت کے معترف ہوئے، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد سے آپ کے مناظرے ہوئے، حضرت صدر الشریعۃ امام امجد علی اعظمی اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہما آپ کے علمی تبحر کے معترف تھے،

آپ کی مؤلفات میں ضرورت فقہ، کتاب التراویح، صداقت الاحناف، ابلحۃ البناء، کشف الغطاء قابل ذکر ہیں، "حنفی نماز مدلل" پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ نے تقریظ تحریر فرمائی اور آپ کو فقیہ اعظم کے خطاب سے یاد کیا۔

آپ کو تقریر و وعظ پر بڑی مہارت حاصل تھی، لاہور، جالندھر وغیرہ کے علاوہ آپ کلکتہ، اور بمبئی تک وعظ کے لئے آتے تھے، اردو، فارسی اور عربی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے، آپ کو تاریخ گوئی میں کمال تھا، اپنے مرشد اول حضرت حافظ عبد الکریم نقشبندی مرحوم کی مدح میں جو عربی قصیدہ لکھا ہے وہ آپ کے کمال فن کا مظہر ہے، حافظ صاحب فرماتے تھے مجھ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا، وہ فقیہ اعظم نے کر لیا ہے، امام اہل سنت ہمام العصر مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے آپ کو چھ سلسلوں کی اجازت عنایت کی تھی، یہ اجازت نامہ نماز مدلل کے آخر میں منسلک ہے ——— آپ نے نوّے برس کی طویل عمر پاکر ۹ جنوری ۱۹۵۱ء میں وفات پائی، حضرت مولانا نور الحسن علیہ الرحمۃ امام مسجد ملا عبد الحکیم سیالکوٹ نے نماز جنازہ کی امامت کی، کوٹلی لوہاراں کی دارے والی مسجد میں مدفن ہے،

آپ نے اپنے اخلاف میں حضرت علامہ ابو النور محمد بشیر جیسا فاضل و عالم فرزند یادگار چھوڑا جن کی سحر بیانی سے عشق رسالت کی شمع فروزاں دلوں میں روشن ہو رہی ہے

حضرت مولانا شاہ محمد معین الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ محمد مصلح الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد معین الدین احمد نام، معین تخلص، عاشق رسول لقب ۱۳۰۵ھ میں آرہ میں پیدا ہوئے، تربیت آرہ میں پائی، ابتدائی تعلیم، فارسی، عربی اور خوش نویسی اپنے خاندانی بزرگوں سے حاصل کی، عربی درس نظامی کی تکمیل مولوی حکیم عبد الوہاب آروی، مولوی ماجد علی جونپوری، مولانا مفتی رحیم بخش آروی سے کی، دستار بندی اور سند فراغ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے مدرسہ فیض الغرباء آرہ کے جلسۂ عام میں دی، بعد فراغ دہلی جا کر طب پڑھی اور سند تکمیل شفاء الملک حکیم رضی الدین خاں مرحوم سے حاصل کی، تحصیل علوم ظاہری کے بعد والد ماجد قدس سرہٗ سے سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت کی اور تکمیل سلوک کے ۲۰ سال بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ، چشتیہ کی اجازت سے مشرف ہوئے، رشد و ہدایت، تبلیغ میں بقیہ عمر صرف کی شیریں زبان، سحر البیان واعظ، خوش نوا نعت گو شاعر، صاحب عرفان و طریقت ہوگے ہیں، ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ میں بروز دو شنبہ تین ماہ دس دن بیمار رہ کر رحلت کی، آرہ محلہ بھلوئی پورہ میں مزار ہے، ۱۱ جمادی الاولیٰ کو خانقاہ قصبہ راٹن ضلع مونگیر میں عرس ہوتا ہے، تصنیفات میں میلاد تحفۃ الرسول، رسالہ اذان در تائید فاضل بریلوی ہیں، تذکرۃ السعدین مؤلفہ حضرت مولوی شاہ محمد جعفر علی فریدی قدس سرہٗ میں تفصیلی ذکر خیر ہے، حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری شیخ الحدیث و مفتی بدایوں نے ذیل کا قطعہ تاریخ لکھا ہے

قطب دیں شاہ معین الدین نام ۔۔۔ شیخ دوراں عابد بر در خدا
با خدا پیوست خود را وا گذاشت ۔۔۔ قصر جنت بہر او شد متکا
گفت ابراہیم سال رحلتش ۔۔۔ وارث دین رسول دوسرا
۳۸ ۔۔۔ ۱۳

حضرت مولانا شاہ مصباح الحسن قدس سرہٗ

صدر مجلس علمائے اہل سنت حضرت مولانا خواجہ سید عبد الصمد ابدال قدس سرہٗ کے

فرزند ارجمند، مصباح الحسن نام، بروز شنبہ، ۸ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۷ھ میں بمقام پھپھوند ضلع اٹاوہ میں پیدا ہوئے، والد بزرگوار نے "منظور حق" ــــ اور "نَوَّهَبَ اللّٰهُ كَهُ غُلَامًا" زکیاً سے سنہ ولادت کا استخراج کیا، ــــ قرآن پاک مولانا حافظ اخلاق حسین ابن مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی (مرید مولانا عبد الصمد) سے ختم کیا، مولوی امیر حسن سہوانی انصاری مرحوم سے فارسی اور ابتدائی عربی ہدایۃ النحو پڑھی، مولانا مفتی محمد ابراہیم ابن حضرت مولانا شاہ محب احمد قادری قدس سرہا سے کافیہ، شرح جامی، شرح وقایہ، شرح تہذیب، برادر عم زاد حضرت مولانا الحاج سید شاہ اخلاص حسین حکیم مولانا مومن سجاد سے بھی کچھ درس لیا، شرح وقایہ، ملا حسن، نور الانوار، والد ماجد سے پڑھیں، صفر سنہ ۱۳۲۳ھ میں جون پور جا کر حضرت استاذ العلماء علامہ محمد ہدایت اللہ خاں قادری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کامل تین سال اکتساب فیض کیا، سنہ ۱۳۲۶ھ میں حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ سے حدیث کا دور کیا، اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی، والد کے شاگرد و مرید مولانا حکیم مومن سجاد سے عوارف المعارف کا درس لیا، سنہ ۱۳۲۸ھ میں علوم ظاہری سے فراغ پایا ــــ والد ماجد سے مرید ہوئے، سنہ ۱۳۲۳ھ میں والد ماجد کے انتقال کے بعد اُن کے ارشاد کے بموجب جانشین ہوئے، حضرت شاہ یار محمد صاحب بختیاری (از اولاد امجاد حضرت قطب الاقطاب کاکی مرید و خلیفہ حضرت شاہ الٰہ بخش تونسوی) اور حضرت شاہ امتیاز احمد خیر آبادی سجادہ نشین درگاہ حافظیہ خیر آباد شریف نے اجازتیں اور خلافتیں دیں، سنہ ۱۳۶۸ھ میں رمضان المبارک، شوال، ذوقعدہ تین ماہ مدینہ طیبہ میں مقیم رہ حاضر رہے، حضرت مولانا شاہ علی حسین خیر آبادی قدس سرہٗ سے سند حدیث حاصل کی،

مطالعہ کا خاص ذوق تھا، والد ماجد کے فراہم کردہ کتب خانہ میں اضافہ اسی ذوق کا نتیجہ تھا، ہر کتاب پر صحت اغلاط، ضروری حواشی، اور تشریح و توضیح اور یادداشت موجود ہے

راقم سطور حفظ قرآن کے بعد سنہ ۱۳۷۷ھ میں اپنے بچپن میں چھ ماہ آپ کے زیر کرم رہا، سونے کا شرف آپ کے پائیں گھر میں کمرے کے باہر حاصل تھا، رات میں جب آنکھ کھلتی آپ کو مصروف مطالعہ دیکھتا، ــــ حضرت کے معمولات میں روزانہ ایک منزل تلاوت قرآن پاک تھا، راقم سطور کی صغر سنی کے پیش نظر حفظ قرآن کی پختگی کے لئے

پاس بٹھا کر تلاوت کراتے اور فرماتے دیکھوں پہلے تم منزل ختم کرتے ہو یا میں، کبھی احقر آگے ہوتا، اور کبھی آپ، بہار شریعت جزو اوّل کا کچھ حصہ آپ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، آپ کو فرق ضالہ دیوبندی، وہابی، شیعہ، قادیانی سے سخت نفرت تھی، تصلب فی الدین میں بزرگ اور نامور والد محترم کے قدم بقدم تھے،

قومی و ملکی خدمات میں آپ نے عظیم کارنامے انجام دیئے، کاکوری کیس کے امیر آپ ہی تھے، حضرت مولانا حسرت موہانی، حضرت مولانا شاہ عبد القدیر بدایونی سے خصوصی تعلقات و روابط تھے، ــــ مصباح تخلص فرماتے تھے، کلام عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں ہے، سوز و گداز، بلندی، روانی خصوصیت کلام ہے جسکو راقم سطور نے اپنی کتاب بنام "فرید عصر مولانا سید مصباح الحسن رحمۃ اللہ"، میں درج کر دیا ہے،

تقریباً دو سال مرض فالج میں صاحب فراش رہ کر ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۴ھ کی شب میں وصال فرمایا، کاتب سطور کے پیر و مرشد، رہبر راہ شریعت، گوہر درج طریقت، قدوۃ الاخیار برہان الاصفیاء، بدر الکاملین حضرت مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم نے وصیت کے مطابق نماز جنازہ کی امامت فرمائی، مرقد والد بزرگوار کے پائیں، جانب جنوب مغرب میں ہے، عزیزی و تلمیذی صاحبزادہ مولوی سید محمد اختر میاں سلمہ خلف اکبر حضرت مولانا سید شاہ محمد اکبر صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ صمدیہ مصباحیہ نے بہت خوب یہ بلوغہ تاریخ وفات کہا ؏ مرشدِ جانِ جہاں جنت رسید

۱۳۸۴

حضرت مولانا شاہ معوان حسین رامپوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین کے فرزند دوم ہیں، سنہ ۱۳۰۶ھ سال پیدائش، والد ماجد کے مرید و شاگرد، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری اور حضرت مولانا عبد الغفار خاں صاحب رام پوری سے تکمیل و تحصیل علم کیا، زہد و تقویٰ میں اپنے اسلاف کے قدم بقدم اور خلیق و متواضع تھے، والد ماجد کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا شاہ عنایت اللہ خاں سے خلافت پائی، مدرسہ ارشادیہ کی عالی شان عمارت تعمیر کرائی، خود بھی درس دیتے تھے، ایک عرصہ تک

لاہور کی شاہی جامع مسجد کے امام وخطیب ومفتی رہے، اکابر علماء میں آپ کا شمار تھا وہابیوں اور دیوبندیوں کے رد کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ (تذکرہ کاملان رامپور)

حضرت مولانا محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا عبد السلام صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے، ۱۲۶۳ھ میں سنبھل ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے، والد کا نام شیخ ظہور حسن بن شمس علی تھا۔

پہلے حفظ قرآن پاک کیا، پھر مفتی عبد السلام سنبھلی، مولانا عبد الکریم خاں دہلوی، مولانا سدید الدین خاں دہلوی، مولانا شاہ عبد القادر بدایونی سے تحصیل وتکمیل علوم کی، کچھ دنوں بدایوں میں مولوی سید یونس علی بدایونی المتوفی ۱۹۴۰ء کی تعلیم پر مامور رہے، اس کے بعد نول کشور پریس سے وابستہ ہوگئے، شاہ دلدار علی مذاق بدایونی المتوفی ۱۳۱۲ھ مرید وخلیفہ حضرت شاہ فضل غوث بدایونی المتوفی ۱۳۰۵ھ خلیفہ حضرت اچھے میاں مارہروی سے مرید تھے، اور انہیں سے سلاسل طریقت کی اجازت بھی پائی، آپ اپنے زمانہ کے مشہور صاحب تصنیف عالم تھے، ذیل کی کتابیں آپ کی تصانیف ہیں مشہور ومطبوعہ ہیں، "شرح خلاصہ کیدانی، اجوبۂ راضیہ سوالات امام رازی، حاشیہ ہدایہ مطبوعہ مطبع اودھ اخبار لکھنؤ، حاشیہ اصول الشاشی، شرح مسند امام اعظم، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ شرح عقائد نسفی، صرح السحابہ علی شرح الوقایہ۔ —————— عربی کے شاعر بھی تھے، مادۂ تاریخ کہنے میں کمال تھا، حضرت مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہٗ بدایونی کے وصال کا عربی قطعۂ تاریخ "اکمل التاریخ" جلد دوم میں شامل ہے، ۱۳۰۵ھ سال رحلت ہے۔

مشہور ادیب وعالم مولانا عبد العلی آسی مدراسی نے آپ کا پُر درد مرثیہ لکھا، جو مسند امام اعظم کے آخر میں شامل ہے (مسند امام اعظم) (تذکرہ علمائے ہند، تذکرۂ نوری)

حضرت مولانا شاہ مخلص الرحمٰن چاٹگامی علیہ الرحمۃ

چاٹگام کے شرفاء میں ممتاز، اور سادات بنی فاطمہ کے معزز رکن، دیار بنگال کے نامور عالم اور شیخ طریقت، مخلص الرحمٰن نام نامی، مولوی سید غلام علی وکیل کے نور دیدہ، ۱۲۲۹ھ بروز دوشنبہ

اپنے گاؤں مرزا کھیل شریف ضلع چاٹگام میں پیدا ہوئے، مروجہ فارسی وعربی کتب کی تحصیل کے بعد علمائے کلکتہ سے تکمیل کی، بیعت کے ارادے سے فرنگی محل کے نامور عالم حضرت مولانا برہان الحق کی خدمت میں حاضر ہوئے، لیکن انھوں نے آپ کو بھاگل پور، بہار کے فرد کامل مولانا سید امداد علی بھاگل پوری کی خدمت میں جانے کی ہدایت کی، اس وقت مولانا سید امداد علی المتوفی ۱۳۰۴ھ بعہدہ صدر اعلیٰ بکسر میں تھے، آپ نے بکسر پہونچ کر بیعت حاصل کی، اور چھ ماہ تک تکمیل سلوک کے لئے حاضر خدمت رہے، پیر کی ایماء سے ان کے شیخ ومرشد حضرت شاہ محمد مہدی قادری فاروقی المتوفی ۱۲۸۶ھ کی خدمت میں چھپرہ حاضر ہوئے، مولانا سید امداد علی نے واپسی میں خلافت اور جہانگیر شاہ کا لقب عنایت کیا، یہاں سے وطن پہونچے، اور خانقاہ قائم کرکے علم ظاہر وباطن کا درس دینا شروع کیا۔

آپ نے مرض موت میں فرمایا! میرا انتقال دوشنبہ کو ہوگا، چنانچہ دوشنبہ بوقت صبح ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۰۲ھ موافق ۱۸۸۵ء واصل بحق ہوئے۔

سلسلۂ قادریہ ابو العلائیہ کی شاخ جہانگیریہ آپ ہی کی نسبت سے مشہور ومعروف ہے، آپ علمائے اہل سنت میں مشہور عالم وعارف گذرے ہیں، مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے رد میں "شرح الصدر" کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی۔

مولانا شاہ سید عبد الحیٔ چاٹگامی آپ کے جانشین وفرزند تھے، ان کا ذکر شریف اسی تذکرہ میں گزر چکا ہے۔ (سیرت فخر العارفین)

حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

بڈلاڈا ضلع حصار صوبہ پنجاب وطن، کانپور مولد، مشہور زمانہ عالم وعارف ومدرس حضرت مولانا شاہ احمد حسن کانپوری کے فرزند اکبر، حافظ قرآن، والد ماجد اور اپنے نانا حضرت محدث سورتی، اور والد ماجد کے تلمیذ رشید صاحب ورع وتقویٰ حضرت مولانا شاہ محمد عبید اللہ پنجابی کانپوری سے تحصیل وتکمیل علوم متداولہ ومتعارفہ کیا، معلمی کی ابتداء والد کے مدرسہ دار العلوم مسجد رنگیان کانپور سے کی، بارہ، تیرہ برس مکہ معظمہ کے مدرسہ صولتیہ میں

صدر مدرس رہے، دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف، جامعہ شمس العلوم بدایوں، مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس اور پرنسپل رہے جامعہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں ——— شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کے عہدوں پر کام کیا، میرٹھ کے مشہور مدرسہ اسلامی میں بھی صدر مدرس رہے، ہر جگہ نیک نام اور باعزت رہے، مذہب اہل سنت کی تائید میں سرگرم تھے، بیعت والد ماجد سے تھے، عید کا چاند دیکھ کر اعتکاف سے اٹھ کر گھر میں تشریف لائے اور اسی شب ۱۳۵۲ھ میں وصال فرمایا، والد کے پہلو میں ساحلی قبرستان کان پور میں گنبد کے اندر ابدی نیند سو رہے ہیں، آپ کے صاحبزادہ مولانا قاری حافظ الحاج امداد احمد صاحب مرحوم کو راقم سطور نے حفظ قرآن پاک کا ایک دور سنایا تھا، قاری صاحب قرآن پاک کی تلاوت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ۱۹۶۳ء میں وصال ہوا، قبر حظیرۂ والد بزرگوار وجد امجد کے باہر جانب شمال مشرق ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید محمد مختار اشرف مدظلہ العالی

محمد مختار تاریخی نام ۱۳۳۳ھ سال ولادت، عالم ربانی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف ابن حضرت قطب المشائخ، بحر الاسرار مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہما کے فرزند ارجمند، گھر پر حضرت مولانا عماد الدین سنبھلی سے میزان سے شرح وقایہ تک پڑھا، اور حضرت مولانا مفتی عبد الرشید فتح پوری سے فنون کا درس لیا، بعدہٗ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین سے دورۂ حدیث کیا، اور جد امجد سے مرید ہو کر سلوک کے مراحل طے کئے انھوں نے ۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ میں آپ کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا، آپ اس دورِ الحاد وبے دینی میں طریقت وشریعت کے پشت پناہ ہیں، اکابر ومشائخ اشرفیہ کی یادگار، اور صاحب کشف وکرامات ومقامات بزرگ ہیں، بلاد عرب وعجم میں بکثرت افراد آپ کے سلسلۂ فیض سے وابستہ ہیں، حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ سید اظہار اشرف مدظلہ علوم اسلامیہ کے فاضل اور آبائی خوبیوں سے آراستہ ہیں۔

حضرت مولانا محبوب علی خاں لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

زعیم اہل سنت حضرت مولانا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی لکھنوی علیہ الرحمۃ

کے چھوٹے بھائی لکھنؤ میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن پاک کر کے بریلی منظر اسلام کے اساتذہ سے عربی وفارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں حضرت شیخ المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث کیا، مختلف بلاد پٹیالہ وغیرہ میں دینی خدمات انجام دیں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے رد میں تصانیف کیں، اس وصف میں برادر بزرگ کی طرح مشہور ہوئے، بریلی میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے مرید ہوئے، حج وزیارت کے شرف سے بھی شرف یاب تھے، بمبئی مدن پورہ کی بڑی مسجد میں امام ومفتی وخطیب تھے، راقم سطور نے ایک بار کان میں آپ کی زیارت کی جبکہ ۱۹۶۰ء میں آپ برادر بزرگ کی واپسی حج کے بعد کانپور آئے، دوسری بار ۱۹۶۲ء میں بموقع عرس رضوی بریلی میں،

آپ کے صاحبزادے قاری منصور علی خاں سلمہٗ تصلب دینی میں آپ کے قدم بقدم ہیں، انھوں نے انداز تقریر خوب پایا ہے، سعادت ان کے چہرے بشرے سے عیاں ہے،

حضرت کا وصال ۲۴ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ موافق ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ہوا۔ آپ بہت ہی خلیق، متواضع بزرگ تھے، اطراف بمبئی میں مذہب اہل سنت کی بہار آپ کے دم سے قائم تھی۔

حضرت مولانا مقبول احمد خاں دربھنگوی مدظلہ العالی

دربھنگہ کی مشہور عربی درسگاہ مدرسہ حمیدیہ کے ناظم اعلیٰ، اور مشہور معقولی عالم، ٹونک میں سرخیل علمائے معقولات مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی سے درسیات اور متقدمین فلاسفہ کی کتابیں پڑھیں، صوبہ بہار کے جامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے تدریس کی ابتدا کی، استاذ حدیث مقرر ہوئے، پھر مدرسہ حمیدیہ کے صدر مدرس ہوئے، درس نظامی کے تمام فنون میں دستگاہ ہے، علوم عقلیہ کے درس میں مشکل سے مشکل مضامین کو سہل انداز میں پڑھا کر سمجھا دینا وصف خاص تھا، اب یہ سلسلۂ درس ضعیفی کے سبب سے ترک کر دیا ہے۔ آپ کا سال پیدائش تقریباً ۱۳۲۰ھ ہے۔

حضرت مولانا سید محمد مدنی کچھوچھوی مدظلہ العالی

امیر کشور خطابت مولانا سید محمد مدظلہ، حضرت محدث اعظم مولانا سید شاہ محمد اشرفی

کچھوچھوی کے فرزند ثالث، ابتداء سے انتہا تک دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ کے اساتذہ سے درسیات پڑھیں، شعبان ۱۳۸۲ھ میں والد ماجد کی رحلت کے ایک سال بعد فراغت پائی، آپ اپنے والد ماجد قدس سرہٗ اور ماموں کے مرشد زادہ قطب الارشاد زبدۃ العارفین شیخ المشائخ حضرت مولانا الحاج سید شاہ مختار اشرف مدظلہ العالی سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ شریف سے بحسب ایماء والد ماجد مرید ہوئے اور مثال خلافت پائی۔

پورے ملک میں آپ کی خطابت کی دھوم ہے، اکابر علماء کو راقم اوراق نے یہ کہتے سنا، کہ مدنی میاں کی تقریر، محدث اعظم سے عمدہ ہوتی ہے، گویا مولانا مدنی میاں حضور محدثِ اعظم کے پوت بہیں سپوت ہیں، آپ کو جوانی میں پیری کی دولت ملی ہے، ہزارہا افراد آپ سے بیعت کا تعلق قائم کرچکے ہیں، شعر گوئی کا بھی عمدہ ذوق پایا ہے، اختر تخلص ہے، تصانیف میں "اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی صاحب" اور "اسلام کا نظریۂ عبادت اور مودودی صاحب" ہیں

حضرت مولانا مختار الدین احمد آرزو عظیم آبادی مدظلہ

ذوقعدہ ۱۳۳۶ھ میں سہسرام ضلع آرہ میں پیدائش ہوئی۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ نے مختار الدین تاریخی نام تجویز فرمایا، — والد ماجد حضرت ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین قادری رضوی کے علاوہ، اساتذہ جامعہ شمس الہدیٰ سے پڑھ کر فاضل فقہ فاضل حدیث، فاضل تفسیر امتیازی نمبروں سے پاس کرکے طلائی تمغے گورنمنٹ بہار سے حاصل کئے، بعدہٗ انگریزی تعلیم کی طرف توجہ کی، میٹرک پاس کرکے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ آئے اور فرسٹ نمبروں سے عربی سے ایم۔ اے کیا، عربی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

۱۹۵۲ء میں یورپ کا سفر کیا، گورنمنٹ ہندوستان نے وظیفہ مقرر کیا، تین سال میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی اور ڈی لٹ، ڈی فل کے لئے مقالہ لکھ کر ڈگری حاصل کی، واپسی میں وفورِ علم کے پیش نظر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے شعبہ عربی میں ریڈر کے منصب پر آپ کی خدمات حاصل کرلیں، ۱۹۶۸ء سے شعبہ عربی کے صدر اور پروفیسر ہیں۔

آرزو صاحب صرف ہند و پاک ہی میں نامور نہیں ہیں بلکہ شام، مصر اور یورپی ممالک میں

بھی عربی کے اعلیٰ محقق، ادیب اور عالم کی حیثیت سے مشہور اور قابل احترام سمجھے جاتے ہیں۔ عربی میں "الحماسۃ البصریہ"، "فضائل من اسمہ احمد و محمد"، اردو میں "نقد غالب"، "احوالِ غالب"، "گلشن ہند"، "کربل کتھا"، "خطوط اکبر الٰہ آبادی"، "علی گڑھ میگزین غالب نمبر"، مطبوعہ ہیں۔

آپ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے بیعت کا شرف حاصل ہے۔

حضرت مولانا شاہ سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

محدث اعظم، وحید العصر، شمس الافاضل، قدوۃ العلماء الراسخین حضرت العلامہ مولانا الحاج سید شاہ محمد ابن مولانا حکیم نذر اشرف ۱۵ ذیقعدہ بروز چہارشنبہ ۱۳۱۱ھ کو نماز فجر سے پہلے جائس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے، پرورش اپنے بزرگ نامور نانا کے یہاں پائی، فارسی اپنے والد ماجد اور اساتذۂ آستانہ سے پڑھی، عربی درس نظامی مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے اساتذہ حضرت مولانا محمد عبد الباری وغیرہ سے پڑھی، آٹھ سال بعد علی گڑھ حضرت مولانا مفتی لطف اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرح تجرید اور افق المبین کا درس لیا، مفتی صاحب نے سند فراغ میں آپ کے نام کے ساتھ لفظ علامہ تحریر فرمایا، پیلی بھیت میں حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی... ارسول عبد المقتدر بدایونی سے حدیث پڑھ کر سند حدیث حاصل کی، دہلی میں مدرسۃ الحدیث قائم کرکے درس حدیث دیا، اپنے نانا حضرت شیخ الاصفیاء محبوب ربانی قطب عالم شاہ علی حسین اشرفی قدس اللہ سرہٗ کے ایماء مبارک سے اپنے ماموں ملک العلماء عارف ربانی مولانا شاہ احمد اشرف علیہ الرحمۃ سے مرید ہوکر تکمیل سلوک کیا، اور درجۂ کمال کو پہونچے، ایک عالم آپ سے فیضیاب ہوا، تقریباً پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوئے، لاکھوں افراد نے آپ سے بیعت کی، خطابت میں خاص اثر تھا، مجمع پر سکوت رہتا تھا، درجنوں کتاب تالیفات میں ہیں، چار بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے، آپ اعلیٰ درجہ کے ناظم و ناثر بھی تھے، مجموعۂ کلام "فرش پر عرش" طبع ہوچکا ہے — آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا تھا، اس ترجمہ کے ابتدائی حصہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا نے آپ سے فرمایا، "شاہزادے اردو میں قرآن لکھ رہے ہو"، — تدبر اور

اصابت رائے وسعت خاص تھا، چھوٹے سے چھوٹے کی اتنی دل جوئی و تعریف فرماتے، کہ وہ خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا، علمائے اہل سنت کے درمیان اتحاد کے عظیم علمبردار تھے

۱۳۶۵ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس کے موقع پر بالاتفاق صدر عمومی مقرر کئے گئے، جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کے تاوقت وفات صدر اعلیٰ رہے

۱۷؍رجب المرجب ۱۳۸۲ھ میں بمقام لکھنؤ وفات ہوئی، تجہیز و تکفین کچھوچھہ شریف میں ہوئی، خطیب اعظم مولانا سید محمد مدنی فرزند ثالث جانشین ہیں۔

تلامذہ میں حضرت مولانا محمد سلیمان اشرفی بھاگل پوری خاص امتیاز کے حامل ہیں۔

(تحائف اشرفی، محرشس پرورش، محدث اعظم نمبر پاسبان الہ آباد)

حضرت مولانا سید مسعود علی علی گڑھی مدظلہ

حافظ سید احمد علی شاہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید مسعود علی شاہ ۲۸؍مارچ ۱۹۰۸ء کو اپنے آبائی گاؤں بوڑھا گاؤں اترولی ضلع علی گڈھ میں پیدا ہوئے ختم قرآن مجید کے بعد جامعہ لطیفیہ علی گڈھ میں اپنے برادر بزرگ سید محفوظ علی سے پڑھنے کے بعد دار العلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ میں شرح مسلم، مشکوٰۃ و زواہد ثلثہ پڑھا، بعدہٗ رام پور کے مدرسہ عالیہ میں علامہ فضل حق اور مولانا افضال الحق سے کسب علوم کیا، ۱۹۳۳ء میں سند فراغت حاصل کی ۱۹۳۴ء میں صحاح ستہ کا دور محدث شہیر مولانا سید محمد خلیل امروہوی (افسوس کہ اس فاضل جلیل اور درویش کے احوال طیبہ بسیم کوشش کے باوجود حاصل نہ ہو سکے، راقم سطور دو بار مدرسہ عالیہ کی طالبعلمی کے زمانہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، ایک بار تقریر بھی سنی) سے کیا، دار العلوم نعمانیہ دہلی دار العلوم قادریہ بدایوں، اور دار العلوم حافظیہ کے صدر مدرس رہے، ۱۹۵۱ء میں علامہ احمد سعید کاظمی نے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں مدرس و مفتی مقرر کر دیا، علامہ کاظمی کے بہاولپور جانے کے بعد شیخ الحدیث ہوگئے،

حضرت مولانا محمد علی شاہ خیرآبادی قدس سرہٗ

حضرت مخدوم سید نظام الدین معروف بہ مخدوم الہدایہ خیرآبادی قدس سرہٗ کی نسل

سے تھے، محرم علی نام نامی معروف بہ محمد علی شاہ ۱۱۹۲ھ میں بمقام کھیری ولادت باسعادت ہوئی پہلے حفظ قرآن کیا پھر حضرت مولانا عبد الوالی فیروہ حاجی صفت اللہ محدث خیرآبادی سے پڑھ کر شاہجہانپور کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے تحصیل علم کیا، دہلی میں حضرت شاہ عبد القادر محدث سے حدیث پڑھی حضرت غوث وقت شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے مرید ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی، آپ نے راہ سلوک میں بڑی جفاکشی کی جس کی مثال متاخرین میں مشکل سے ملے گی، حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی کے آستانہ پر جب حاضر تھے آنے جانے والوں کو خود مشک بھر کر پانی پلاتے اور شب میں مزار کی دیوار پر ایک ہاتھ رکھ کر ختم کلام پاک فرماتے، اجمیر شریف جھالرہ کی مرمت میں بغیر اجرت مزدوروں کی صف میں شامل ہو کر کام کیا اتباع سنت کا خاص خیال فرماتے، بحالت نماز فالج کا حملہ ہوا، گر پڑے، خدام دوڑے کہ اٹھا کر بستر پر لے آئیں، آپ نے اشارے سے منع فرمایا، کہ ابھی سجدے باقی ہیں، اسی حالت میں تکمیل نماز کی ——— ۱۹؍ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی، مزار شریف محلہ میاں سرائے خیرآباد میں ہے،

حضرت مولانا شاہ محمد اسلم برادر زادہ حضرت مولانا شاہ ہادی علی خاں سیتاپوری، حضرت مولانا سخاوت حسین سہوانی خلفاء تھے، اوّل الذکر سے اجراء سلسلہ ہوا، حضرت مولانا شاہ عبد العزیز اخوند قطب عالم دہلوی نے بھی آپ سے کتب تصوف کا خصوصی درس لیا۔ آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے وسیع السلسلہ عظیم المرتبت شیخ تھے۔

(خیرآباد کی ایک جھلک، ریاض الابرار)

حضرت مولانا محب احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

پورا نام عبد الرسول محب احمد، بدایوں میں ولادت ہوئی، اور تعلیم پائی حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی کے شاگرد خاص، اور حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ کے مرید تھے، حضرت استاذ العلماء مولانا شاہ نور احمد بدایونی سے بھی اخذ علوم کیا، کبار علمائے ہند میں آپ کا شمار ہوتا تھا، تدریس میں خصوصی سلیقہ تھا، مارہرہ شریف

کے مدرسہ خانقاہ میں بھی کچھ عرصہ درس دیا، یہاں حضرت مولانا شاہ مخدوم ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ سے خصوصی طور پر تحصیل علم کی، مولانا حکیم شاہ عبدالقیوم بدایونی قدس سرہٗ نے ۱۳۱۷ھ میں جب جامع شمسی میں مدرسہ شمس العلوم قائم کیا، تو آپ اس کے صدر مدرس قرار پائے، پٹنہ کے مشہور اجلاس ۱۳۱۸ھ میں رضا کارانہ طور پر شرکت کی، تردید دین نجدی وہابی میں اپنے استاذ حضرت تاج الفحول کے قدم بقدم تھے، کئی کتابیں ردوہابیہ دیوبندیہ میں تالیف کیں، رد آریہ میں "حدوث وقدم" اور "التناسخ" نامی رسالے لکھے، عمر طبعی پائی، ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں فوت ہوئے، درگاہ قادری کے قبرستان میں دفن کئے گئے ——— مولانا شاہ عبدالماجد، مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی وغیرہ علمائے اکابر آپ کے تلمیذ وشاگرد رہے

حضرت مولانا محمد مبین الدین امروہوی مدظلہٗ

حافظ قرآن، امروہہ ضلع مرادآباد کے ساکن، دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ سے اخذ علوم کیا، مدرسہ اسلامیہ میرٹھ اور دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد میں مدرس دوم رہے، مرجع افاضل مولانا شاہ مصطفٰے رضا بریلوی مفتی اعظم ہند نے اپنے مدرسہ جامعہ مظہر اسلام کے لئے بعہدہ صدارت المدرسین آپ کا انتخاب کیا، ۱۹۵۹ء سے اسی جگہ کام کر رہے ہیں، افہام وتفہیم کا خاص ملکہ پایا ہے،

غایت پرہیزگار متقی ہیں اور اپنے شاگردوں میں اسی خوبی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں حج وزیارت سے مشرف ہوئے، حضرت مفتیٔ اعظم کے مرید وخلیفہ ہیں، راقم اوراق نے احمد آباد میں آپ کی زیارت کی تھی۔

حضرت مولانا معین الدین خاں اعظمی مدظلہٗ

راقم سطور کے استاذ حضرت مولانا نظام الدین بلیاوی الہ آبادی سے معقول ومنقول کی کتابیں پڑھیں، علوم عقلیہ میں حضرت استاذی کی طرح شغف وانہماک ہے، برسہا برس مدرسہ مظہر اسلام

بریلی میں پوری نیک نامی سے درس دیا، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد میں صدر مدرس رہے جامعہ حبیبیہ الہ آباد میں امہات کتب کا درس لیا، اب کئی برس سے جامعہ عربیہ سلطان پور میں صدر مدرس اور شیخ المعقولات ہیں۔

حضرت مولانا شاہ مصطفٰے اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

سید شاہ مصطفٰے اشرف نام نامی، اعلیٰ حضرت قطب المشائخ، محبوب ربانی مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہٗ کے چھوٹے فرزند، بروز دوشنبہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ میں کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد میں پیدا ہوئے، اساتذہ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے عربی کی صرف ونحو اور متوسطات تک تعلیم پائی، اس کے بعد لکھنؤ میں دارالعلوم فرنگی محل کے شیخ العلماء حضرت مولانا شاہ محمد عبدالباری اور دیگر علماء فرنگی محل سے اخذ علوم کر کے سند فراغت حاصل کی، آپ کو بیعت واجازت اپنے نامور والد ماجد سے تھی، آپ کی ذات شریعت وطریقت کی جامع تھی تواضع، مہمان نوازی، غربا پروری آپ کے خصوصی اوصاف تھے، ۱۷ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ میں آپ نے وفات پائی، مرقد سلطان المحققین مخدوم سید اشرف سمنانی قدس سرہ کی درگاہ شریف میں ہے ——— حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف اور حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف صدر المدرسین دارالعلوم محمدیہ بمبئی آپ کے فرزند ہیں، اور ظاہر وباطن میں آبائی خوبیوں سے آراستہ ہیں۔

حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی الہ آبادی مدظلہٗ

خطیب شہیر حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی ابن حاجی محرم علی، ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء کو اپنے وطن پھول پور ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے، دس برس کی عمر میں درجہ چہارم پاس کر کے الہ آباد کے مشہور مدرسہ سبحانیہ میں داخل ہوئے، اور علامہ نظام الدین بلیاوی مدظلہٗ سے معقول ومنقول کی امہات کتب کے علاوہ صحاح ستہ کا دورہ کیا اور سند فراغت حاصل کی، رئیس التارکین بقیۃ السلف حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری مدظلہٗ العالی سے بھی، جو کہ اس زمانہ

میں مدرسہ سبحانیہ کے صدر مدرس تھے چند کتابیں پڑھیں اور بیعت کا تعلق قائم کیا، مدرسہ سبحانیہ میں درس دیا، اور عالم، مولوی کا کورس مدرسہ مصباح العلوم میں پڑھایا، ایک سال جامعہ جلیبیہ میں تدریسی فرائض انجام دیئے، آپ کو درس نظامی کے جملہ علوم و فنون میں پوری بصیرت حاصل ہے، پورے ہندوستان میں آپ کی خطابت کا غلغلہ ہے، بڑے بڑے جلسوں کی کامیابی آپ کی شرکت پر منحصر ہوتی ہے، بفضلہٖ تعالیٰ خوب قبول عام پایا ہے، آپ کے اوصاف میں بزرگوں سے حسن عقیدت نمایاں وصف ہے، نئے حالات اور نئے تقاضوں کے پیش نظر تبلیغ و ارشاد کے لئے علماء مبلغین کو تیار کرنے کے واسطے آپ نے اپنے وطن میں دار العلوم غریب نواز قائم فرمایا ہے، اس کے علاوہ آپ کے پیش نظر امام احمد رضا کی یاد میں ایک ایسی لائبریری کا قیام ہے جس میں علمائے اہل سنت کی ساری کتابیں اہل قلم کو دستیاب ہو سکیں۔

آپ کو تقریر و تدریس کی طرح تصنیف و تالیف میں بھی خصوصی سلیقہ ہے "خون کے آنسو، دو حصے" دیوبندی دین کے علماء کی بے ادبی و بے باکی کے رد میں آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ہے، اور بہتوں نے اس کو پڑھنے کے بعد دین دیوبندیت سے توبہ کی ہے۔

حضرت مولانا سید مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء کو گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں مغربی پاکستان میں سندھ کے مشہور بزرگ حضرت سید عثمان مروندی مشہور بہ لعل شہباز قلندر کے خاندان میں ہوئی، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید سردار احمد القادری علیہ الرحمۃ بھاول پور سندھ کے مشہور مرجع خلائق شیخ تھے اور متعدد زبانوں میں حمد و نعت کے شعر کہتے تھے، انھوں نے پاپیادہ سات حج کئے، سرکار اعظم کے حکم سے تین برس مدینہ منورہ میں حاضر رہے، وہاں کے باشندگان اور اہل علم میں وہ شیخ احمد ہندی کے نام سے متعارف و مشہور تھے، ان کو علم جفر، نجوم، ہیئت اور تصوف سے خصوصی شغف و لگاؤ تھا، اُن کی اِن فنون میں تصانیف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ موجود ہیں، انھوں نے ۱۱ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۵ھ میں وفات پائی، مرقد خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف میں ہے۔

حضرت مولانا سید مغفور القادری نے دربار بھرچونڈی شریف میں حضرت مولانا عبد الکریم

ہزاروی سے اوّلاً اکتساب علم کیا، اس کے بعد مشہور فقیہ و عالم مولانا سراج احمد مکھن بیلوی سے فقہ کا درس لیا، اور حضرت مولانا مفتی محمد حیات ساکن گڑھی اختیار خاں سے تفسیر و علم کلام حاصل کیا، اور دورۂ حدیث مدرسہ شمس العلوم بستی مولویان سابق ریاست بھاولپور کے علماء سے کیا ۲۵ برس کی عمر میں سنہ ۱۳۵۱ھ کو درسیات کی تکمیل سے فراغت پائی، قطب الوقت حضرت شیخ محمد عبد اللہ ساکن بھرچونڈی شریف ضلع سکھر صوبہ سندھ کے خلیفہ حضرت حافظ محمد صدیق قدس سرہما بھرچونڈی شریف سے بیعت کی، قطب الوقت کے خلیفہ و جانشین مجاہد اسلام حضرت پیر عبد الرحمٰن المتوفی سنہ ۱۹۶۰ء نے خلافت مرحمت فرمائی، آپ کو اپنے والد ماجد سے خاندانی سلسلہ قادریہ میں اجازت تھی۔ —— آپ کو مسلک اہل سنت کی ترویج و تبلیغ کی طرف خاص توجہ تھی، اس سلسلہ میں سندھ اور بھاول پور میں تبلیغی دورے کئے، مناظرے کئے، مسجدیں تعمیر کرائیں، مدارس قائم کرائے، مسجد منزل گاہ کے مشہور تنازعہ میں پیش پیش رہے، آپ کی قائم کردہ جماعت احیاء اسلام نے عقائد و اعمال و اخلاق میں نمایاں کام کیا، "الجماعۃ" کے نام سے اخبار جاری کیا، قیام پاکستان کے بعد مملکت کو دستور اسلامی میں ڈھالنے کے لئے تنظیم المشائخ کے نام سے مشائخ کی انجمن قائم کی۔

آپ کی ذات فقر و درویشی کا پیکر اور عشق رسول کا مجسمہ تھی، استغناء اور بے نیازی آپ کی خصوصی شان تھی، آواز میں بلا کا سوز و سحر تھا، قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو خود بے خود ہوتے، اور سامعین کو بھی بے خود کر دیتے، —— بروز دوشنبہ سنہ ۱۳۹۰ھ ماہ صفر المظفر میں آپ کی وفات ہوئی، حضرت علامہ پیر شریف احمد صاحب شرافت نوشاہی سجادہ نشین ساہن پال شریف گجرات نے خوب قطعہ تاریخ وفات کہا ہے ؎

جناب مقدس ولی زماں ۔۔۔ کہ اسم گرامیش مغفور شد
بعلم و ورع کامل وقت بود ۔۔۔ بہ زہد و کرامات مشہور شد
زہے زبدۂ حلقۂ قادری ۔۔۔ غلام درش جملہ پُر نور شد
وجودش دلستان بُد و انجمن ۔۔۔ بہر جا کہ شد جائے معمور شد
شرافت چوں پرسند سال وصال ۔۔۔ بگو "ہادیٔ عصر مستور شد"
۱۳۹۰

حضرت مولانا محمد مہر الدین مدظلہ العالی

۱۹۰۱ء میں اپنے نانی ہاں خاصہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے، جامعہ نعمانیہ لاہور، جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور، مدرسہ کریمیہ جالندھر کے علماء مولانا مہر محمد وغیرہ سے فنون پڑھا دارالعلوم حزب الاحناف میں شیخ المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور اُن کے صاحبزادے علامہ ابوالبرکات سے دورہ حدیث کر کے ۱۳۴۲ھ میں سند فراغت حاصل کی، ۱۹۲۵ء میں دارالعلوم طب جدیدہ شرقی شاہدرہ لاہور سے "افتخار الاطباء" کی سند حاصل کی، ۱۹۲۳ء میں ہرسہ کوٹ لائل پور میں حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے مرید ہوئے، آپ نے گیارہ برس دارالعلوم حزب الاحناف، تین برس جامعہ نعمانیہ میں درس دیا

آپ کے تلامذہ میں سلطان الواعظین علامہ محمد بشیر ایڈیٹر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا سید محمود احمد رضوی شارح بخاری ایڈیٹر رضوان لاہور، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ناظم مکتبہ نبویہ لاہور وغیرہ مشہور و معروف ہیں، سندھ، سوات، ہنیر اور امب کے بکثرت علماء نے آپ سے تلمذ کی نسبت قائم کی ہے۔

آپ کی تصانیف میں "تسہیل المبانی بشرح المختصر المعانی (اُردو) بلند پایہ کتاب ہے حل قطبی" کا بھی یہی حال ہے، آپ پاکستان غربی کے نامور صاحب تدریس و تصنیف عالم ہیں، آج مصری شاہ میں مقیم ہیں۔

حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری قدس سرہٗ

ادیب اریب، فاضل جلیل، عالم کامل حضرت علامہ محمد عالم ابن حضرت مولانا عبدالحمید ابن عارف باللہ مولانا غلام احمد موضع رگھو سیداں ضلع گوجرانوالہ میں ۸ر شعبان ۱۲۹۸ھ کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد لاہور کے دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ حضرت مولانا غلام احمد صدر المدرسین، حضرت مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی، حضرت مولانا غلام محمد بگوی، مولانا مفتی عبیداللہ ٹونکی، مفتی اعظم پنجاب حضرت علامہ غلام قادر بھیروی سے علوم متعارفہ کی تحصیل کی،

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں امتیازی نمبر حاصل کئے اور وظیفہ کے مستحق قرار پائے حکیم حاذق اور زبدۃ الحکماء کی سندیں حاصل کیں، ـــــــ فراغت کے بعد دارالعلوم نعمانیہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے، اس کے علاوہ لاہور کے چند مدارس میں پڑھایا، لاہور سے امرتسر پہونچے اور مدرسہ نصرۃ الحق میں ادب کے استاذ مقرر ہوئے، مدرسہ نصرۃ الحق جب ایم اے او کالج ہوا، تو عربی کے پروفیسر ہو گئے، اور یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے،

سنّی تلامذہ میں حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربل شریف، ڈاکٹر محمد حسن پی۔ ایچ۔ ڈی، سابق شیخ الادب جامعہ اسلامیہ بہاول پور، علامہ غلام محمد ترنم، فخر الاطباء علامہ فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری اور دیوبندی شاگردوں میں عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی محمد حسن خلیفہ تھانوی صاحب، اور آزادوں میں ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی، علامہ حکیم فیروز الدین طغرائی، علامہ عرشی امرتسری، حکیم محبوب عالم، آغا خلش کاشمیری، پروفیسر محمد ابراہیم ڈار، پروفیسر اسماعیل یوسف کالج بمبئی نامور ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں الکاویۃ علی الغاویہ (رد مرزائیت میں بزبان اُردو مطبوعہ عربی غیر مطبوعہ) الجنجا خ علی السلام فی الذب عن حریم الاسلام مرزائی مبلغ غلام رسول آف راجکی کے رد میں، "المیلاد فی القرآن"، اور رسائل صرف و نحو مشہور و معروف ہیں

آپ کو اپنے مذہب و مسلک سے گہری وابستگی تھی، اخبار الفقیہ "امرتسر کے خصوصی معاون تھے، خطاطی میں بے مثل کمال حاصل تھا خط نسخ میں آپ جیسا لکھنے والے لوگ کم ہوں گے، عربی شعر و نثر کی تحریر پر آپ کو قدرتِ بے پناہ حاصل تھی، دور دور تک آپ کی نظیر نہ تھی، ـــــــ دہلی کے ایک سفر میں حضرت شاہ عبداللہ ابوالخیر مجددی سے مرید ہوئے شاہ صاحب نے ورودِ امرتسر کے موقع پر آپ کو خلافت عطا فرمائی

آپ نہایت نیک نفس، متقی، متورع و صوفی بزرگ گذرے ہیں، ۲۸ر شعبان ۱۳۶۳ھ موافق ۱۸ر اگست ۱۹۴۴ء بعد نماز جمعہ واصل الی اللہ ہوئے، آپ کا مزار گورستان بلا لا گنج امرتسر میں تھا، جو اب دوسری قبروں کے ساتھ ہموار کیا جا چکا ہے۔

(تذکرہ آسی)

حضرت مولانا سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ

۱۲۷۵ھ سال ولادت باسعادت، حضرت قیس قادری کے واسطہ سے سلسلۂ نسب غوث اعظم سے ملتا ہے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت پیر شاہ نذر الدین اور اُن کے ماموں پیر فضل الدین شاہ کی نگرانی میں گھر پر پائی، بھوئی میں جامع معقول و منقول مولانا محمد شفیع سے قطبی تک پڑھا، بعدہٗ انگہ جاکر مولانا سلطان محمود سے اخذ علم کیا، اور اُنھیں کی ہمراہی میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہٗ سے بیعت کی، ڈھائی برس علاقہ چکوال کے مشہور عالم مولانا برہان الدین سے استفادہ کیا، یہاں سے علامہ احمد حسن کانپوری کی غزارت علمی کا شہرہ سن کران کی خدمت میں حاضر ہوئے، فاضل کانپوری سفر حجاز کے لئے تیار تھے، (یہ واقعہ ۱۲۹۱ھ کا ہے) اس لئے اُن کے مشورے سے علی گڈھ جاکر استاذ العلماء مفتی لطف اللہ قدس سرہ سے فنون کی تکمیل کی، دورۂ حدیث مولانا احمد علی سہارنپوری سے کیا۔

دورۂ حدیث کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ درس کے دوران کسی طالب علم نے مولانا احمد علی سے سوال کیا، قیام تعظیمی پر کیا دلیل ہے؟ مولانا نے آپ کی طرف اشارہ کیا، آپ نے قوموا لسیدکم سے استدلال فرمایا، سائل نے کہا، یہاں قیام تعظیمی پر کونسا قرینہ ہے؟ آپ نے فرمایا، مشتق پر حکم اس کے مبدا کا علت ہونا ظاہر کرتا ہے، یہاں سیادت قیام کی علت ہے، جس سے حضرت سعد بن معاذ کی تعظیم کرانا مقصود تھا، ــــ مولانا احمد علی اس جواب سے بہت خوش ہوئے،

۱۳۰۰ھ میں حضرت شیخ المشائخ خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل سلسلہ چشتیہ نظامیہ اور قادریہ فخریہ کی اجازت مرحمت فرمائی، پیرو مرشد کے وصال کے بعد جذب و شوق میں بادیہ پیمائی کرتے ہوئے ۱۳۰۵ھ میں اجمیر شریف حاضر ہوئے، وہاں ایک دن حضرت خواجہ کی طرف سے آواز سُنی، کہ جو کچھ معین الدین کے پاس ہے وہی تمہارے پاس ہے، گھر جاکر اُسے کماؤ، ــــ اجمیر سے وطن جاکر آپ نے مثنوی مولانا رومی اور شیخ اکبر کی تصانیف فصوص الحکم و فتوحات مکیہ کا درس دینا شروع کیا، آپ

کے درس میں اکابر و مشائخ علماء شریک ہوتے تھے، ۱۳۰۷ھ میں بے سرو سامانی کے عالم میں توکل پر حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ کا سفر کیا، مکہ معظمہ میں مشہور ہندوستانی عالم علامہ رحمت اللہ عثمانی کیرانوی المتوفی ۱۳۰۸ھ سے مسئلہ ندار غائبانہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پر گفتگو ہوئی، آپ نے بخاری کی مشہور حدیث ماتقول فی ھذا الرجل سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مرنے والے سے یہ سوال کیا جاتا ہے، اور یہ مسلّم ہے کہ لفظ "ھذا" محسوس مبصّر کے لئے موضوع ہے، اور جب تک کوئی مانع نہ ہو لفظ کا معنیٰ وضعی ہی مراد ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ سرور کائنات بیک وقت ہزاروں مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں، آپ کی گفتگو سن کر انھوں نے اپنے سابق خیال سے رجوع کر لیا، اور آپ سے بیعت ہونے کا ارادہ ظاہر کیا، مگر آپ نے صرف اوراد و وظائف کی اجازت پر اکتفا فرمایا۔

مولانا رحمت اللہ کے شاگرد قاری عبد اللہ مدرس مدرسہ صولتیہ کا خط جو خانقاہ گولڑہ میں محفوظ ہے اس میں مرقوم ہے کہ مولانا رحمت اللہ نزع کی حالت میں فرماتے تھے مجھے گولڑہ لے چلو، میری آنکھوں کے سامنے پیر صاحب کا وہ سبز رومال پھر رہا ہے ــــ مولانا محمد غازی مدرس صولتیہ مکہ نے ملازمت چھوڑ کر گولڑہ کی بود و باش اختیار کی ــــ محبوب الٰہ حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مثنوی کا درس دے رہے تھے، آپ بھی موجود تھے، کسی نے لفظ "وصال" پر سوال کیا، کہ مسلک وحدۃ الوجود کی رُو سے وصال اور فراق کے کیا معنیٰ ہوں گے، حاجی صاحب سے جب سائل کی تشفی نہیں ہوئی تو آپ نے فرمایا، اگر اجازت ہو تو منشاء سائل عرض کروں! آپ نے فرمایا، وصل جدائی اور دوئی کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ مسلک وحدۃ الوجود کے منافی ہے، ــــ حاجی صاحب نے فرمایا، آپ ہی جواب بھی فرما دیجئے، آپ نے ایک مبسوط تقریر فرمائی، جس کا ماحصل یہ ہے، کہ واقعہ میں تو دوئی نہیں، لیکن وہم نے حجاب پیدا کر دیا ہے، جب سالک مقام فناء میں دوئی سے گزر جاتا ہے تو وصل واقعی منکشف ہو جاتا ہے۔

اس جواب کو سُن کر حاجی صاحب وجد میں آگئے، اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کی سند اجازت دی، آپ کا ارادہ واپسی کا نہ تھا، مگر حاجی صاحب نے فرمایا، کہ پنجاب میں ایک زبردست فتنہ پیدا ہونے والا ہے، اگر آپ کچھ نہ کریں گے تو بھی فقط آپ کا قیام ہی اس کے انسداد کے لئے کافی ہوگا، آپ

اس زہریلی ہوا کو قادیانی فتنہ سے تعبیر کرتے تھے، چنانچہ قادیانیت کا زور ہوا تو پورے متحدہ ہندوستان میں آپ کی وہ منفرد شخصیت تھی جس نے سب سے پہلے قادیانیت کا رد ... نے کیا اور کتابیں لکھیں، مرزا قادیانی نے آپ کی تصنیف شمس الہدایہ فی اثبات حیاۃ المسیح ،، (مطبوعہ ۱۹۰۰ء) کی اشاعت سے برافروختہ ہو کر آپ کو لاہور میں دعوت مناظرہ دی آپ جماعت علماء کے ساتھ کئی دن پہلے لاہور پہونچ گئے، اور ۲۴ر اگست ۱۹۰۰ء تک چھ دن انتظار کے بعد آپ گولڑہ شریف واپس ہوئے، شرمندگی وخجالت کو مٹانے کے لئے مرزائے دجال کے حواری محمد احسن امروہوی نے "شمس الہدایہ" کے رد میں "شمس بازغہ" لکھی، اور مرزا نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں اعجاز المسیح شائع کرائی، آپ نے اس کے رد میں "سیف چشتیائی" تالیف کی، جس میں اعجاز المسیح الدجال پر ستر اشکالات وارد فرمائے، اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد باطلہ پر بھی تبصرہ کیا، آپ کی دوسری تصانیف میں رسالہ "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھِلّ بہ لغیر اللہ (مقبولان بارگاہِ الٰہی کے تقربات، سماعِ موتٰی، اولیائے کرام کے نام پر نذر و نیاز کے مباحث ہیں) مکتوبات شریف، ملفوظات شریف، تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، حقائق و معارف علمی و روحانی سے مملو ہیں،

آپ نے ۸۱ برس کی عمر میں ۲۹ر صفر المظفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ر مئی ۱۹۳۷ء بروز شنبہ بوقت عصر اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وصال فرمایا، کسی نے تاریخ ولادت ووفات میں قطعہ خوب کہا ہے ؎

گفت ہاتف تولدِ آں شاہ ‏ ‏ آمدہ "برزمین ظلِ الٰہ"
۱۲۵۶ھ
عبدہٗ عرصۂ حیاتش داں ‏ ‏ سال رحلت "غریقِ حُبِّ اللہ"
۸۱

مشہور قاری حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکی الہ آبادی مؤلف فوائد مکیہ آپ ہی کے مرید تھے،

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی قدس سرہٗ

شہر الہ آباد، محلہ بہادر گنج کے ساکن، محمد حسین نام نامی، ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے، مولانا نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ فرنگی محلی اور قاری عبدالرحمٰن پانی پتی

سے تعلیم پائی، تکمیل درسیات کے بعد حج کے لئے گئے، شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے سند حدیث حاصل کی، اور حاجی شاہ محمد امداد اللہ مکی کے مرید و خلیفہ ہوئے،

آپ نامور عالم، اور صوفی و بزرگ، عربی کے زبردست ادیب، طبیب جسمانی و روحانی تھے، اصلاح نصاب درس نظامی کے مجلس ندوۃ العلماء کے بانیوں میں سرگرم بانی تھے، مولوی شبلی نعمانی کی آزاد روی اور مجلس میں نیچریت و بدعقیدگی کے اثر و نفوذ کو بڑھتا دیکھ کر علیحدگی اختیار کرلی، پہلے سماع کے شدید مخالفوں میں تھے، پھر اتنا ذوق و شوق ہوا، کہ حج کے لئے گئے تو قوال مع ساز کے ہمراہ گیا، ۹ر رجب المرجب ۱۳۲۲ھ کو بتقریب دعوت نواب سرور جنگ کے ہاں مجلس سماع میں مدعو تھے، اجمیر شریف کے قوال حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی غزل "آستیں بررو کشیدہ ہمچو مکار آمدی" ، گا رہے تھے، محفل پر ایک کیفیت طاری تھی، شاہ صاحب ہر مصرعے کی شرح فرماتے جاتے تھے، جب قوال مقطع پر پہونچے ؎

گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا ‏ ‏ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

"خود بخود آزاد" کی تکرار فرمائی اور نفس نفیس کی طرف اشارہ فرمایا، تیسری مرتبہ ادا کرنا چاہتے تھے کہ کیفیت بڑھ گئی، سربسجدہ ہوگئے اور مقصود کو پہونچے ——— حضرت صوفی جان صاحب میرٹھی جو پاس بیٹھے ہوئے تھے سب سے پہلے انھوں نے فرمایا، "مولانا نے وصال فرمایا ہے" پھر بھی لوگوں کو شبہ رہا، ڈاکٹر بلائے گئے، فصد لگائی لیکن کچھ نہ ہوا، آپ نے چار حج کئے، آخری حج کے موقع پر دربار نبوی میں دعا کی تھی، کہ میری موت مدینہ منورہ میں آئے، یا اجمیر شریف میں۔ (تذکرہ علمائے ہند، نزہۃ الخواطر، اردو ئے معلّٰی علی گڑھ)

حضرت مولانا سید محمد معصوم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

عارف حقانی حضرت مولانا سید محمد معصوم شاہ قادری نوری ابن حضرت فضل شاہ (سجادہ نشین) چک سادہ شریف ضلع گجرات میں تقریباً ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے، تعلیم حضرت مولانا امام دین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، بعدہٗ لاہور میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار میں حاضر ہو کر حضرت بابا فضل نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور

خلافت سے نوازے گئے، ـــــ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو خاص عقیدت تھی، آپ نے اپنی زندگی کے اکثر اوقات مزار حضرت داتا صاحب پر گزارے، اور آخر ۱۹۵۷ء میں حضرت کے قرب میں مستقل سکونت اختیار کرلی، آپ کا ایک عجیب و غریب کارنامہ نوری کتب خانہ کا قیام ہے، اس کے اہتمام سے اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی اکثر کتابیں شائع کی گئیں، اور دیگر علمائے اہلِ سنّت کی نایاب کتب کو حیاتِ نو بخشی، آپ ہی کے ایماء پر مفتی احمد یار خاں صاحب قدس سرہٗ نے قرآن مجید کا حاشیہ بنام نور العرفان تحریر کیا، جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ کے ساتھ متعدد بار شائع ہوا، اور مفتی صاحب مذکور نے مشکوٰۃ کی شرح مرآۃ بھی آپ ہی کے ایماء سے لکھی اور آپ ہی کی کوششوں سے شائع ہوئی، نیز " امیر معاویہ پر ایک نظر "، اس غرض سے لکھوائی کہ سادات میں جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض پایا جاتا ہے وہ رفع ہو،

آپ نہایت متدین بزرگ تھے، تبلیغ دین زندگی کا نصب العین تھا، مسلک حق اہلِ سنّت کی نصرت و حمایت اور ترویج و ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے، آپ نے اپنی زندگی میں تقریباً بیس مساجد تیار کروائیں، جن میں لاہور کی خوبصورت حسین و جمیل نمونہ مسجد نبوی شریف جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور آپ کی بے مثال یادگار ہے اور لوگوں کو بانی کے عشق رسول کی شہادت دے رہی ہے، اس مسجد میں ایک مدرسہ اور ایک " فری نوری شفاخانہ " قائم ہے، مرکزی مجلس رضا لاہور اسی مبارک و نورانی مسجد (جامع مسجد نوری) میں یوم رضا مناتی ہے

آپ نے مختلف خانقاہوں میں رائج بدعات کا قلع قمع کیا، اور ان مقامات پر درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے مراکز قائم کرائے، اور بے شمار سنّیوں کے مدارس قائم کئے، اور متعدد کی مالی امداد و اعانت فرمائی، اسی جذبہ تبلیغ و اشاعت دین کے تحت متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ طریقت تھے، لاہور شہر اور پورے پاکستان میں آپ کے مریدین کا ایک وسیع حلقہ ہے، ـــــ اس عظیم شیخ طریقت اور عالم حقانی نے ۲۹ر شوال ۱۳۸۸ھ مطابق ۸ار جنوری ۱۹۶۹ء بروز پنجشنبہ بوقت نماز عشاء رحلت فرمائی، اور اپنے پیر طریقت کے پہلو میں چک سادہ میں محو خواب ابدی ہوئے، حضرت کے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادہ ہیں۔

حضرت مولانا سیّد مظفر حسین کچھوچھوی مدظلہٗ

شیخ المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین برادر اکبر حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی کے فرزند ارجمند، اساتذۂ دار العلوم اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے درسیات پڑھی۔ اور حدیث کا دور جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین قدس سرہٗ سے کیا، بیعت و خلافت والد ماجد سے ہے، بکثرت افراد آپ سے بیعت ہیں۔

آپ جادو بیان اور شعلہ نوا مقرر ہیں، اہلِ سنّت کے اسٹیج کو آپ سے رونق ہے، مرادآباد سے ہند پارلیمنٹ کے ممبر رہے، کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ اور آل انڈیا تبلیغ سیرت کے ناظم ہیں، اہلِ سنّت کے بہت سے مسائل آپ کے تدبر سے حل ہوئے، شعر گوئی کا بھی ذوق ہے۔

حضرت مولانا نورالحق فرنگی محلی قدس سرہٗ

سلطان العلماء لقب، نورالحق نام، حضرت مولانا شاہ انوار الحق ابن ملّا احمد عبد الحق ابن مولانا محمد سعید ابن ملک العلماء مولانا قطب الدین شہید سہالوی قدست اسرارہم کے بیٹے۔ والد ماجد اور حضرت ملّا مُبین سے درسیات پڑھی، تکمیل حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی قدس سرہٗ سے کی، والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے، بعد فراغت درس و تدریس میں مصروف ہوئے منکسر المزاج، متواضع، اور بردبار تھے، آپ کے تلامذہ کا ذکر مولانا انوار الحق صاحب کے ذکر میں گذر چکا ہے، ـــــ ۲۳ر ربیع الاول شب یکشنبہ ۱۲۸۳ھ میں وصال ہوا، مرقد باغ مولانا انوار میں ہے، یہ قطعۂ تاریخ وفات میں ہے ؎

پے تاریخ ترحیلش بہ دل
سروشِ غیب ناگہ با دلِ زار

درِ معنی بہ کلکِ فکر می سُفت
بوئے حق گرفتہ نورِ حق گفت
۱۲۸۲ھ

(تذکرہ علمائے ہند، اکمل التاریخ جلد دوم)

حضرت مولانا نذیر احمد میرٹھی علیہ الرحمۃ

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کے برادر بزرگ، آپ نے پہلے والد ماجد سے پڑھا، بعد مدرسۂ اسلامی عربی کے مدرس مولانا نور احمد سے تکمیل کی، فراغت کے بعد صحافت کی راہ کو اپنایا، میرٹھ سے تاجر اخبار جاری کیا اور بمبئی سے غالب ــــــــ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ بمبئی میں گذرا، حضرت مولانا شاہ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کی ہوئی مسجد خیر الدین کے آپ امام و خطیب اور ناظم تھے، آزاد پارک میں عیدین کے امام آپ ہی تھے، بمبئی کی قدیم جمعیۃ علماء کے ناظم بھی رہے، تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا، اور اسی سلسلہ میں ۱۳۲۱ھ میں جیل گئے،

آپ جادو بیان مقرر بھی تھے، فن مناظرہ میں آپ کامل دستگاہ تھی، دیوبندیوں، وہابیوں اور آریوں سے مناظرے کئے اور مذکورہ فرقۂ باطلہ کو ذلتیں دیں، ــــ آپ نے اشاعت اسلام کے لئے کافی کوشش کی، تبلیغ اسلام کے لئے برما وغیرہ کا سفر کیا، انتقال سے ڈیڑھ برس پہلے آپ مدینہ منورہ چلے گئے تھے، بڑے ذوق و شوق سے پنج وقتہ نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے اور صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے، ۱۳۵۵ھ میں شعبان المعظم کی کسی تاریخ کو رہگزار عالم باقی ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

(تذکرہ شعرائے حجاز اردو)

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد نیاز بریلوی قدس سرہٗ

نام نامی نیاز احمد، نیاز تخلص، ولادت سرہند میں ہوئی، والد کا نام شاہ رحمت اللہ علوی آپ کے اجداد شاہان بخارا سے تھے، شاہ آیت اللہ علوی ترک سلطنت کر کے ملتان تشریف لائے، ایک مدت بعد آپ کے پوتے حضرت شاہ عظمت اللہ سرہند شریف آبسے، ۱۱۶۰ھ میں حضرت نیاز کے والد دہلی تشریف لائے، حضرت نیاز کے نانا حضرت سید عبد الدین رضوی حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی جہاں آبادی کے خلیفہ تھے، والدہ ماجدہ حضرت محی الدین دیا نامی قدس سرہٗ رپدہ تھیں، ان عفیفہ نے بچپن ہی میں اپنے والد کے پیر بھائی حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی سے سلسلۂ چشتیہ میں مرید کرا دیا تھا، علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل بھی انھیں سے کی، پندرہ برس کی

عمر میں فارغ ہوئے، دستار بندی میں علماء دہلی نے شرکت کی، آپ بحیثیت عالم، وشاعر و بزرگ صاحب مقامات و احوال، نامور، اور عالی مقام تھے، ملا جلال پر حاشیہ تبحر علمی پر روشن دلیل ہے، ہزارہا مریدین سلسلۂ نیازیہ کے عالم اسلام میں ہیں، تاریخ وصال ۶ رجمادی الاخری ۱۲۵۰ھ ہے، مزار بریلی میں مرجع خلائق ہے، آیت قرآن اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ مادہ تاریخ وصال ہے، حضرت شاہ عبد اللہ بغدادی کے مرید خاص، خلیفہ اور داماد تھے، حضرت اچھے میاں مارہروی نے بھی اجازت و خلافت دی تھی، حضرت شاہ نظام الدین حسین المتوفی ۱۳۲۲ھ جانشین و فرزند اپنے زمانے کے مشہور بزرگ گذرے ہیں۔

(سوانح غوث اعظم)

استاذ العلماء مولانا شاہ نور احمد بدایونی قدس سرہٗ

استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ نور احمد ابن مولانا محمد شفیع ابن حضرت مولانا شاہ عبد المجید قدست اسرارہم حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کے چچا زاد بھائی ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے، مولانا فیض احمد ابن مولانا حکیم غلام احمد ابن مولانا شمس الدین ابن مولانا محمد علی بحر العلوم بدایونی قدس اللہ اسرارہم سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے، مولانا فضل حق خیر آبادی سے متقدمین کی کتابیں پڑھیں، مدرسہ قادریہ بدایوں میں مدرس تھے، طلبہ پر بے حد شفقت فرماتے، غرباء و فقراء کی اعانت وصف خاص تھا،

اپنے چچا حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کے مرید تھے، جمادی الاولی ۱۳۰۱ھ میں واصل بحق ہوئے، "شیخ العصر" مادۂ تاریخ ہے ـــ تلامذہ میں حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر جیسے بزرگ تھے، اولاد کوئی نہ تھی۔ (اکمل التاریخ جلد دوم)

حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ

نقی علی خاں نام، یکم رجب ۱۲۴۶ھ میں محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے، والد ماجد سے تعلیم و تربیت پائی، بعد فراغت تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے، بریلی میں فتنۂ امکان نظیر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سدباب میں سعی بلیغ کی، حضرت تاج الفحول کی معیت میں ۱۲۹۵ھ

میں مارہرہ حاضر ہو کر حضرت شاہ آل رسول قدس سرہٗ کے مرید ہوئے، اسی مجلس میں خلافت سے نوازے گئے، ۱۲۹۵ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضرت سید احمد دحلان وغیرہ علماء کرام سے سند حدیث حاصل کی ۱۲۹۷ھ ذیقعدہ بروز پنجشنبہ بوقت ظہر اکیاون برس کی عمر میں لقاء رب سے ہم کنار ہوئے، فرزند اکبر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بہت سے تاریخی مادے استخراج کئے، انہیں میں سے خاتم اجلۃ الفقہا ۱۲۹۷ھ ہے۔

حضرت مولانا نذیر احمد خاں رام پوری قدس سرہٗ

عثمان زئی پٹھان، بگھیر شرف الدین خاں رام پور میں پیدا ہوئے، والد کا نام مولوی محمد خاں، علمائے رام پور و دہلی سے درسیات پڑھی، اطباء دہلی سے طب بھی حاصل کیا، عربی کے زبردست ادیب تھے، ندوۃ العلماء کی ضلالت و گمراہی کے دور کرنے والوں میں ممتاز تھے، پیشوائے دیوبندیت مولانا رشید احمد گنگوہی کی کفریہ عبارت پر سب سے پہلے ۱۳۰۹ھ میں فتویٰ تکفیر صادر فرمایا، یہ فتویٰ خیر المطابع میرٹھ میں طبع ہوا تھا، ــــ آپ نہایت متقی، متورع، صاحب کمال تھے، مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات میں مدرس تھے، آپ کو تمام علوم و فنون پر دستگاہ کامل حاصل تھی تصانیف میں السیف المسلول علی منکر علم غیب الرسول استدلال اور زور بیان کے اعتبار سے عمدہ اور اچھی کتاب ہے، خاکسار راقم کی نظر سے گذر چکی ہے ۱۳۲۳ھ میں وصال ہوا

(تذکرہ کاملان رامپور)

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ

محمد نعیم الدین نام، نعیم تخلص، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ سال ولادت، تاریخی نام غلام مصطفےٰ، حضرت مولانا محمد معین الدین نزہت کے فرزند ارجمند، آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے، اردو، فارسی والد بزرگوار سے پڑھی، ملا حسن تک درس نظامی حضرت مولانا شاہ فضل احمد سے پڑھا، حضرت مولانا سید شاہ گل محمد قدس سرہٗ سے ۱۳۱۸ھ میں تکمیل کر کے افتاء نویسی سیکھی طب مولانا شاہ فضل احمد امروہوی سے پڑھی ۱۳۲۰ھ میں دستار بندی ہوئی، والد ماجد نے قطعہ تاریخ کہا ـــ

ہے میرے پسر کو طلبہ پر وہ فضیلت — سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے — دستار فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت" ۱۳۲۰ھ

اعلیٰ حضرت، قطب العالم، شیخ المشائخ شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ مقدسہ کے مرید ہوئے، مثال خلافت عطا ہوئی، مورد الطاف خاص ہوئے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بھی آپ پر خاص نظر تھی، نیز خلافت سے سرفراز تھے، متعدد مواقع پر فاضل بریلوی نے اپنا وکیل مقرر کیا، تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا، استاذ العلماء کے لقب سے پکارے جاتے تھے، فاضل بریلوی نے صدر الافاضل خطاب مرحمت فرمایا تھا، ایک زمانے تک مولوی ابو الکلام آزاد دہلوی کے رسائل البلاغ اور الہلال میں مستقل مضامین لکھے، آپ نے ۲۰ برس کی عمر میں ۱۳۲۰ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری قدس سرہٗ کے رسالہ اعلام الاذکیاء کے تردیدی رسالہ کے جواب میں "الکلمۃ العلیا" تالیف فرمایا،

احقاق حق اور ابطال باطل میں نہایت جری تھے، مختلف بلاد میں غیر مقلدوں، دیوبندیوں، آریوں سے مناظرے کئے، منشی شوکت علی رام پوری، سید حبیب صاحب ایڈیٹر ریاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں مولانا خلیل احمد مصنف براہین قاطعہ کے پاس پہونچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا، آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا، آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیے، مگر میرے پاس جواب نہیں،

آپ صائب الرائے، مدبر، مفکر تھے، ملکی حالات پر پوری نظر تھی، اہل سنت کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ایک کو دوسرے سے قریب کیا اور ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس کر کے غیر منقسم ہندوستان کے پانچ سو مشائخ کو علماء کو ایک مرکز پر لاکر جمع کیا، ـــ ۶۷ برس کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو وصال ہوا، جامعہ نعیمیہ کے احاطہ میں مزار شریف ہے ـــ عالم باعمل فاضل اجل حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی مدظلہ العالی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم بدایوں نے قطعہ تاریخ کہا جو مطبوعہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء ہے ـــ

شوق نعیم خلد میں حضرت نعیم دیں — دار فنا سے دار بقا کو ہوئے رواں
رضواں نے دی ندا کہ فریدی سن وصال — کہہ دو "ملا بہشت بریں میں انہیں مکاں" ۱۳۶۷ھ

حضرت مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا نبی بخش بن محمد وارث ۱۸۵۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے، حضرت مولانا شاہ معوان حسین رام پوری خطیب شاہی مسجد لاہور، مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا غلام محمد بگوی، پیر سید عبد الغفار شاہ، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا غلام دستگیر قصوری علیہم الرحمۃ سے درس نظامی کی تکمیل کی، معیشت کے لئے حلوائی کی دوکان کی، حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری سے بیعت کا شرف حاصل کیا، مذہب اہل سنت کی ترویج و حمایت کے لئے بلیغ کوشش کی، اور معاندین وہابیوں دیوبندیوں کے رد میں رسائل لکھے، پندرہ مبسوط جلدوں میں بزبان پنجابی قرآن مجید کی تفسیر لکھی، ۱۹۴۵ء میں وفات پائی، اور اپنی تعمیر کردہ مسجد جامع کوتوالی بیرون دہلی دروازہ میں دفن کئے گئے، علامہ اقبال احمد فاروقی آپ کے تلمیذ آپ کے جانشین اور پاکستان کے مشہور اہل قلم ہیں۔

حضرت مولانا نثار احمد مفتی آگرہ قدس سرہٗ

حضرت مولانا احمد حسن کانپوری کے دوسرے فرزند ارجمند مفسر قرآن، بحر البیان واعظ متبحر عالم و مناظر، ماہر فقہ، والد کے شاگرد مولانا شاہ عبید اللہ اور مولانا قاضی عبد الرزاق کانپوری اور اپنے خالو حضرت محدث سورتی سے درس نظامی پڑھا، سند تکمیل والد ماجد سے حاصل کی، پورے ملک میں آپ کے وعظ کی دھوم تھی، آپ آزادی ہندوستان کے قائدین میں تھے، کراچی کے مشہور مقدمہ میں ماخوذ ہو کر زینت زنداں ہوئے، خلافت کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا، شاہی جامع مسجد آگرہ کے خطیب و مفتی تھے، کانپور اور بمبئی میں مشہور خارجی عالم مولانا عبد الشکور کاکوروی دیوبندی سے کامیاب مناظرے کئے، اہل سنت کی تائید و نصرت آپ کا شیوۂ خاص تھا، لاچاروں، غریبوں کے ہمدرد اور طلبۂ علم دینی پر بے حد شفیق تھے، ۱۹۳۰ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے، اور جدہ میں انتقال ہوا۔ معتبر روایت ہے کہ آپ کی موت زہر خورانی کی وجہ سے ہوئی، مدفن بھی جدہ میں ہے، آپ کے اولاد نہ تھی اس لئے اپنی اہلیہ کے خواہر زادہ مولانا قاری نعمان احمد خطیب شاہی جامع مسجد اکبر آباد آگرہ کو متبنیٰ کر لیا تھا۔

حضرت مولانا محمد نظام الدین بلیاوی مدظلہٗ

محمد نظام الدین نام، ضلع بلیا وطن، مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا مقبول احمد خاں اور مولانا مقبول احمد صدیقی و دیگر اساتذہ سے پڑھنے کے بعد مدرسہ فیض الغرباء آرہ میں حضرت مولانا محمد ابراہیم قادری آروی سے پڑھا، اجمیر شریف دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی مدظلہٗ سے ملا حسن پڑھا، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہٗ سے خصوصی درس لیا، جو فخر الذکر بزرگ سے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں تکمیل علوم کی، حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین نے ہیئت و توقیت وریاضی کا درس لیا، ۱۹۵۳ء تک مدرسہ سبحانیہ کے ناظم تعلیمات اور صدر مدرس رہے، پھر اُستاذ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ حبیبیہ میں اسی عہدہ پر درس دیا، ۱۹۵۸ء میں بلرام پور کی شہرۂ آفاق عربی درسگاہ مدرسہ عالیہ میں صدر مدرس ہوئے، اب گورنمنٹ کالج الہ آباد میں اُردو فارسی کے لیکچرر ہیں ـــــ نہایت ذہین، دقیقہ رس، دور اندیش، اور معاملہ فہم ہیں، درس نظامی کے جملہ فنون میں ماہر کامل اور فائق الاقران۔

بیعت کا تعلق حضرت شاہ عبد العلیم آسی، و حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن مدظلہ العالی سے ہے، شیخ و استاذ کے شیدائی اور اطاعت شعار، ذاکر و شاغل و تہجد گزار ہیں،

عربی ادب اور معقول کی کئی کتابوں کی شروح و حواشی زیر تحریر ہیں، راقم سطور نے رامپور میں شرح تہذیب، سراجی، قطبی کا درس خصوصی آپ سے لیا۔

حضرت مولانا شاہ محمد نور اللہ فریدی قدس سرہٗ

بچھراؤں ضلع مراد آباد کے ساکن حضرت مخدوم دائم الحضوری شاہ عبد الغفور صاحب اعظم پوری خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہما آپ کی آٹھویں پشت کے بزرگ ہیں، آپ کے نانا حضرت شاہ مقبول عالم محب النبی حضرت مولانا شاہ محمد فخر الدین چشتی دہلوی کے خلیفہ تھے، اور حضرت گنج شکر کان نمک قدس سرہٗ کی اولاد سے تھے۔ ابتدائی درسیات کی تعلیم گھر پر حاصل کی، بعدہٗ رام پور میں حضرت مولانا مفتی شرف الدین سے اور لکھنؤ میں حضرت مولانا

مرزا حسن علی محدث سے اخذ علوم کیا، سرکار انگریزی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور غازی الدین حیدر کے زمانہ میں نو برس کامل معزز عہدوں پر کام کیا، ۱۲۳۹ھ میں حضرت رئیس الموحدین امام العارفین، کاشف اسرار رب العالمین مولانا سید شاہ عبدالرحمن صوفی قدس سرہٗ سے مرید ہوئے اجازت و خلافت پائی اور حریم راز کے محرم ہوئے ——— آپ کو اپنے مرشد کے مزاج و بارگاہ میں بہت رسوخ حاصل تھا، مسئلہ وحدۃ الوجود میں جب کلام فرماتے تو جاننے والے کہتے کہ حضرت مولانا کلام فرما رہے ہیں، ——— ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۶۷ھ میں لکھنؤ میں وصال ہوا، اور مرشد کے زیر قدم دفن کئے گئے۔

تصانیف میں انوار الرحمن ملفوظ مولانا سید شاہ عبدالرحمن، نور مطلق شرح کلمۃ الحق یہ دونوں اکابر صوفیاء اور علماء میں مقبول و متداول ہیں۔ ھدایۃ الوھابیین، نغمۂ عشاق جواز سماع میں (محمد اکبر بادشاہ غازی نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد شاہی فرمان کے ذریعہ) زبدۃ الموحدین، مشیر الدولہ، محسن الملک مفتی محمد نور اللہ خاں بہادر مناظر جنگ کا خطاب دیا۔

حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ محمد عبدالعلیم آسی رشیدی قدس سرہٗ کے برادر عم زاد، وکیل احمد نام نامی۔

۹ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ میں اپنے گاؤں سکندر پور ضلع بلیا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وطن میں پائی، حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کا شہرہ سن کر جونپور پہونچے، نور الانوار کا مشہور حاشیہ "قمر الاقمار"، مولانائے فرنگی محلی نے آپ ہی کے لئے لکھا، ۱۲۷۶ھ میں درسیات تمام کیں، لکھنؤ میں حکیم نور کریم لکھنوی سے طب پڑھی، کچھ عرصہ مطب بھی کیا، ۱۲۸۳ھ میں حیدر آباد دکن گئے، سرکار آصفیہ کے صوبہ شرقی کے نائب مقرر ہوئے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی (آپ کے استاذ زادہ) اور نواب صدیق حسن قنوجی بھوپالی کے درمیان جب مشہور تحریری مناظرہ دربارۂ تقلید و مطاعن ائمہ ہوا تو آپ استاذ زادہ کے دوش بدوش رہے، اور نواب کے رسالۂ نظم کا جواب نظم میں بعنوان دیوان حنفی اور نثر کا جواب نثر میں دیا، اپنے زمانہ کے صاحب تصنیف اور اکابر علمائے اہل سنت میں سے تھے

حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے خاص تعلقات تھے، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا شاہ میر اشرف علی ابن مولانا میر سلطان علی قدس سرہما کے مرید تھے، آپ کا ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں بمقام حیدر آباد انتقال ہوا۔ (تذکرۂ مقبول)

حضرت مولانا وصی احمد سہسرامی رحمۃ اللہ علیہ

سہسرام ضلع آرہ صوبہ بہار وطن، اور مولد و منشاء، مختلف اساتذہ سے پڑھنے کے بعد دار العلوم کانپور میں حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری سے تکمیل کی ——— نامور صاحب کمال طلباء میں آپ کا شمار تھا، درس نظامی کے تمام فنون میں مہارت تامہ تھی، تدریس کی ابتداء جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے ہوئی، بر سہا برس صدر مدرس رہنے کے بعد دار العلوم نعمانیہ دہلی میں صدر مدرس ہوئے، اس کے بعد دوبارہ جامعہ نعیمیہ کے اراکین کے اصرار پر تشریف لے گئے، بڑھاپے میں بھی حافظ العلم تھے، آخر میں باطنی اشغال میں انہماک اور تصوف کی کتابوں کی خواندگی وظیفۂ حیات تھے۔

وطن میں انتقال ہوا ——— حضرت مولانا محمد حبیب اللہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، حضرت مولانا محمد یونس سنبھلی مہتمم جامعہ، مولانا محمد عمر نعیمی وغیرہ مشہور اور متبحر عالم تلامذہ میں ہیں۔

حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہٗ العزیز

شیخ المحدثین وحید العصر حضرت مولانا شاہ وصی احمد ابن حضرت مولانا محمد طیب قدس سرہما ۱۸۳۶ء میں بعہد معین الدین اکبر شاہ ثانی، راندیر ضلع سورت میں پیدا ہوئے آپ کے اجداد مدینہ منورہ کے ساکن تھے، وہاں سے سولہویں صدی عیسوی میں شاہجہاں کے دور حکومت میں سورت کی بندرگاہ سے ہندوستان پہونچے، آپ کے بعض بزرگوں نے سورت پہونچ کر شاہی فوج میں ملازمت کر لی، اور عنایت خاں ابن قاسم خاں گورنر بنگال کی سربراہی میں کلکتہ کے قرب و جوار میں پرتگیزیوں سے لڑائی لڑی

آپ کے دادا بزرگوار مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد طاہر نے راندیر ہی میں سکونت پسند کی اور مسادۂ علم و ہدایت بچھا کر مصروف تدریس و ارشاد رہے، کفاف عیال کے لئے کپڑوں

کی تجارت کا پیشہ اختیار کیا، ـــــ تسمیہ کی رسم دادا بزرگوار نے ادا کرائی، والد ماجد سے تحصیل علم میں مصروف ہوئے، ابھی آپ عمر کی اکیسویں ۲۱ منزل میں تھے کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ شروع ہو گیا، اور آپ کے خاندان کے متعدد افراد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے جس میں آپ کے دو حقیقی بھائی بھی شامل تھے، آپ کے دادا بزرگوار کا سامان تجارت جلا کر خاکستر کر دیا گیا، اور مکان پر فوج نے قبضہ کر لیا، آپ اپنے والدین اور چھوٹے بھائی مولانا عبد اللطیف کے ساتھ کئی دن روپوش رہنے کے بعد کسی طرح عراق پہونچ گئے، تین سال کے بعد وہاں سے حج و زیارت کے لئے مکہ مکرمہ پہونچے، حج کے بعد چند ماہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے پھر راندیر واپس آرہے تھے کہ والد ماجد نے سفر آخرت اختیار کیا، راندیر پہونچنے کے کچھ عرصہ بعد والدہ ماجدہ نے بھی داغ جدائی دیا ـــــ آپ کی والدہ ماجدہ مشہور زمانہ عالم و عارف حضرت مولانا خیر الدین[1] محدث سورتی کی نواسی تھیں

والدہ کی رحلت کے بعد چھوٹے بھائی کو لے کر تحصیل و تکمیل علوم کی غرض سے دہلی کے مدرسہ حسین بخش میں پہونچے، اس کے بعد علی گڑھ میں استاذ العلماء مولانا محمد لطف اللہ کے حلقہ درس میں شریک ہو کر دونوں بھائیوں نے علوم و فنون کی تکمیل کی، ۱۸۶۵ء میں سہارنپور محشیٔ بخاری مولانا احمد علی المتوفی سنہ ۱۲۹۷ھ کے پاس پہونچے اور ان کے درس حدیث میں شرکت کر کے سند و اجازت حاصل کی، بعدہٗ حضرت مولانا لطف اللہ کے ایماء و مشورہ سے گنج مراد آباد

[1] حضرت مولانا خیر الدین محمد زاہد سورتی دَورِ آخر کے اُن باکمالوں میں تھے جو اپنے اسلاف کی سچی یادگار سمجھے جاتے تھے، آپ نے حضرت مولانا محمد بن عبد الرزاق سورتی سے اخذ علوم کیا، بعدہٗ حج و زیارت کے لئے سفر حجاز کیا، مدینہ طیبہ میں ایک عرصہ تک قیام کر کے شیخ محمد حیات سندھی علیہ الرحمۃ سے حدیث کا درس لیا، واپسی میں وطن آکر درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کیا، اور پورے پچاس برس درس حدیث میں مصروف رہے، ـــ مشہور زمانہ عالم، لغوی، ادیب، مفسر، محدث، شاعر، صوفی علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی المتوفی سنہ ۱۲۰۵ھ (مدفون زبید شام) حجاز کو جاتے ہوئے آپ کے مدرسہ میں ٹھہرے تھے، اور آپ سے کسب فیض کیا تھا، شواہد التجوید تصوف میں آپ کی عمدہ کتاب ہے، سنہ ۱۲۰۶ھ آپ کا سال وفات ہے۔
(یاد ایام)

پہونچ کر حضرت مولانا شاہ فضل رحمان قدس سرہ سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا، اور سند حدیث کے ساتھ سند خلافت بھی پیر و مرشد نے مرحمت فرمائی۔

مغربی علوم کے مضرات کے انسداد کے لئے حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی کے مشورہ سے علماء کی ایک مختصر و فعال جماعت ملک کے مختلف گوشوں میں دورہ کرنے کے لئے آپ کی قیادت میں روانہ ہوئی، جس کے اراکین مولانا محمد علی واعظ دہلوی، مولانا شاہ احمد حسن کانپوری، مولانا سید محمد علی کانپوری (کانپوری صاحب مجلس ندوۃ العلماء کے قیام کے بعد پلٹا کھا کر دیوبندیت نواز ہو گئے اور شامت اعمال سے پھر ان کو توبہ کی توفیق نہ ہو سکی) تھے، جب علماء کا یہ قافلہ جانے کے لئے تیار ہوا تو حضرت مولانا شاہ فضل رحمان کی موجودگی میں علماء کی ایک جماعت کامیابی و کامرانی کے لئے دیر تک بارگاہ الٰہی میں مصروف دعا رہی، تین ماہ سے زیادہ دنوں تک آپ مشرق میں ڈھاکہ، سلہٹ، چاٹگام، نواکھالی، میمن سنگھ اور کشور گنج، اور مغرب میں ملتان، لاہور، سیالکوٹ کا دورہ کرتے رہے، بنگال میں مولانا سید عبد الحمی اسلام آبادی (آپ کا ذکر گذر چکا ہے) اور پنجاب میں حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی وجہ سے کافی کامیابی ہوئی، ـــــ ۱۸۷۶ء کے نصف اول میں آپ اپنے مخلص پیر بھائی حکیم خلیل الرحمن پیلی بھیتی کی دعوت اور پیر و مرشد کے حکم سے علوم و فنون کی ترویج کے لئے پیلی بھیت تشریف لے گئے، حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم کی بنائی ہوئی جامع مسجد میں نواب صاحب مرحوم کے نام پر مدرسہ حافظیہ قائم کیا گیا، اور آپ اس کے صدر مدرس مقرر ہوئے، سنہ ۱۳۰۱ھ میں جامع مسجد سے متصل ہی آپ نے ایک وسیع قطعۂ اراضی مدرسہ کے لئے خریدا، اسی سنہ میں علمائے رامپور، بدایوں پنجاب کی موجودگی میں ہمام العصر مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ نے سنگ بنیاد رکھا اور تین گھنٹہ فن حدیث پر تقریر فرمائی، اس نئے مدرسہ کا نام مدرسۃ الحدیث رکھا گیا۔

علوم و فنون کے علاوہ آپ نے مستقل چالیس برس حدیث شریف کا درس دیا، آپ کے درس حدیث کی دُور دور تک شہرت تھی، دہلی، سہارنپور، کانپور، رامپور، جونپور، علی گڑھ اور لاہور سے علوم کی تحصیل کر کے طلبہ آپ کے درس حدیث میں شرکت کے لئے پہونچتے تھے۔

نماز فجر کے بعد سے ظہر تک اور ظہر سے آدھی رات تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ وقت تک درس جاری رہتا تھا، ہر وقت آپ باوضو رہتے تھے مگر دورانِ درس میں وضو کا خاص خیال فرماتے تھے، عشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ درس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی ادا کرنے کے بعد تدرے توقف فرماتے تھے، درس حدیث میں مولوی احمد علی سہارنپوری آپ کو اپنا جانشین کہتے تھے۔

آپ انتہائی سادہ، نیک، باوضع، اور با اخلاق مزاج پایا تھا، لباس سادہ استعمال کرتے تھے اور معمولی غذا استعمال کرتے تھے، طلبہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے، غریب طلبہ کی مالی اعانت فرماتے تھے، عام مسلمانوں سے ہمدردی سے پیش آتے تھے، آپ کو غرور وتکبر اور غیبت و برائی سے شدید نفرت تھی، تصوف سے خاص لگاؤ تھا، مگر خانقاہی زندگی اور ترک دنیا سے ہمیشہ گریزاں رہے، آپ کا دل مسجد و مدرسہ میں زیادہ لگتا تھا، آپ سنت کی پابندی کو سب سے بڑی کرامت اور فقیری فرماتے تھے۔

۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء کو آپ کا انتقال ہوا، مرض الموت اور تجہیز و تکفین کی خدمات میں آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل محمود آبادی پیش پیش تھے،

مدرسۃ الحدیث کے قریب مسجد کے احاطہ میں اس گنجینۂ فضل و کمال کو سپرد خاک کیا گیا فاضل بریلوی نے وفات کا مادہ تاریخ آیت کریمہ یُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کہا

آپ کے تلمیذ مولانا سید مصباح الحسن علیہ الرحمۃ کہتے تھے کہ حضرت کی تمنا تھی کہ میری موت حدیث پڑھاتے ہوئے آئے، چنانچہ بوقت وفات مشکوٰۃ شریف آپ کے سینے پر تھی اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر روح نے جسم سے جدائی اختیار کی — حضرت مولانا سید سلیمان اشرف چیرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد مفتی اعظم آگرہ، مولانا مفتی عبد القادر لاہور، ملک العلماء مولانا ظفر الدین، مولانا سید خادم حسین ابن پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا سید مصباح الحسن پھپھوندوی، مولانا عبد العزیز خاں محدث بجنوری، صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی، قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ آپ کے نامور تلامذہ میں سے تھے،

تصانیف میں حاشیہ سنن نسائی شریف پر (مطبوعہ مطبع نظامی) حاشیہ طحاوی (مطبوعہ درس) تحقیق المجتلی شرح مُنیۃ المُصلّی (مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ) جلالین و مشکوٰۃ کے حواشی حضرت مولانا سردار احمد محدث لائل پوری آپ کی اہلیہ سے شائع کرانے کے وعدہ پر لے گئے تھے، پھر پتہ نہیں چلا کہ یہ حواشی کہاں ہیں اور کس کے پاس ہیں، جامع الشواہد لاخراج الوھابیین عن المساجد، غیر مقلدوں کو مساجد سے نکالے جانے سے متعلق پہلی کتاب ہے۔

استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری

آبائی وطن سوات، والد کا نام مولوی رفیع اللہ خاں، محلہ الف خاں کے گھیر رام پور میں پیدا ہوئے، ابتدائی کتابیں والد سے پڑھیں، صرف و نحو حافظ غلام علی سے اور منطق میر زاہد تک مولانا جلال الدین المتوفی ۱۳۱۳ھ سے حاصل کیا، حضرت علامہ فضل حق کے رام پور کے دور میں تلامذہ میں داخل ہو کر علوم و فنون میں کمال حاصل کیا، حدیث مولانا عالم علی نگینوی المتوفی ۱۲۹۵ھ سے پڑھی، اپنے استاذ حضرت خیر آبادی کے عاشق و شیدائی تھے، دہلی، الور میں ساتھ رہے، نیرنگی تقدیر سے حضرت خیر آبادی جب کالا پانی بھیجدیئے گئے تب جدائی ہوئی، مغموم و محزون وطن آئے اور درس دینا شروع کیا، مدرسہ عالیہ میں مدرس ہو گئے، ۱۸۸۰ء میں جون پور مدرسہ حنفیہ میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے، آپ ان علماء میں تھے جن سے علم و فضل کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ فرقہ وہابیہ کے رد و تنفر میں نامور حامی حق استاذ حضرت خیر آبادی کے قدم بقدم تھے، ۱۳۰۱ھ میں بمقام مرشد آباد بنگال مشہور غیر مقلد بہاری عالم عبد العزیز رحیم آبادی کے مقابلہ میں مذہب حنفیہ کی نصرت و حمایت فرمائی — ۱۳۱۸ھ میں مجلس علمائے اہل سنت کے جلسہ میں جو ندوہ کی اصلاح کے لئے پٹنہ میں منعقد ہوا تھا حمایت حق کے لئے شریک جلسہ ہوئے

اپنے استاذ مولانا جلال الدین کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ چھوٹے میاں قدس سرہ سے طریقہ عالیہ قادریہ میں مرید تھے، وسیع الاخلاق، خندہ رو، دوست آشنا، سادہ وضع، متورع و متقی اور شاگردوں پر نہایت شفیق تھے۔

بروز دوشنبہ ۵ بجے شام یکم رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ میں واصل بحق ہوئے، درگاہ حضرت

قطب الاقطاب شیخ عبدالرشید[1] جونپوری واقع رشید آباد میں مدفون ہے، مصرعہ تاریخ وفات یہ ہے ع "شد نہاں مہر اوج فلسفیات" ——— استاذ الاساتذہ حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی، رئیس العلماء علامہ سید محمد سلیمان اشرف سابق چیرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، استاذ العلماء علامہ حکیم سید برکات احمد ٹونکی، مولانا عبدالسلام نیازی دھلوی، مولانا ظہیر علی المتوفی ۱۳۵۰ھ صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن قدس اللہ سرہم حضرت کے تلامذہ تھے، جن کے کمالات اور رموز علم سے استاذ کے کمال کا اندازہ لگالیجئے حضرت کو شعر گوئی سے بھی لگاؤ تھا، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند بھی آپ کے شاگرد تھے، مگر بعد میں ذاتی مصلحت کی وجہ سے آپ کے عقیدہ و مذہب سے گریز کرکے دیوبندی ہوگئے تھے۔

حضرت مولانا ہدایت علی بریلوی علیہ الرحمۃ

مولانا ہدایت علی بریلی محلہ قرولان کے ساکن، شیخ فاروقی، حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی سے تحصیل علم کیا، نواب مشتاق علی خاں عرش آشیاں نے بریلی سے بلاکر مدرسہ عالیہ رامپور کا پرنسپل مقرر کیا، بریلی میں مدرسہ شریعت قائم کیا، خود درس دیتے تھے ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہوا، حضرت

[1] حضرت کا لقب شمس الحق، فیاض دیوان ہے، حضرت شاہ مصطفیٰ جمال کے صاحبزادے ۱۰۰۰ھ میں موضع بروہ ضلع جونپور میں پیدا ہوئے، مولانا افضل جونپوری سے تکمیل علوم کی ——— شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حدیث پڑھی، والد سے مرید ہوئے (جو شیخ محمد بن حضرت بندگی نظام الدین امیٹھوی کے مرید تھے) کسب باطن کیا، خلافت پائی، شروع میں درس دیتے تھے، آخر میں سب ترک کرکے کتب حقائق کے مطالعہ میں مصروف ہوئے، حضرت شیخ اکبر ابن عربی قادری قدس سرہ کی کتابوں سے خاص شغف تھا حضرت کے اوصاف و محامد کا تذکرہ سن کر صاحب قرآن شاہجہاں بادشاہ مرحوم نے ملاقات کی درخواست کی مگر آپ نے انکار کر دیا، ——— ذکر جہر بہت فرماتے تھے، اور ہر کام میں متبع شریعت تھے، ہزارہا مخلوق آپ کے در فیض سے مستفیض اور ہدایت یاب ہوئی، ۹ رمضان المبارک ۱۰۸۳ھ میں سنت فجر کی تحریمہ باندھتے ہوئے واصل الی اللہ ہوئے، یہ مومن کے لئے ایک قابل رشک موت ہے، خدایا راقم حالات کو بھی ایسی موت نصیب فرما، تصانیف میں مناظرہ رشیدیہ مشہور عالم کتاب ہے، شمسی تخلص اور کلام فارسی میں ہے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ: (تاریخ شیراز ہند، و، تذکرہ کاملان رامپور)

استاذ العلماء مولانا فضل حق رامپوری، حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری سجادہ نشین مارہرہ شریف اور مولانا یونس علی بدایونی علیہم الرحمۃ مشہور شاگرد تھے۔

(تذکرہ کاملان رامپور، تذکرہ نوری)

حضرت مولانا ہدایت رسول رامپوری علیہ الرحمۃ

ریاست رامپور میں پیدا ہوئے، والد کے وصال کے بعد لکھنؤ گئے، حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری کے مرید و خلیفہ، آپ کے دادا حضرت مولانا قادر علی صاحب حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی کے مرید و خلیفہ تھے، اُن سے بھی اکتساب فیض کیا، انتہائی بے خوف اور نڈر بزرگ تھے، اُستاذ محترم فاضل بریلوی کا آپ پر خاص کرم تھا، "شیر بیشۂ سنت" کا خطاب بھی انہیں کا عطا فرمودہ ہے، آپ کا بیان بہت پُرزور ہوتا تھا، ردّ وہابیہ دیوبندیہ کی طرف خصوصی توجہ تھی، آریوں، عیسائیوں سے مناظرے کئے، آخر عمر میں رامپور میں مقیم ہوگئے تھے، وہیں بروز جمعۃ الوداع ۱۹۱۵ء میں وصال ہوا، حضرت شاہ درگاہی کے زیر قدم روضہ سے باہر دفن کئے گئے

(ماہنامہ سُنّی ہدایت رسول نمبر)

حضرت مولانا ہادی علی خاں سیتاپوری قدس سرہٗ

سیتاپور کے مشہور حکیم عبدالواجد ناظم خیرآباد کے صاحبزادہ، ہادی علی خاں نام نامی، زبردست عالم و فاضل اور واعظ و شیخ طریقت تھے، درسیات کی تحصیل حضرت مولانا سعد اللہ معتمد عدالت رامپور، شفتہ تخلص سے کی، تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا حافظ سید محمد علی خیرآبادی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ و مرید تھے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ بروز شنبہ محلہ معالی خاں لکھنؤ میں آثار شریف میں وصال ہوا، وہیں دفن ہوئے، "دہ مجلس الشہادتین" "سیزدہ مجلس"، میلاد مبارک اور دیگر تصانیف مطبوعہ ہیں۔

(برکات مارہرہ، باغی ہندوستان)

حضرت مولانا یقین الدین بریلوی علیہ الرحمۃ

بریلی کے باشندے، امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید اور مرید و خلیفہ تھے، ترک تقلید وغیرہ مسائل میں شیخ طیب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور سے

میں کتاب تالیف کی، دارالافتاء رضویہ بریلی میں فتوی نویسی کرتے تھے، حافظ قرآن تھے، اس سے زیادہ آپ کا حال معلوم نہ ہو سکا، ۱۱ر جمادی الاخری ۱۳۷۰ھ میں وصال ہوا، وہیں مدفن ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف فرنگی محلی قدس سرہٗ

حضرت مولانا مفتی محمد اصغر فرنگی محلی قدس سرہٗ المتوفی ۱۲۵۵ھ ۹ر رجب المرجب، کے فرزند جہد، علمائے فرنگی محل سے تعلیم پائی، علوم وفنون میں امامت کا منصب رکھتے تھے، اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلۂ تلمذ آپ سے وابستہ ہے، اپنے والد کے انتقال کے بعد عدالت دیوانی لکھنؤ کے مفتی مقرر ہوئے بعدہٗ مدرسہ الحاج امام بخش مرحوم جونپور میں مدرسی اختیار کی حضرت مولانا عبد العلیم آسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ نے آپ سے تلمذ اختیار کیا حرمین شریفین کی زیارت کے شوق میں حیدر آباد ہوتے ہوئے شعبان ۱۲۸۶ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، بمرض اسہال شنبہ ۱۹ر ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں فوت ہ (تذکرہ علمائے ہند، میں ۱۱ر تاریخ غلط لکھی ہے) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب دفن کئے گئے، ــــ تصانیف:۔ شرح سلم، حاشیہ شمس بازغہ، تعلیقات علی البیضاوی، حاشیہ شرح وقایہ، تعلیق علی البخاری ؛

حضرت مولانا یار محمد بندیالوی قدس سرہٗ

۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں بمقام بندیال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے، وطن اور لاہور کے علماء سے پڑھنے کے بعد بریلی پہونچے، اور حضرت مولانا شاہ احمد رضا کے مشورے سے استاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسب علوم کیا، صدر الشریعۃ آپ کے رفیق درس تھے، استاذ العلماء کے بعد مدرسہ حنفیہ کے صدر مدرس نامزد ہوئے، الہ آباد، بھوپال، ٹونک میں تدریسی فرائض انجام دیئے، الہ آباد میں مولانا تھانوی سے مسئلہ علم غیب پر گفتگو کی اور قائل کیا،

آپ کو بیعت حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی سے حاصل تھی ۱۳۶۷ھ میں وطن آپ کا وصال ہوا، ـــ تلامذہ میں شیخ القرآن علامہ عبد الغفور نامور ہوئے، ـــ آپ کے صاحبزادگان مولانا عبد الحق، مولانا فضل حق متبحر عالم ہیں اور تدریس میں مصروف ہیں۔

سنی دارالاشاعت کی دیگر کتب